92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

دوستو.....!

میرا نام سید منصور حیدر ہے میری زندگی کی ایک عجیب ہنگامہ خیز کہانی ہے، میں جہلم کے ایک دور دراز قصبے میں پیدا ہوا بہن بھائیوں میرا نمبر پانچواں ہے جب پہلا بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں باپ ڈھیروں خوشیاں مناتے ہیں کہ خاندان میں ایک فرد کا آ ضافہ ہوا ہے ماں کی گود ہری ہو جاتی ہے تو باپ کو مردانگی کی سند مل جاتی ہے وہ غرور سے پھولا نہیں سماتا لیکن بعد کے بچے بس ایک لائن میں ہی ہوتے ہیں ان کے لیے کوئی خاص شاپنگ نہیں کی جاتی بڑے بہن بھائیوں کے پرانے کپڑے ہی ان کو موسم کے مطابق پہنائیں جاتے ہیں میری پیدائش پر بھی بس رسماً گھر آئے مبارک دینے والوں مہمانوں کو دیسی مٹھائی کھلائی گئی، میں سانولے رنگ کا ایک عام سے نقش و نگار کا بچہ تھا میرے چہرے پہ بس ایک آنکھیں خاص تھیں جن میں عجیب سی چمک تھی میری والدہ بتاتی ہیں کہ باقی بچوں کی طرح جب میں بچپن میں روتا تھا تو بجائے آنکھیں بند ہونے کے کھل کر سرخ ہو جاتی تھیں اور ان کی چمک بڑھ جاتی تھی اور وہ انہیں دیکھ کر سہم جاتی تھیں

اور فوراً مجھے وہ چیز لا دیتی تھیں جس کی میں ضد کرتا تھا، میری تعلیم مسجد اور سکول میں جہاں باقی بچوں کو مولوی صاحب اور ماسٹر صاحب سہلا اور چمکار کر پڑھاتے تھے میری جیسی عام شکل صورت کے بچوں کی مرغا بن کر ڈنڈے کھاتے اور مولوی ماسٹر صاحبان کے لیے گاؤں سے مرغی کے انڈے ڈھوتے ہی گزری اس لیے میں پڑھائی میں کوئی زیادہ خاص نہیں تھا مگر جسمانی طور پر بہت پھرتیلا اور ہوشیار تھا اور مجھے تعلیم زیادہ جسمانی ایکٹوٹیز زیادہ پسند تھیں، گاؤں کے چھپڑ میں تیراکی، دوڑ لگانا اور مرغے پکڑنے میں ماسٹر تھا، جب تھوڑا بڑا ہوا تو ہمارے گاؤں میں جوڈو کراٹے ماسٹر ریاض بھائی تھے میں شام کو ان کے پاس کراٹے کی کلاس لینے چلا جاتا کیوں میں جسمانی طور پر مضبوط اور ہوشیار تھا اس لیے وہ مجھ پر خصوصی توجہ دیتے تھے وہ کراٹے کی شاخ کیوکیشن کے استاد تھے کچھ ہی عرصہ میں ان کے تمام شاگردوں میں سے کوئی میرے مقابل نہیں ٹھہرتا تھا اس لیے اپنی غیر موجودگی میں مجھے کلاس کو پریکٹس کا کہتے تھے، کچھ عرصہ بعد وہ جاب کے سلسلے میں بیرون ملک چلے گئے تو میں نے اکیلے ہی پریکٹس جاری رکھی، میرے والد دوسرے شہر میں سرکاری ادارے میں کوئی کلریکل جاب کرتے تھے اور غصے کے بہت تیز اور سخت مزاج کے انسان تھے۔

جب میں کالج میں داخل ہوا تو کالج میں بہت غنڈہ گردی تھی سٹوڈنٹ سیاسی جماعتوں کے لڑکے بہت بدمعاشی کرتے تھے، ایک دن کالج کی کینٹین میں ایک لڑکے نے میرے ساتھ بدمعاشی کی تو میں نے اس کی اچھی خاصی ٹھکائی کر دی وہ سیاسی جماعت کا کارکن تھا، اس لیے سیاسی جماعت کے چند لڑکوں لیکر آ گیا جس پر ہماری خوب لڑائی ہوئی جس میں مجھے بھی اچھی خاصی چوٹیں آئیں مگر میں ڈٹا رہا اور ان کی بھی خوب دھلائی کی یہ معاملہ جب پرنسپل صاحب تک پہنچا تو سٹوڈنٹ جماعت کا لیڈر جسکو سب چوہدری عمران کہتے تھے وہاں آیا اور بڑے غور سے مجھے دیکھنے لگا اور اس کے بعد پرنسپل صاحب نے ہماری صلح کروائی،

اس کے بعد چوہدری عمران نے مجھے اپنے پاس بلایا اور جماعت میں شامل ہونے کی آفر دی اور کہا کہ تم اکیلے کچھ نہیں ہو ہماری جماعت میں شامل ہو جاؤ تو کوئی مئسلہ نہیں ہو گا ورنہ یہاں کالج میں مذہبی اور سیاسی جماعتیں بنی ہوئی ہیں کسی نہ کسی سے تمھاری ان بن چلتی رہے گی اور کالج سے بھی نکال دیئے جاؤ گے اور ہو سکتا ہے کسی کیس میں تھانہ میں جانا پڑے،

چوہدری عمران جو مقامی ایم پی اے کا بھتیجا تھا اس کی بات مجھے معقول لگی کیونکہ کالج کا ماحول میں اچھی طرح جان چکا تھا،

وہاں پڑھائی کم اور سیاست زیادہ ہوتی تھی اور چوہدری عمران لوگوں کی جماعت تو ویسے بھی حکومتی پارٹی تھی اس لیے میں

نے عقل مندی کا مظاہرہ کیا اور پارٹی فارم پر دستخط کر دیئے،

اب کالج میں میرے پارٹی کے کچھ دوست بن گئے جن میں ایک نوید تھا جو چوہدری عمران کا دایاں بازو تھا اور پارٹی کا جنرل سیکرٹری تھا، کالج میں ہم کلاسز کم لیتے تھے اور پارٹی میٹنگز میں زیادہ شریک ہوتے تھے، کالج میں اپوزیشن پارٹی کی سٹوڈنٹ جماعت سے ہماری لڑائی لگی رہتی تھی اور میں ہر لڑائی میں آگے ہوتا تھا،

ایک دن مجھے چوہدری عمران نے کہا کہ ایم پی اے میرا چچا چوہدری نواز شہر آیا ہے خصوصی میٹنگ بلائی ہے تم نے اور نوید نے لازمی آنا ہے، شام کو جب ہم نوید کے موٹر سائیکل پر ڈیرے پر پہنچے تو ہمیں لان میں کرسیوں پر بٹھا دیا گیا، اتنے میں ایم پی اے چوہدری نواز باہر آیا اور ہم سے ملاقات کی عمران نے میرا اس سے تعارف کروایا کہ لڑکا بہت دلیر ہے اور پارٹی کے ساتھ بہت وفادار ہے، چوہدری نواز بہت گرم جوشی سے ملا اور کہا کہ دلیر لوگ ہی ہمیشہ ترقی کرتے ہیں، اور اس کے بعد ہمیں اندر لے گیا ایک حال میں بڑی سی میز کے گرد کرسیاں لگی تھیں جہاں ہم بیٹھ گئے، اتنے میں شہر کے کچھ لوگ اور بھی آگے جن میں کچھ تاجر تھے،

چوہدری نواز نے میٹنگ کو شروع کرتے ہوئے کہا کہ ہماری پارٹی کے حکومتی معاملات کافی خراب ہو رہے ہیں اور عوامی صورت حال کافی خراب ہو رہی ہے اور اپوزیشن والے ہمارے شہر میں ایک

جلسہ رکھ رہے ہیں جن میں ان کی مرکزی قیادت خطاب کرے گی
کسی بھی طرح یہ جلسہ ناکام بنانا ہے،

تم لوگ بتاؤ کہ ہمیں اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے،

اس پر سب مشورے دینے لگے کوئی کہتا لوکل اپوزیشن لیڈروں کو گرفتار کروا دینا چاہیے کوئی کہتا کہ جلسہ گاہ میں رات کو پانی چھوڑ دینا چاہیے،

میں نے اچانک کہا ایک تجویز ہے سب نے میری طرف توجہ کی میں نے کہا کہ ہم جلسہ والے دن جب جلسہ شروع ہو تو جلسہ میں بہت سارے سانپ چھوڑ دیں اس طرح بھاگ دوڑ مچ جائے گی ہمارے شہر کے شمال میں بہت سارے سپیرے رہتے ہیں ہم ان کو ہائیر کر سکتے ہیں اس پر چوہدری نواز خوب ہنسا اور کہا کہ بڑا تماشا لگے گا تم لوگ یہی کرو اور مجھے خوب شاباش دی کہ تم دلیر ہونے کے ساتھ ذہین بھی ہو، اس کے بعد ہم نے رات کو سارے سپیروں کو جا کر پکڑ لیا اور انہیں کہا کہ تم لوگوں نے سانپوں کا زہر نکال لینا ہے اور کم از کم پچاس سانپ جلسہ جب عروج پر ہو درمیان میں چھوڑنے ہیں، سپیروں کو ہم نے ڈرایا دھمکایا اور کچھ لالچ دیا جس پر وہ مان گئے ۔

جس دن جلسہ شروع ہونا تھا اس دن ہم کچھ لڑکے حلیہ بدل کر جلسہ میں شریک ہو گئے کہ کہیں سپیرے ڈر نہ جائیں اور ہمارا مشن فیل نہ ہو جائے جب جلسہ شروع ہوا اور خوب رش ہو گیا

نعرے لگ رہے تھے اپوزیشن مرکزی قیادت سٹیج پر پہنچ گئی تو ہم نے سپیروں کو کاشن دے دیا کہ اب اپنی کاروائی شروع کر دو جس پر انہوں نے اپنی تھیلیوں سے سانپ نکال کر چھوڑ دئیے جیسے ہی سانپ باہر نکلے زہر تو ان میں تھا نہیں مگر کاٹ تو سکتے تھے اوپر سانپ کی دہشت بھی ہوتی ہے جیسے ہی ایک شخص کو سانپ نے کاٹا شور مچ گیا ہر طرف سانپ سانپ کی آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئی مختلف جگہوں سے سانپ نکل کر جلسہ گاہ میں رینگنا شروع ہو گئے لوگوں کی چیخ پکار اور بھاگ دوڑ شروع ہو گئی اپوزیشن لیڈر سٹیج پر پہلے حیرت سے کھڑے تماشا دیکھتے رہے پھر مائک لیکر چیخنا شروع ہو گئے کہ یہ حکومت کی سازش ہے مگر وہاں کون سنتا تھا ہر طرف چیخ پکار اور بھاگ دوڑ تھی دوسری طرف ہم بھی لوگوں کو بھگا رہے کہ یہ سانپ بہت خطرناک ہیں ان کا ڈسا ہوا بچتا نہیں اس معاملہ میں پولیس بھی ہماری مدد کر رہی تھی تھوڑی دیر میں جلسہ گاہ خالی ہو گیا چند افراد رہ گئے اور اپوزیشن لیڈر غصے سے ہاتھ مل رہے تھے مگر لوگوں کو بچانے کیلئے سٹیج سے وہ بھی نہیں اترے، ہم بھی چپکے سے وہاں سے کھسک کر چوہدری نواز کے ڈیرے پر پہنچ گئے، اور چوہدری نواز نے ہم سے سارے حالات سنے اپوزیشن کی ایسی درگت بننے خوب ہنستا رہا، اور مجھے اٹھ کر گلے لگا لیا اور کہا کہ آج رات کو تم سب کو میری طرف سے پارٹی ہے ۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی:سید منصور حیدر

تحریر:سید عباس ہمدانی

قسط 2

ماسٹر شیانگ لی

دوستو.....!

میری مارشل آرٹ کی پریکٹس جاری تھی میں زیادہ تر مارشل آرٹ پر بنی ہالی وڈ اور چائنیز فلمیں دیکھ دیکھ کر پریکٹس کرتا تھا، چونکہ میں مارشل آرٹ کا کھلاڑی تھا اس لیے اپنے دوستوں کی شراب اور شباب کی محفلوں میں شرکت نہیں کرتا تھا، وہ بہت

بضد ہوتے مگر میرے اٹل فیصلے کی وجہ سے آہستہ آہستہ وہ سمجھ گئے، میں شہر میں کالج کے ہوسٹل میں رہتا تھا اور گاؤں کبھی مہینے بعد چکر لگاتا تھا وہ بھی اگلے دن گھر والوں کے ساتھ پڑھائی کا بہانا کر کے واپس آ جاتا تھا، کالج میں ہر پیریڈ میں ہماری حاضری چلتی رہتی تھی اور کسی کی مجال تھی کہ ہمیں کسی سبجیکٹ میں فیل کرتا بلکہ ہم پیپرز آؤٹ کرواتے تھے اور لڑکوں سے پیسے لیکر ان کو پاس کرواتے تھے کالج میں ہمارا مکمل ہولڈ تھا،

چوہدری نواز کی وجہ سے شہر کے بہت سارے تاجروں سے بھی ہم بھتہ لے لیتے تھے اور اگر کسی نے ایم پی اے سے کوئی کام کروانا ہوتا تو اس میں بھی ہم اپنا حصہ وصول کر لیتے تھے، اس دور میں میرے پاس ہنڈا 125 موٹر سائیکل تھا اور چوہدری عمران کی وجہ سے ہم ہر وقت اسلحہ بھی اپنے پاس رکھتے تھے بلکہ مجھے اپنے بازوں پر پورا بھروسہ تھا مگر چوہدری عمران نے مجھے بھی ایک 30 بور جدید آٹو میٹک ہسٹل دے دیا کہ یہ پاس رکھو اس سے رعب پڑتا ہے، میں نے ایک ریٹائرڈ فوجی سے پسٹل کھولنا جوڑنا اور چلانا سیکھ لیا میرا پریکٹس سے بہت زبردست فائر ہو گیا۔

ایک دن چوہدری نواز لاہور سے واپس آیا اور ہمیں ڈیرے پر بلایا اور بتلایا کے کل کچھ چائنیز انجنیئر گیسٹ آرہے ہیں جنہوں نے ہمارے شہر میں آئل سروے کرنا ہے ان کی میں نے دعوت کی ہے تم

لوگ اسلام آباد کسی چائنیز ریسٹورنٹ سے ان کے لیے کھانے تیار کروا لانا پاکستانی کھانے یہاں تیار کروا لیں گے، اگلے دن ہم صبح اسلام آباد گئے اور چائنیز ریسٹورنٹ والوں کو بتایا کہ ہمارے چائنیز مہمان ہیں ان کے لیے جو بہترین چائنیز کھانے ہیں پیک کر دو ہم مہمانوں کے آنے سے پہلے واپس ڈیرے پر پہنچ گئے جب چائنیز مہمان آئے جن کی تعداد دس کے قریب تھی ان میں سے ایک چائنیز انجنیئر جس کا قد عام چائنیز سے کچھ بڑا تھا اور بہت ہی گھٹے اور مضبوط جسم کا لگتا جس کی عمر چالیس اور پینتالیس کے درمیان لگتی تھی میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غور سے دیکھنے لگا، بچپن سے ہی میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کوئی نہیں دیکھتا تھا جو ایسا کرتا تھا فوراً نظریں پھیر لیتا تھا لیکن چائنیز کچھ عجیب تھا اس کی عقابی نظریں تھیں جن میں بہت تیزی اور گہرائی تھی میں بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہت غور سے دیکھنے لگا تھوڑی دیر بعد مجھے ماتھے پر سرسراہٹ ہونی شروع ہوگئی آنکھیں بوجھل ہوگئیں اور سر میں درد شروع ہو گیا اور اچانک میں نے جھنجھلا کر آنکھیں پھیر لیں وہ چائنیز مسکرانے لگا مجھے پاس بلا کر ہاتھ ملایا اور کہا کہ تمھارے پاس خداداد صلاحیت ہے مگر تمھیں اس کا پتا نہیں ہے،

اور تمھارا جسم دیکھ کر لگتا ہے کہ تم کوئی مارشل آرٹ کی پریکٹس بھی کرتے ہو،

میں نے اسے بتایا کہ میں کافی عرصے سے مارشل آرٹ کے مختلف سٹائل کی پریکٹس کرتا ہوں، اسے نے کہا واہ بہت خوب چلو میں تمھارے تھوڑے ہاتھ پیر چلتے دیکھنا چاہتا ہوں میں نے کہا خوشی سے اس کے بعد اس نے اجازت طلب نظروں سے چوہدری نواز کی طرف دیکھا جس نے ہنس کر کہا کہ ضرور یہ ہمارا لڑکا بھی پریکٹس کرتا ہے دیکھتے ہیں کتنا دم ہے اس میں، ہم سب باہر لان میں آگے ۔

باہر آکر میں فائٹنگ سٹانس میں اپنے پاؤں پر ہلکے ہلکے جمپ لینا شروع ہو گیا مگر وہ چائنیز میرے سامنے دونوں سینے پر باندھ کر کھڑا ہو گیا،

میں نے ایک فرنٹ کک سے اس کی چھاتی پر وار کیا مگر وہ تیزی سے ایک طرف ہو گیا اس کے بعد میں نے مڑ کر تیزی سے اچھل کر ایک نی شاٹ اس کے منہ پر مارنا چاہا مگر وہ پھر ایک طرف ہو گیا میں جیسے ہی زمین پر گرا بائیں پاؤں سے اس کو سویپ کیا مگر وہ اچھل کر پیچھے ہو گیا میں جلدی سے کھڑا ہوا اور اس پر پنچ کی بارش کر دی مگر میرے ہر وار کو وہ بڑی مہارت سے وہ ایک ہاتھ سے روکتا رہا یکدم اس نے میرا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جیسے ہی میں اس کے قریب آیا اس نے میرا بازو چھوڑ میری گردن پر سیدھا وار کیا،

میرے دونوں پاؤں نکل گئے اور پوری طاقت سے پیٹھ کے بل زمین پر گر گیا،

میں غصے سے تیزی کے ساتھ زمین پر لیٹے لیٹے کمر اور ہاتھوں کے زور پر جمپ لگا کر پاؤں پرکھڑا ہوا اور تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے کبھی فرنٹ کبھی سائیڈ کک مارتا کبھی فلائنگ کبھی وہیل کک مگر مجال ہے جو اس کو چھو بھی پایا کمال کی پھرتی تھی اس میں مجھے بلکل چھوٹے بچوں کی طرح ڈیل کر رہا تھا جب میں تنگ آکر کھڑا ہو گیا تو اچانک چوہدری نواز نے کہا کہ بس اب ختم کرو،

مجھے بہت شرمندگی ہو رہی تھی اس نے مجھے پہلے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر شکست دی اور اس کے بعد فائٹنگ میں بھی شکست دے دی میرا سارا غرور مٹی میں ملا دیا سارے مجھ پر ہنس رہے تھے میرا دل کر رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں ۔

اچانک وہ چائنیز میرے پاس آیا اور میرے کندھے پر تھپکی دینے لگا اور کہا کہ تمھارا نام کیا ہے میں نے نام بتایا تو کہنے لگا تم کافی مضبوط ہو پھرتی بھی ہے لیکن تمھارے اندر ٹیکنیک کی بہت کمی ہے میں شاولنگ ٹیمپل کا ماسٹر شیانگ لی ہوں اور یہاں چیف انجینئر کے طور پر آیا ہوں،

میں نے یہ سُن کر فورا اس کے سامنے ادب سے کھڑا ہو گیا اور دونوں ہاتھ چھاتی سے نیچے کھینچ کر اس کو تعظیم دی،

کیونکہ شاولنگ ٹیمپل اور وہاں کے ماسٹرز کے بارے میں میں نے بہت سُن رکھا تھا اور فلموں میں دیکھا ہوا بھی تھا بھلا اس جیسے ماسٹر کے سامنے میرے جیسے خود ساختہ کی کیا حیثیت تھی،

میں نے فوراً ادب سے ان کو مخاطب کر کے کہا ماسٹر جب تک آپ ہمارے شہر میں ہیں کیا مجھے سکھائیں گے وہ مسکرانے لگے اور کہا ضرور کیوں نہیں تمھیں اجازت ہے تم ہمارے کیمپ آجایا کرو۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 3

بازار حُسن

دوستو.....!

ماسٹر شیانگ لی کی اجازت سے میں ان کے کیمپ میں ہر روز جاتا جہاں وہ مجھے ٹریننگ دیتے تھے ایک دن مجھے کہنے لگے تمھارے پاس بندوق بھی ہے کارتوس بھی ہے مگر چلانے کا پتہ نہیں ہے تمھارا جسم مضبوط ہے ککس پنچ بھی اچھے کرتے ہو مگر ٹیکنیک نہیں ہے، اس کے بعد انہوں نے کھڑے کھڑے اپنی دائیں ٹانگ اٹھائی اور سائیڈ کک کی اور اسی طرح ایک ہی ٹانگ پر کھڑے سپیڈ کے ساتھ پچاس ککس کیں جبکہ میں بمشکل پانچ ککس کر سکتا تھا، انہوں نے کہا کہ تمھیں پہلے مزید مضبوط ہونے کی ضرورت ہے وہ مجھے کیمپ کے قریب موجود پہاڑ پر دوڑ کر چڑھنے اترنے کی پریکٹس کرواتے شروع شروع میں خالی دوڑتا تھا بعد میں وہ مجھے ایک بیگ دے دیتے ہیں جس میں وزن ہوتا تھا اور آہستہ آہستہ وزن بڑھانا شروع کر دیا شروع میں تو مجھے کافی دقت آتی تھی مگر پھر میں ٹائم رکھ کر پہاڑ پر چڑھائی اترتا اور ہر روز اپنا دورانیہ کم کر کے ریکارڈ توڑ دیتا تھا۔

ماسٹر شیانگ ایک درخت کے ساتھ مجھے الٹا لٹکا دیتے اور نیچے سے اوپر پاؤں کو ہاتھ لگاؤ یہ بیسکلی سٹمک اور پیٹ کی ایکسائز ہوتی ہے اس کے بعد یہاں بھی میرے ہاتھوں میں وزن دے دیتے تھے کہ وزن کے ساتھ سیدھا ہو،

پش اپ فنگرز پر کرواتے یا مکہ بنا کر شہادت اور درمیانی انگلی کے نکلز پر پش اپ کے دوران بھی میری اوپر وزن رکھ دیتے تھے یا اپنا پاؤں رکھ کر اوپر سے وزن ڈالتے دونوں ہاتھ سائیڈ پر پھیلا کر سیدھا کھڑا کر دیتے اور ٹانگوں میں تھوڑا خم کروا دیتے یہ بازو کندھے اور ٹانگیں مضبوط کرنے کی بہت بہترین ایکسائز ہے اور بہت سخت ہے پہلے خالی ہاتھ کرتا تھا پھر وہ میری ہتھیلیوں پر کوئی وزن رکھتے یا بازوں کے ساتھ وزن باندھ دیتے تھے،

اس کے بعد کھلے میدان میں چلتے چلتے مجھ سے ککس اور پنچ کرواتے روزانہ مجھ سے ہزاروں دفعہ ککس اور پنچ کرواتے اور اب میری اتنی سپیڈ ہو گئی تھی کہ میں سیکنڈز کے ساتھ پنچ کرتا تھا اور سینڈ بیگ پر پنچ کر کر کے میں اس کو پھاڑ دیتا تھا۔

ماسٹر شیانگ مجھے کہنے لگے کہ اب تم ساتھ ساتھ یوگا کی ایکسائز بھی کیا کرو اور اپنے اندر کی طاقت کو جگانے کے لیے پاور ہے God gifted کیا کرو تمھارے پاس meditation آنکھوں میں اس کی ریاضت کر کے اس کو جگاؤ اس سے تم کسی کو بھی ہیپناٹائز کر سکتے ہو،

اس کے لیے شروع میں تم پوائنٹ میڈیٹیشن کیا کرو وہ شمالی دیوار پر ایک جگہ سفید کاغذ چپکا دیتے اور اس پر چنے کے دانے کے برابر نشان لگا دیتے تھے، میں زمین پر کنول آسن میں بیٹھ جاتا اور کمر اور گردن سیدھی ہوتی تھی اور رخ شمال کی جانب ہوتا تھا دوران ریاضت شمال کی طرف منہ اس لیے کروایا جاتا ہے کیونکہ شمال سے جنوب ایسی میگنیٹک لہریں بہتی ہیں جن کے ساتھ دماغ کا کنکشن بنانا ہوتا ہے اور یہ لہریں ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کے لیے بہت فائدہ مند ہوتی ہیں،

Point meditation

میں شروع میں نکتہ چھوٹا ہوتا تھا پھر ماسٹر اس کو آہستہ آہستہ اک روپے کے سکے کے برابر کرتے گئے یہ ریاضت میں نے پانچ منٹ سے شروع کی اور ہر روز ایک منٹ اس میں اضافہ کر دیتا تھا لیکن اس ریاضت کو کرنے سے پہلے ماسٹر مجھ سے یوگا کی ریاضت پران یاما ضرور کرواتے تھے کیونکہ یہ سانس کی ریاضت ہوتی ہے جس میں ایک انگلی سے ناک کے نتھنے کو بند کر کے باری سانس لینا ہوتا ہے ماسٹر کہتے کہ اس ایکسائز کا یہ فائدہ ہے کہ تمھارے جسم کو کول رکھے گی جیسے گاڑی میں ریڈی ایٹر کام کرتا ہے یہ ریاضت بھی یہی کام کرتی ہے کیونکہ نکتہ بینی کرنے سے جسم میں ہیٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

پہلے پہلے میری آنکھوں میں پانی آ جاتا جلن شروع ہو جاتی تھی مگر پھر بہت بہتر ہو گیا تھا گول دائرہ پہلے کناروں سے روشن ہو

جاتا تھا پھر مکمل روشن ہو جاتا تھا اب میں ایک گھنٹہ تک پوائنٹ میڈیٹیشن کرتا تھا میری آنکھوں میں اتنی پاور آ گئی تھی کہ کوئی میری آنکھوں میں دیکھ نہیں سکتا تھا بلی وغیرہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میں دیکھتا تو وہ آنکھیں بند کر کے بھاگ جاتی تھی، جلتے بلب کو میں غور سے دیکھتا تھا تو میری آنکھوں میں بلکل چبھن نہ ہوتی بلکہ بلب صرف ایک روشن تار کی طرح مجھے نظر آتا تھا،

میں کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو خیال کے زریعے کچھ بھی کہتا تھا تو وہ فوراً وہ کام شروع کر دیتا تھا۔

ایک دن ہمارے شہر سے ہائی سکول کی تین لڑکیاں غائب ہو گئیں بہت شور مچ گیا اخباروں میں خبریں لگنا شروع ہو گئی پولیس تلاش کر رہی تھی مگر کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا ان میں سے ایک لڑکی ایک تاجر کی بیٹی تھی جو ہماری پارٹی کو فنڈنگ کرتا تھا اس نے چوہدری نواز کو کہا کہ میری بیٹی کو تلاش کرنے میں مدد کرو چوہدری نواز نے پولیس کو بھی آرڈر دیا اور ہمیں بھی کہا کہ تم لوگ بھی اپنے طور پر تلاش کرو،

ہم نے لڑکیوں کی تصاویر لیں اور تمام اڈے ہوٹل ہسپتال چھان مارے مگر کچھ معلوم نہیں ہوا ریلوے اسٹیشن سے ہمارے ایک سورس نے بتایا کہ ان لڑکیوں کو لاہور جانے والی ٹرین پر سوار ہوتے دیکھا گیا ہے اور یہ تینوں اکیلی تھیں ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں تھا، ہم اسی دن لاہور ڈیفینس میں چوہدری نواز کے بنگلے پر

پہنچ گئے چوہدری نواز نے مقامی پولیس کے ایس پی کو کال کر کے ساری صورتحال بتائی اور لڑکیوں کی تلاش میں مدد مانگی،

مجھے چوہدری عمران کہنے لگا کہ اکثر لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر آتی ہیں تو کسی کے ہاتھ چڑھ جاتی ہیں جو انھیں بازار حُسن چکلے میں بیچ دیتے ہیں یا اگر کوئی لڑکی کسی کے ساتھ بھاگ کر آتی ہے تو وہ لڑکا اس کو چھوڑ دیتا ایسی لڑکی اب گھر واپس تو جا نہیں سکتی اس کا مقدر بھی چکلہ ہی ہوتا ہے،

ہم نے بازار حُسن کو چیک کرنے کے لیے فوراً ایک سورس سے بات کی جو مقامی بدمعاش تھا اور ایک ایم پی اے کا خاص تھا،

وہ ہمیں اس بازار حُسن میں لے گیا جس کو چکلہ اور ہیرا منڈی، شاہی محلہ بھی کہتے ہیں جو بادشاہوں نے اپنی عیاشی کے لیے بنوایا اور بعد میں انگریزوں نے اس کو اپنے فوجیوں کی عیاشی کے لیے جاری رکھا،

عجیب منحوس سی جگہ تھی دماغ جیسے بند ہو رہا تھا ہمارا سورس جس کا نام رفیق عرف فیقا تھا ہمیں بتایا کہ اب یہاں سے زیادہ تر لوگ بڑے بڑے علاقوں ڈیفنس ماڈل ٹاؤن میں شفٹ ہو گئے ہیں،

بس کچھ پرانے لوگ ہی یہاں رہ گئے ہیں فلم انڈسٹری کی بہت ساری مشہور ہیروئینوں کا تعلق بھی اسی محلے سے ہے بظاہر سامنے یہ لوگ ناچنے گانے کا کام کرتے ہیں مگر اندرونی طور پر جسم فروشی بھی ہوتی ہے اور یہ لوگ اپنی لڑکیوں سے صرف

ناچنے گانے بجانے کا کام لیتے ہیں اور جسم فروشی کے لیے لڑکیاں خریدتے ہیں اس محلے میں آپ کو منشیات، لڑکیاں، اسلحہ ہر چیز ملے گی۔

ہم وہاں ایک کوٹھے پر گئے جسکی ایک خرانٹ سی نائکہ تھی جو پان چبا رہی تھی جس کا نام غزل تھا اس کے کھنڈرات بتاتے تھے کہ وہ کسی دور میں خوبصورت بلڈنگ تھی مگر اب تو آثار قدیمہ کے بجٹ پر ہی گزارا تھا اور غزل اب کافی پھیل چکی تھی بلکہ دیوان بن چُکی تھی،

ہم نے جب اس کو اپنے آنے کا مقصد بتایا اور بتایا کہ کیا کوئی نئی لڑکیاں آج کل میں یہاں آئی ہیں اور ساتھ ڈرایا بھی کے بہت بڑے لوگوں کا یہ معاملہ ہے اگر بعد میں کچھ معلوم ہوا تو نتیجہ خطرناک ہوگا مگر اس نے بتایا کہ پچھلے کافی دنوں سے یہاں کوئی ایسا سودا نہیں ہوا ہے پھر ایک دو دلالوں کو بلا کر ان سے بھی پوچھا مگر سب نے انکار کر دیا اس کے بعد ہم وہاں سے نکل آئے۔

اچانک میرے دماغ میں ایک خیال آیا کہ کیوں نہ ہم لڑکیوں کے گھر کے فون نمبر چیک کروائیں اس دور میں موبائل فون نہیں تھے بس یہی پی ٹی سی ایل والے فون تھے جب ہم نے ان کے گھر کے نمبرز چیک کروائے تو تینوں نمبرز پر لاہور کے مختلف نمبرز سے

کالیں ہوئیں تھی ہم نے ایک نمبر چیک کروایا اس کے ایڈرس پر پہنچے تو وہ ماڈل ٹاؤن کا ایک گھر تھا مگر وہ بہت شریف سی فیملی تھی، ہم نے جب دوبارہ ٹیلی فون کے محکمہ میں اپنے سورس سے بات کی تو اس نے بتایا کہ حیرت کی بات ہے سارے نمبرز ماڈل ٹاؤن کے مختلف گھروں کے ہیں ہم نے کافی سارے گھروں کو چیک کیا مگر کچھ ہاتھ نہ آیا....

اچانک مجھے بجلی کے کوندے کی طرح ایک خیال آیا کہ ان سب نمبرز کو کسی نے غلط طریقے سے استعمال کر کے کال کی ہے اور سارے نمبرز اسی علاقے کے ہیں تو لازماً وہ شخص بھی ادھر ہی رہتا ہے، ہوسکتا ہے کہ علاقے میں جو فون کے باکس لگے ہیں ان میں سے کنکشن لگا کر کسی نے کال کی ہو اور ایسا تو محکمہ کا کوئی بندہ کر سکتا ہے اور ہوسکتا ہے کیونکہ سارے نمبرز اسی علاقے کے ہیں تو وہ شخص اسی علاقے میں تعینات ہو اور یہاں سے اپنے مزموم مقاصد کیلئے فون استعمال کرتا ہو۔

ماڈل ٹاؤن چونکہ ایک پوش علاقہ تھا اور یہاں کافی روپے پیسے والے لوگ رہتے تھے کچھ گھروں کے باہر مجھے سکیورٹی کیمرے لگے نظر آئے ہم نے ان گھروں کو چیک کیا تو ایک ہی شخص مختلف ٹیلی-فون باکس سے کال کرتا نظر آیا تو ایک شخص نے بتایا کہ یہ تو اس علاقے میں ٹیلی فون محکمہ سے تعینات شخص ہے اور اس کا نام ریاض رشید ہے، اب سراغ ہمارے ہاتھ لگ چکا تھا ہم نے اس کے محکمہ سے اس کے گھر کا ایڈریس لیا اور وہاں پہنچ

گئے وہ گھر میں موجود تھا ہم نے اسکو بتایا کہ ہم خفیہ پولیس سے یہ سُن کر گھبرا گیا بھاگنے کی کوشش کی مگر میں نے اسکو پکڑ لیا اور اس کی گردن کی ایک رگ دبا بے ہوش کر دیا کہ کہیں یہ شور نہ کرے اس کو اٹھا کر ہم چوہدری نواز کے بنگلے پر لے آئے۔

میں نے اس کو کرسی پر بٹھا دیا وہ بے ہوش تھا میں نے رکھ کر دو تین تھپڑ اس کے منہ پر مارے تو وہ ہوش میں آ گیا اس کو میں نے پہلا سوال ہی کیا کہ بتاؤ لڑکیاں کہاں ہیں وہ گھبرا کر کہنے لگا کون سی لڑکیاں مجھے نہیں پتا مجھے تم کیوں اغواء کر لائے ہو میں نے اٹھ کر دو تھپڑ اس کے منہ پر مارے اور اس کی گردن پر انگوٹھا رکھ کر مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا یہ ماسٹر شیانگ لی کا بتایا طریقہ تھا وہ شخص مچھلی کی طرح تڑپنا شروع ہو گیا مگر میری مضبوط گرفت سے نکل نہیں پایا اچانک اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ بتاتا ہوں مجھے چھوڑ دو.....

میں نے دباؤ تھوڑا کم کیا تو اس نے کہا کہ لڑکیاں ماڈل ٹاؤن کی ایک کوٹھی میں ہیں ان لڑکیوں کو فلموں میں کام کرنے کا بہت شوق تھا ایک دن ایسے ہی میں نے رانگ کال ملائی تو ان میں سے ایک لڑکی شہلا سے میری بات ہوئی لڑکی ابھی ٹین ایجر تھی فلمیں شوق سے دیکھتی تھی اور خیالی پلاؤ والی سوچیں رکھتی تھی میں نے اس کو کہا کہ تم خود کیوں نہیں فلموں میں کام کرتی میں کام دلاوں گا میرے بہت تعلق ہیں فلم انڈسٹری میں اس طرح اس کی دوسری دونوں سہیلیوں سے بھی بات ہوگی میں نے

ان کو لاہور آنے کا کہا یہ بھاگ کر یہاں آ گئیں ہم اسی طرح مختلف علاقوں سے لڑکیاں گھیرتے ہیں خاص کر چھوٹے شہروں اور گاؤں سے وہاں کی لڑکیاں سادا ہوتی ہیں جلدی جھانسے میں آ جاتی ہیں،

آج رات کو ہم نے لڑکیوں کو ٹرالے کے زریعے کراچی بھیجنا ہے اور وہاں سے شپ کے زریعے تھائی لینڈ، سنگاپور وغیرہ میں بھیجا جائے گا وہاں انڈین، تھائی اور رشین مافیا ان کو جسم فروشی کے لیے خریدتی ہیں ۔

ہم نے فوراً پولیس کے زریعے اس کوٹھی پر چھاپہ مارا اور تہخانہ سے پندرہ لڑکیوں کو برآمد کیا جن میں تین لڑکیاں ہمارے والی بھی تھیں گھر کا مالک جو اس گروہ کا سرغنہ تھا ہمیں دھمکیاں دینے لگا میں اس کی اچھی طرح دھلائی کی مجھے اس پر غصہ تھا کہ اتنی چھوٹی بچیوں کو یہ جسم فروشی کے لیے بیچے گا اور نہ جانے کب سے یہ کاروبار کر رہا ہے اور کتنی زندگیوں کو اس نے برباد کر دیا،

وہ مجھے کہنے لگا میں بہت جلد باہر آ جاؤنگا اور جو تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے تمھیں نہیں چھوڑوں گا،

اچانک میں واپس مڑا اور اس کا دایاں بازو پکڑ کر موڑا اور کھڑی چاپ کا ایک وار اس کی الٹی کہنی پر کیا تڑاخ سی آواز آئی جیسے کوئی لکڑی ٹوٹتی ہے ایسے اس کا بازو کہنی سے ٹوٹ گیا اور اس

کے بعد اس کو نیچے گرا اس کے پاؤں کو پکڑ کر موڑا اور اپنی دائیں ٹانگ اسکی مڑی ہوئی ٹانگ پر رکھ کر مخصوص انداز میں زور سے جھٹکا دیا جس سے اس کا ٹخنے سے پاؤں اور گھٹنے سے ٹانگ بھی ٹوٹ گئی اور اسکو کہا کہ مجھے اب اچھی دیکھ لینا جب باہر آؤ گے تو میں تمھارا انتظار کروں گا

اس کے بعد اپنے والی تینوں لڑکیوں کو لیکر باقی لڑکیاں پولیس کے حوالے کر دیں کہ ان کو ان کے گھر والوں تک پہنچا دیں اور لڑکیوں کے ساتھ ہم واپس اپنے شہر کو آگئے۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 4

Baozhai باوزائی

دوستو.....!

ماسٹر شیانگ لی اب مجھے کانگ فو کاتا کی پریکٹس کرواتے کاتا کا مطلب ہوتا ہے خیالی جنگ مارشل آرٹ کے ہر سٹائل میں الگ الگ کاتاز ہوتے ہیں جو الگ الگ بیلٹ لیول کے لیے ہوتے ہیں کاتا کے اندر ککس، پنچز بلاکز سب کچھ شامل ہوتے ہیں، کاتا نمبرز کے ساتھ سکھایا جاتا ہے کہ کہاں پنچ کرنا ہے کہاں کون سی کک کرنی ہے کہاں کون سا بلاک کرنا ہے انفرادی طور پر بھی کاتا کرتے ہیں اور ٹیم کی شکل میں ہوتا ہے جو بہت خوبصورت منظر پیش کرتا ہے،

مجھے جب کاتا پر عبور ہو گیا تو میں اتنی تیزی کے ساتھ کاتا میں تمام ککس، پنچ بلاکس کرتا کہ ککس، پنچ اور ہوا کے امتزاج سے شپ شپ کی آوازیں پیدا ہوتیں تھیں ۔

ماسٹر شیانگ لی میرا سانس مضبوط کرنے اور روکنے کیلئے یوگا کی مختلف ریاضات کرواتے تھے جو کبھی رات کے آخری پیر ہوتی تھیں اور کبھی صبح صبح سانس کی ریاضت کے دوران پیٹ کا

خالی ہونا بہت ضروری ہوتا ہے یعنی کھانا کھانے کے کم از کم چھ گھنٹے بعد سانس کی ایکسائز کرنی چاہیے،

ماسٹر شیانگ لی سانس رکوا کر مجھ سے ککس اور پنچ کرواتے تھے اور سانس رکوا کر میرے سٹمک پر پنچ کرتے تھے....

ایک دن مجھے پہاڑ کے پاس قدرتی چشمہ کے قریب لے گئے چشمہ کا پانی ایک جگہ جمع ہوتا تھا اور وہاں ایک چھوٹا سا تالاب بنا ہوا تھا پہاڑی چشمہ کا پانی اتنا صاف شفاف تھا کہ تالاب کے اوپر دیکھنے پر نیچے ہر چیز صاف نظر آتی تھی ۔

ماسٹر شیانگ نے ایک تھیلے میں سے چھوٹی سی ربڑ کی ٹیوب نکالی اس میں ہوا بھری تو وہ ایک چھوٹی سی بوٹ بن گئی اور اس میں سوار ہو کر تالاب میں داخل ہو گئے اور مجھے کہا کہ پانی میں غوطہ لگاؤ جب تک سانس ٹوٹنے نہ لگے باہر مت نکلنا میں جو پہلے ہی پانچ منٹ تک سانس روک لیتا تھا غوطہ لگا کر نیچے پانی میں بیٹھ گیا تین منٹ کے بعد میری سانس اکھڑنے لگی کیوں زمین کے بجائے پانی کے اندر آپ پر پانی کا دباؤ بھی ہوتا ہے میں باہر نکل آیا تو ماسٹر نے اوپر سے میر سر میں چھڑی مار کر پھر نیچے کر دیا.....

اس طرح کچھ دنوں کے بعد میں پانی میں چھ منٹ تک سانس روک لیتا تھا تو ماسٹر شیانگ نے مجھے کہا کہ اب تم پانی میں بیٹھنے کے بجائے ککس اور پنچ کیا کرو،

پانی میں چونکہ رکاوٹ بہت زیادہ ہوتی ہے اس لیے شروع میں مجھے دشواری کا سامنا ہوا مگر بعد میں مسلسل پریکٹس سے میری سپیڈ بن گئی اور اب سانس روکنے کا دورانیہ پندرہ منٹ تک پہنچ گیا تھا ۔

ماسٹر شیانگ لی نے اب میری نکتہ بینی پوائنٹ میڈٹیشن کی ریاضت ختم کر کے شمع بینی شروع کروا دی تھی کہ شمال کی طرف منہ کرکے شمع کی لو پر اپنی توجہ مرکوز کرو،

شمع کی لو پر توجہ کرنے میں شروع میں سر بھاری ہو جاتا ہے مگر اسکو کم دورانیہ سے شروع کرنا چاہیے اور کسی کی نگرانی میں کریں تو بہتر ہے ایک دن مجھے لگا کہ میرا سر پھٹ جائے گا مجھے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں عجیب سی سرسراہٹ محسوس ہوتی جیسے تھرما میٹر میں پارہ گرمی سے اوپر چڑھتا ہے ایسے میری ریڑھ کی ہڈی سے کوئی چیز اوپر دماغ کی طرف جیسے سفر کر رہی ہو،

مجھ سے شمع بینی نہیں ہو رہی تھی میں اٹھ کر بیٹھ گیا مجھے ایسا لگا جیسے غلیظ خیالات نے میرے دماغ پر حملہ کر دیا ہو،باقی ساری رات جاگ کر گزری صبح جب ماسٹر کے سامنے پہنچا تو مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے اور سامنے رکھے پیالے کی طرف اشارہ کر کے کہا اسکو پی لو، میں نے وہ پیالہ اٹھا کر دیکھا تو کسی جڑی بوٹی کا رس پانی میں مکس نظر آتا تھا میں نے وہ سارا پی لیا تو مجھے ماسٹر شیانگ کہنے لگے کل رات کو تم نے کوئی

گرم چیز کھائی ہے گوشت وغیرہ تو میں نے کہا جی بلکل کل شام کو دوستوں کی محفل تھی اور ہم نے بھیڑ کی سجی بنا کر کھائی تھی اور میں نے اچھا خاصا گوشت کھایا تھا،

ماسٹر شیانگ نے کہا کہ ان ریاضات کے دوران گرم چیزیں نہیں کھانی چاہیں گوشت وغیرہ، اس سے تمھارے ریڑھ کی ہڈی میں سو رہی ہے وہ جلدی (serpent power) جو کنڈالنی شکتی جاگ جاتی ہے اور یہ بہت خطرناک قوت ہوتی ہے اسکو آہستہ آہستہ جگانا ہوتا یکدم جاگ جائے تو بہت خطرناک ہوتی ہے انسان درندہ بن جاتا ہے ماں بہن کی تمیز تک کھو بیٹھتا ہے ہے اس لیے ان ریاضات کے دوران ٹھنڈی چیزیں استعمال کرو،

باقی باتیں تو ٹھیک تھیں مگر مجھے حیرت ہوئی کہ رات کو میرے ساتھ پرابلم آئی تو صبح ماسٹر شیانگ پہلے ہی جڑی بوٹی کا رس میرے لیے لیکر بیٹھے ہوئے تھے، مجھے کئی دفعہ لگتا تھا کہ ماسٹر شیانگ لی کو میری ہر چیز کا پتہ ہوتا ہے اور جیسے وہ ہر وقت مجھے واچ کرتے ہوں کئی دفعہ ایسی باتیں کر جاتے تھے جن کے بارے میں پوچھتا تو آگے سے مسکرا دیتے تھے بہت گہری شخصیت تھے ۔

ایک دن مجھے ماسٹر شیانگ نے کہا کہ تیار ہو جاؤ ائرپورٹ کسی مہمان کو لینے جانا ہے میں تیار ہو کر آیا ماسٹر شیانگ کی گاڑی میں ہم ائرپورٹ پہنچے، کچھ دیر انتظار کے بعد ایک فلائٹ کی آمد ہوئی اس کے مسافر چیک آؤٹ کے بعد باہر آنا شروع ہوگئے اتنے

میں ایک لڑکی دوڑتی ہوئی ماسٹر شیانگ کے گلے لگ، لڑکی بہت زیادہ دبلی پتلی سی تھی جیسے گوشت نام کی چیز اس کے وجود پر نہ ہو دبلی پتلی ہونے کی وجہ سے اس کا قد بھی چائنیز عورتوں سے لمبا دکھائی دیتا تھا اور اس کے نقش و نگار چائنیز اور انڈین لگتے تھے سفید رنگ بڑی بڑی آنکھیں ستواں ناک پتلے ہونٹ لمبے گھنے سیاہ بال جو اس نے شولڈر تک رکھے ہوئے تھے اس کے چہرے پر ایک عجیب سا سکون اور وقار تھا، اس نے ڈھیلا ڈھالا پاکستانی لباس شلوار قمیض پہنا ہوا تھا وہ اسکے پتلے وجود پر ایسے لگ رہا تھا جیسے لکڑیوں پر کسی نے کوئی کپڑا لٹکا رکھا ہو،

ماسٹر شیانگ نے اس سے میرا تعارف کروایا اور اس کے بعد مجھے اس کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ میری بیٹی باوزائی ہے، اس نے سلام کے لیے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور (Baozhai) نی ہاؤ (کیا حال ہے) کہا میں نے اس کا ہاتھ اتنی آہستگی سے تھاما کے کہیں میرے ہاتھ کا دباؤ پڑ گیا تو اس کے ہاتھ کی ہڈیاں نہ ٹوٹ جائیں،

میں نے کہا ماسٹر آپ کی اتنی زیادہ عمر نہیں لگتی یہ آپ کی بیٹی تو جوان ہے کیا آپ نے جلدی شادی کر لی تھی ماسٹر نے کہا نہیں شادی میں نے تیس سال کی عمر میں کی تھی میں نے کہا ماسٹر ابھی تو چالیس سے پینتالیس کے لگتے ہیں تو وہ مسکرانے کہا نہیں میری عمر ساٹھ سال ہے اور باوزائی کی عمر آٹھائیس سال ہے جبکہ وہ بھی بیس کی لگتی تھی میں نے پوچھا ماسٹر

باوزائی کی ماں مجھے چائنیز نہیں لگتی اس کے نقش نگار الگ ہیں ماسٹر شیانگ نے بتایا کہ ہاں اس کی ماں انڈیا کے علاقے راجستھان سے تھی اس کو بھی کانگ فو کا شوق تھا ہماری ملاقات ہوئی بہت جلد ہم نے شادی کر لی مگر افسوس دو سال بعد باوزائی کی پیدائش پر اس کی ڈیتھ ہوگئی تھی، میں نے ماسٹر اور باوزائی سے افسوس کا اظہار کیا اور یوں ہم کچھ دیر بعد باوزائی کو لیکن واپس کیمپ آ گئے ۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 5

مری ٹور

دوستو.....!

ماسٹر شیانگ لی میری ککس میں پاور لانے کے لیے میرے پاؤں کے ساتھ کچھ وزن باندھ کر ککس کرواتے یا وزنی بوٹ پہنا کر ان سے ککس کرواتے تھے اور مضبوط سٹک لیکر مجھ پر حملہ کرتے اور سٹک کا وار میں نے بازوؤں، ہاتھوں اور ٹانگوں کے زریعے بلاک کرنا ہوتا تھا، اور میری انگلیوں کو مضبوط کرنے کے لیے پہلے گرم ریت پر پریکٹس کرواتے تھے اور بعد میں بجری پر اس کا طریقہ کار یہ ہوتا تھا پہلے فنگرز پر پش اپ کرواتے تھے پھر وہ کسی بڑی سی کھلی بالٹی میں ریت یا بجری ڈالتے اور اس کے نیچے آگ جلا دیتے تھے جب وہ خوب گرم ہو جاتی تو کہتے کہ اب اس کے اندر انگلیاں داخل کرو اور نکالو پہلے پہل تو میری جلد جل کر سرخ ہو جاتی بہت جلن ہوتی تھی پھر کافی پریکٹس کے بعد سب نارمل ہو گیا، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اگر میں سیدھی انگلیوں کا وار کسی پر کر دیتا تو وہ اس کے لیے لوہے کی سلاخیں بن جاتیں، خود ماسٹر شیانگ کو میں نے دیکھا کہ وہ ہوا میں ٹانگیں سیدھی اٹھا کر دونوں ہاتھوں کی شہادت اور بڑی انگلیوں انگوٹھے پر وزن ڈال کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

میری شمع بینی کی ریاضت جاری تھی اس کا فائدہ یہ ہو رہا تھا کہ میرا دماغ اتنا حساس ہو چکا تھا کہ مجھے بہت سارے واقعات کا پہلے پتا چل جاتا تھا کہ یہ ہونے والا ہے دماغ میں سکون کے ساتھ ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوتی تھی، میرے پاس اگر کوئی لوگ بیٹھے ہوتے تو ان کے خیالات تک میں پڑھ لیتا تھا یہ ایسے ہوتا تھا جیسے فضا میں سیٹلائٹ چینلز کے سگنلز موجود ہوتے ہیں لیکن جب آپ ٹی وی آن کر کے چینل ٹیون کرتے ہیں تو ٹی وی کی سکرین پر اس چینل کی نشریات شروع ہو جاتی ہیں بلکل ایسے ہی میں اپنے دماغ کی سکرین کو ٹیون کرتا اور جس شخص کے متعلق دھیان سے سوچتا تھا اس کے دماغ کے خیالات کے سگنلز میرے دماغ پر نشر ہو جاتے تھے۔

ماسٹر شیانگ نے ایک کوبرا سانپ پال رکھا تھا وہ اس کو سامنے کھڑا کر کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کر دیکھتے رہتے تھے ہتکہ کے کچھ دیر بعد سانپ کنڈلی مار کر بیٹھ کر سو جاتا، میں یہ سمجھتا تھا کہ ماسٹر نے سانپ کا زہر نکالا ہوا ہوگا ایک دن جیسے ہی میں سانپ کو پکڑنے کے لئے شیشے کے برتن میں ہاتھ ڈالنے لگا تو باوزائی نے مجھے پکڑ لیا کہ پاگل ہو گئے ہو یہ دنیا کا خطرناک ترین کوبرا سانپ ہے اس نے ڈس لیا تو دوسرا سانس نہیں لو گے میں نے پوچھا کہ کیا اس کا زہر نہیں نکالا تو ماسٹر تو

روزانہ اس کو سامنے بٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے رہتے ہیں یہ سب کیا ہے.... ؟

باوزائی نے بتایا کہ دراصل ماسٹر اس کوبرا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی کنسٹریشن مضبوط کرتے ہیں اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اس سانپ کو ہپناٹز کرتے ہیں اس طرح وہ ان کے کنٹرول میں رہتا ہے میں نے کہا تھوڑی وضاحت کرو، تو باوزائی نے بتایا کہ کسی نکتے یا شمع پر ریاضت کرنا عام بات ہے اس سے انسان کے خیالات ادھر اُدھر ہو سکتے ہیں ، مگر آپ کے سامنے خطرناک سانپ موجود آپ ایک لمحہ بھی چوکے تو اگلا قدم موت ہے، تم نے دیکھا ہے کہ سانپ ہو یا جنگلی درندے جب اپنے شکار پر حملہ کرتے ہیں تو پہلے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر شکار کو ہپناٹز کر دیتے ہیں جس سے کچھ دیر وہ خوف سے سکتے کی کیفیت میں ہو جاتا ہے اور بھاگتا نہیں، ماسٹر اس زہریلے سانپ سے کھیلتے ہیں اور ریاضت کے آخر میں سانپ کو ہپناٹز کر دیتے ہیں جس سے وہ کنڈلی مار کر سو جاتا ہے، میں نے بہت حیرت سے سوچا کہ پھر ماسٹر شیانگ کا کنسٹریشن لیول کیا ہوگا ۔

ایک دن ماسٹر شیانگ نے مجھے کہا کہ باوزائی کو گھمانے کے لیے مری ہل اسٹیشن لے جاؤ، میں نے ماسٹر کی گاڑی نکالی اور باوزائی کو لیکر مری آگیا ہم مری کی گلیات وغیرہ گھومتے رہے پھر پنڈی پوائنٹ گئے پتریاٹا چیر لفٹ وغیرہ پر سوار ہوئے باوزائی بہت خوش نظر آ رہی مری کا موسم خوشگوار تھا اور خوب چہل پہل

تھی بہت ساری فیملیز سیر کے لیے آئی ہوئی تھیں، بہت سارے مختلف شہروں سے نوجوان جو ٹولیوں کی شکل میں تھے وہ آپس میں بیہودہ مزاق کر رہے تھے اور پاس گزرتی لڑکیوں پر آوازیں کستے،

ہم وہاں سے نکل کر ایک پہاڑی کی چوٹی کی طرف نکل آئے اور قدرتی نظارے دیکھ کر لُطف اندوز ہو رہے تھے باوزائی کہنے لگی تمھارا ملک بہت خوبصورت ہے مگر حکومت لگتا ہے سیاحتی مقامات پر توجہ نہیں دیتی پوری دنیا میں پہاڑی علاقے ایک جیسے ہوتے ہیں ایک جیسے پہاڑ درخت اور چشمے ہوتے مگر بیرون ملک میں حکومت ایسے مقامات کو مینج کرتیں ہیں جس سے ٹورازم میں آ ضافہ ہوتا ہے اور پوری دنیا سے لوگ وہاں آتے ہیں زرمبادلہ بڑھتا ہے روزگار ملتا ہے لوگوں کو اور باہر سیاحتی مقامات پر جس طرح وہ لڑکے گزرنے والی لڑکیوں کو ہرٹ کر رہے تھے ایسے نہیں ہوتا فوراً پولیس پہنچ کر کاروائی کرتی ہے۔

ہم بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں نوجوانوں کی ایک ٹولی اس طرف آنکلی جنہوں نے ہاتھوں میں بظاہر پانی کی بوتلیں اٹھائی ہوئی مگر ان میں سیال کچھ اور نظر آ رہا تھا وہ ایک دوسرے سے بوتلیں چھین چھین کر پی رہے تھے اور ساتھ فحش گوئی کر رہے تھے، اچانک ان کی نظر ہم پر پڑی تو ان میں سے ایک لڑکھڑاتا ہوا ہماری طرف آ نکلا، پہلے اس نے باوزائی کو دیکھا پھر مجھے اور کہنے لگا واہ حور کے پہلو میں لنگور،

مجھے بڑا تاؤ آیا مگر باوزائی نے میرا بازو پکڑ لیا کہ چھوڑو ہم یہاں سے کہیں اور چلتے ہیں جب اس نے باوزائی کو انگلش بولتے سنا تو تھوڑا اور اوور ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا بھائیوں لڑکی چینی لگتی ہے میں نے فلموں میں دیکھا ہے یہ مزاہ بڑا دیتی ہیں،

میں جو پہلے ہی کافی تپا ہوا تھا اس کی اس بات نے میرا دماغ گھما دیا وہ مجھ سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا تھا میں نے دو سٹیپ لیکر ایک فلائنگ کک اس کی چھاتی پر ماری وہ نیچے گر گیا اور گالی بکتے ہوئے جیسے ہی کھڑا ہوا میں نے اس کا گریبان پکڑ کر اس کے منہ پر مکوں کی بارش کر دی،

میرے لگنے والے مکوں نے اس کا چہرہ لہو لہان کر دیا اتنے میں اس کے ساتھیوں نے مجھ پر حملہ کر ان میں سے ایک نے ہاتھ میں پکڑی لکڑی پورے زور سے میری کمر پر ماری جو تڑاخ سے دو حصوں میں تقسیم ہوگئی بھلا میں ماسٹر شیانگ کی روزانہ مار کھاتا تھا اس کا مجھ پر کیا اثر ہونا تھا، ان کی تعداد دس کے قریب تھی میں نے ان سب کو مکوں لاتوں پر رکھ لیا ایک عجیب سا جنون مجھ پر طاری ہو گیا مجھے اپنی طاقت کا مزہ آ رہا تھا، باوزائی پہلے تو خاموشی سے دیکھتی رہی پھر جیسے ہی ان میں سے ایک نے خنجر نکال کر مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو باوزائی نے اس کے سیدھے ہاتھ پر کک ماری جس سے خنجر اس کے ہاتھ سے گر گیا اور اس نے اپنے بازو کو پکڑ لیا مجھے بہت حیرت ہوئی اس پر، باوزائی نے ان میں سے تین چار لڑکوں پر حملہ

کر دیا اور ککس اور چوپز کے ایسے وار کیے کہ وہ زمین سے اٹھ نہیں پائے،

ہم دونوں اپنے مخالفین کے ساتھ فائٹ کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ چل رہے تھے اچانک ہم ایک دوسرے کے سامنے آ گئے اور ہمارے درمیان میں ایک لڑکا آ گیا جس پر باوزائی نے فرنٹ سٹیٹ چاپ سے وار کیا مگر وہ پہلے ہی نیچے گر گیا اور باوزائی کی چاپ کا سیدھا وار میرے کندھے پر ہوا مجھے ایسے لگا جیسے کسی نے پورے زور سے ہتھوڑے کا وار میرے کندھے پر کیا ہے میری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید اس کا کندھا ٹوٹ چکا ہوتا میں جو باوزائی کے پتلا ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اس کا مزاق اڑاتا اب مجھے اندازہ ہوا کہ وہ کتنی مضبوط ہے آخر وہ ماسٹر شیانگ لی کی بیٹی تھی
۔

اتنے میں ایک لڑکے نے گرا ہوا خنجر اٹھا کر مجھ پر حملہ کیا تو میں نے اس کا بازو پکڑ کر موڑا اور گھوم کر اس کا بازو اپنے کندھے پر مارا تڑاخ کی آواز کے ساتھ اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ چیخنے لگا اور باقی سارے لڑکے ڈر کر سہم گئے اور اس کے بعد کسی نے ہم پر حملہ نہیں کیا باوزائی نے مجھے بازو سے پکڑ کر کھینچا کے نکلو یہاں سے وہاں سے ہم گاڑی کے پاس آئے تو باوزائی نے مجھ سے چابی لی اور خود ڈرائیونگ شروع کر دی ہم وہاں سے شہر سے باہر راولپنڈی کی طرف نکل آئے تو ایک جگہ باوزائی نے گاڑی روک دی اور غصے سے میری طرف دیکھ کر چلائی کہ تم نے

جھگڑا کیوں کیا، میں نے اسے کہا کہ جھگڑا انہوں نے شروع کیا تمھارے ساتھ بدتمیزی کر رہا تھا تم ہماری مہمان ہو اور اس سے پہلے تم مجھے خود لیکچر دے رہی تھی،

اس نے مجھے کہا تم کوئی پولیس کوپ ہو قانون ہو اس نے میرے ساتھ بکواس کی ہے تمھیں اس سے کیا،

اگر کتے راہ چلتے مسافروں پر بھونکیں تو کیا ہمیں بھی وہی کر دینا چاہیے، یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنی طاقت کی نمائش کرنا چھوٹے اور اوچھے لوگوں کا کام ہوتا، جب میں برداشت کر رہی تھی تو تمھیں بھی برداشت کرنا چاہیے تھا تم نے ایک کا بازو توڑ دیا باقیوں کا مار مار کر کیا حشر کر دیا،

مجھے باوزائی کی باتیں سن کر شدید صدمہ لگا میں دکھ، غصہ اور حیرت سے اسے دیکھنے لگا کہ میں نے سب اس کے لیے کیا اور یہ مجھے چھوٹا اور اوچھا کہہ رہی ہے،

اس نے مجھے کہا کہ اپنی طاقت کو ذاتیات کے لیے استعمال نہ کرو اور ایسے چھوٹے چھوٹے لوگوں پر ضائع مت کرو بلکہ کسی بڑے مقصد کے لیے استعمال کرو میں نے کہا کون سے بڑے مقصد تو اس نے مجھے حیرت سے کہا کہ تم کیسے مسلمان ہو جسے اتنا بھی نہیں پتا کہ برداشت کیا ہوتی ہے، اور ذات سے بڑھ کر اجتماعی مقصد کیا ہوتا ہے، تمھارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے جنگ کی یا انتقام لیا لیکن جب بات مقصدیت پر آئی تو جنگ کی،

مجھے بہت حیرت ہوئی میں نے پوچھا کہ کیا تم نے ہمارے مذہب کی سٹڈی کی ہوئی ہے اس نے کہا ہاں میں نے تمام مذاہب کو پڑھا ہے اور ان پر PhD کی ہوئی ہے ،

میں نے کہا پھر تو تمھیں پتا لگ گیا ہو گا کہ ہمارا مذہب سچا ہے اور تم مسلمان کیوں نہیں ہوئی تو وہ ہنسنے لگی اور کہنے لگی تم جو پیدائشی مسلمان ہو تمھارے اندر اسلام کی کتنی سچائی ہے میں چپ کر گیا اس نے مجھے کہا کہ اگر میں نے تم جیسا ہی مسلمان بننا ہے تو اس بہتر ہے کہ میں ایک سچی اور اچھی بدھسٹ بن کر رہوں.

میں نے شرمندگی سے بچنے کیلئے موضوع بدلا اور کہا یہ تم مارشل آرٹ کی پریکٹس کب سے کر رہی ہو تو اس نے مجھ سے پوچھا تمھاری کتنی عمر ہے میں نے کہا آٹھاراں سال تو اس نے ہنستے ہوئے کہا کہ تمھاری پیدائش سے کچھ سال پہلے سے،

میں نے سر جھکا کر سوچا کہ آج لگتا ہے میرا یومِ بےعزتی ہے،

تو وہ میرے قریب آئی اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ ابھی تمھیں بہت کچھ سیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے تم میرے چھوٹے بھائی ہو چلو آؤ میں تمھیں آئسکریم کھلاتی ہوں، میں نے یکدم اس سے دور ہو کر کہا کہ میں بچہ ہوں اتنی بے عزتی کرنے کے بعد کہہ رہی ہو کہ آئسکریم کھلاتی ہوں تو وہ ضرور سے ہنسی اور کہا کہ نہیں نہیں بے عزتی نہیں ہے بظاہر ماسٹر نے تمھیں میرے ساتھ بھیجا تھا محافظ بنا کر لیکن دراصل مجھے کہا

تھا کہ اسے کچھ سکھا کر لانا باقی باتیں چھوڑو میرا بھی
.....آئسکریم کھانے کو دل کر رہا ہے

جاری ہے

.نوٹ. آج کے بعد قسط ہر تیسرے دن سینڈ کی جائے گی

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 6

گندی سیاست

دوستو.....!

باوزائی اکثر آئینہ کے سامنے بیٹھ کر اپنی نظروں اور دھیان کو تیز کرتی رہتی تھی،باوزائی کے کمرے میں قد آدم آئینہ لگا ہوا اس کے سامنے سٹول پر بیٹھ کر اپنی آنکھوں کے درمیان مجمع نور پر فوکس کرتی تھی، ایک دن میں نے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ بھی ایک ریاضت ہے کنسٹریشن مضبوط کرنے کی اس میں آپ نے کبھی ایک آنکھ پر فوکس کرنا ہوتا ہے کبھی دوسری پر کبھی مجمع نور اور کبھی اپنے گلے کے درمیان جہاں ہنس کی ہڈیوں کا جوڑ ہوتا ہے، اس میں بعض دفعہ اتنی محویت ہو جاتی ہے کہ آپ کی شبیع آئینہ میں سے غائب ہو جاتی ہے اور کئی دفعہ محویت کی وجہ سے آئینہ ٹوٹ بھی جاتا ہے بعض لوگ ہمزاد (duplicate) کنٹرول کرنے کے لیے بھی آئینہ بینی کرتے ہیں،

اس نے ہنس کر کہا لیکن میں بس دھیان کو تیز کرنے کے لیے آئینہ بینی کرتی ہوں جیسے چھری چلانے سے پہلے کسی چیز پر مار کر اس کی دھار تیز کی جاتی ہے،

ماسٹر شیانگ کو اکثر رات کے پچھلے پہر میں دیکھتا کے وہ دھیان لگا کر بیٹھے ہوتے تھے اور اب میں دیکھتا کے جیسے ہی وہ دھیان ختم کرتے تھے تو باوزائی آخر پہر سے فجر تک دھیان میں بیٹھیے رہتی تھی اور باوزائی یوگا کے بہت مشکل ترین آسن میں بیٹھ کر دھیان کرتی تھی اور وہ بھی گھنٹوں مثلاً دائیں پاؤں کے پنچے پر بیٹھ جاتی بایاں پاؤں کلوز کر کے کمر گردنوں سیدھے ہوتی اور ہاتھ سامنے پرنام شکل میں جڑے ہوتے تھے،

ماسٹر شیانگ اور باوزائی آپس میں بہت آہستگی سے باتیں کر رہے ہوتے میں آتا تو موضوع تبدیل کر دیتے تھے یا خاموش ہو جاتے تھے بعض اوقات مجھے ان کی حرکات عجیب مشکوک لگتیں مگر میں خاموش ہو جاتا تھا، کیونکہ میں نے کبھی ماسٹر شیانگ کو نہیں دیکھا کہ وہ کبھی آفس کا کام کرتے ہوں یا کہیں باہر جاتے ہوں بس وہ کیمپ کے اپنی مخصوص جگہ پر رہتے تھے ہلنکہ وہ چیف انجینئر تھے، ایک رات باوزائی دھیان کر رہی اور عجیب بات کے وہ چھت کی فصیل کے ایک چھوٹے سے پلر پر بیٹھ کر میڈیٹیشن کر رہی تھی،

میں نے سوچا کہ میں بھی اس کے پاس جاتا ہوں مگر مجھے ایسے لگا کہ مجھے وہاں جانے سے کوئی طاقت روک رہی ہے میں جانے کی کوشش کرتا مگر دماغ بھٹک جاتا یا خیالات تبدیل ہو جاتے کہ تمھارا وہاں کیا کام ہے، کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے وہاں مت جاؤ میں نے سوچا چلو صبح بات کروں گا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

ہمارے شہر میں اپوزیشن پارٹی کے ساتھ ساتھ دو مذہبی جماعتیں بھی تھیں جن کو سیاسی جماعتیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی تھیں دونوں جماعتیں دو مخالف فرقوں کی تھیں جن کے پورے ضلع میں اور ضلع کے باہر کافی مدارس بھی تھے اور ان دونوں مذہبی جماعتوں کو دو مختلف ملک اپنے مقاصد کے لیے فنڈنگ کرتے تھے باقی رہی سہی کسر وہ لوکل زکواۃ صدقات اور دیگر مختلف فنڈ اکھٹے کر لیتے تھے، اور دونوں جماعتوں کے

سربراہ اپنی تقریروں سے ضلع میں فساد کی آگ گرم رکھتے تھے ایک جماعت کے سربراہ کا نام مولوی عبدالشکور اور دوسری جماعت کے سربراہ کا نام مولوی فاتح علی تھا ۔

دونوں جماعتوں کا ضلع بھر میں کافی ہولڈ تھا مذہب پرست اور ناخواندہ لوگ ان کے ایک اشارے پر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تھے حکومت انتظامیہ بھی ان کے ساتھ بنا کر رکھتی تھی کہ ضلعے کا ماحول خراب نہ ہو اور امن امان بحال رہے،

چوہدری نواز جو ان دونوں مولویوں کو بڑے طریقے سے اپنے قابو میں رکھتا تھا اس دفعہ حکومتی پارٹی کے حالات خراب ہوئے تو اپوزیشن نے دونوں جماعتوں کو ساز باز کر کے ساتھ ملا لیا، ہم نے بہت کوشش کی کسی طرح مولوی جماعتیں اپوزیشن کا ساتھ چھوڑ دیں مگر لگتا تھا اس دفعہ اپوزیشن نے کوئی لمبا مال خرچ کیا تھا کہ دونوں مخالف فرقوں کی جماعتوں کو ساتھ ملا لیا جو بظاہر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ۔

ایک دن ہم سب ڈیرے پر بیٹھے تھے چوہدری نواز پریشانی میں ٹہل رہا تھا کہ کیا حل کیا جائے اگر مولوی اپوزیشن کے ساتھ ملے رہے تو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اگلا الیکشن بھی ہاتھ سے گیا،

اچانک چوہدری عمران کہنے لگا چوہدری صاحب اس ضلع میں اپوزیشن اور مولویوں کے سیاست میں آپ باپ ہیں ایک طریقہ ہے،

چوہدری نواز نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تو عمران نے کہا کہ مولوی عبدالشکور کے مدرسہ میں کچھ مہینے پہلے ایک بچے کی لاش ملی تھی جو کہ اپنی شلوار کے ناڑے سے چھت کے پنکھے کے ساتھ لٹک رہا تھا کچھ دن شور مچا اخبارات میں خبریں بھی لگیں کیس بھی درج ہوا تھا مگر اندر ہی اندر معاملا دبا لیا گیا لڑکے کے والدین غریب غرباء لوگ تھے خاموش کر دئیے گئے تھے،

اور بلکل اسی طرح کا کیس مولوی فاتح علی کے لڑکیوں کے مدرسہ میں ہوا دو لڑکیاں غائب ہو گئی تھی جو مدرسہ میں رہتی تھیں مگر آج تک نہیں ملیں، کیس بھی درج ہوا مدرسہ انتظامیہ نے بیان دیا کہ لڑکیاں یہاں سے گھر کے لیے گئیں تھیں واپس نہیں لوٹیں،

دونوں کیسوں میں پولیس کی طرف سے تلاش بس کاغذات کی حد تک جاری ہے ورنہ کیس تقریباً داخل دفتر سمجھیں۔

چوہدری نواز کے چہرے پر ایک عیار سی مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا کہ میری طرف سے کل پریس کانفرنس بلاو

لیکن پہلا کام یہ کرو کے لڑکے اور لڑکیوں کے والدین کو بچوں سمیت گھروں سے اٹھا کر کسی محفوظ مقامات پر منتقل کر دو اور ان کو پیسے بھی دو اور بتاؤ کہ ان کے بچوں کے کیس اوپن

کیے جائینگے تب تک وہ یہاں رہیں تاکہ کوئی ان کو نقصان نہ پہنچائے اور اپنی جماعت کے لڑکوں اور لڑکیوں کے گروپ کو تیار کرو کے وہ شہر کے درمیان میں لڑکیوں اور لڑکے کے قاتل کی تلاش کے لیے دھرنا دیں۔

ہم نے راتوں رات لڑکیوں اور لڑکے کے والدین کو ایک خفیہ محفوظ مقام پر منتقل کر دیا،

اگلے دن چوہدری نواز نے بچوں کے والدین کے ساتھ بڑے دھوئیں دار قسم کی پریس کانفرنس کی اور کہا سات دن کے اندر اگر پولیس نے لڑکیاں برآمد نہ کیں اور لڑکے کے قاتل کو گرفتار نہ کیا تو وہ ایس پی کو ایس ایچ او کو معطل کروائے گا اور تفتیش کرائم برانچ سے کروائے گا، صحافیوں کو لفافے مل چکے تھے کسی نے یہ سوال نہیں کیا کہ جناب آپ پہلے کہاں تھے اب جبکہ آپ کی حکومت پر بات آ رہی ہے تو آپ شور کر رہے ہیں،

اگلے دن ہماری جماعت کے لڑکوں لڑکیوں نے بچوں کے والدین کے ساتھ اس ظلم کے خلاف احتجاج کیا لڑکے کی تصویروں کے پلے کارڈ بنوائے گئے اور ان پر نعرے بھی درج کرائے بینرز پر مدارس کو حکومتی تحویل میں لینے کے متعلق لکھا گیا پرجوش لڑکوں لڑکیوں سے روتے ہوئے تقریریں کروائی گئیں،

اور لڑکے کی بڑی سے تصویر چوک میں رکھ کر سامنے پھول رکھے گئے اور موم بتیاں جلائی گئیں،اور آخر میں کمال ہوشیاری سے

بچوں کے والدین کو خفیہ مقام پر واپس لے گئے،

اگلے دن اخبارات نے حق نمک ادا کیا اور پہلے صفحات پر تصاویر اور چوہدری نواز کے مطالبات شائع کیے۔

ڈیرے پر واپسی پر چوہدری نواز نے مجھے اور نوید کو کہا کہ تم لوگ اپنے طور پر بھی تلاش جاری رکھو کہ یہ سارا معاملہ ہے کیا، میں نے کافی تلاش کے بعد ایک مولوی کو تلاش کر لیا جو کسی دور میں مولوی شکور کا شاگرد تھا مگر پھر کسی وجہ سے ان میں جھگڑا ہو گیا اور وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا مولوی شکور سے جھگڑے کے بعد وہ کسی مسجد میں پیش نماز تو لگ نہیں سکتا تھا اس لیے آج کل پرائیویٹ چھوٹی موٹی جاب کرتا تھا،

میں اس کے پاس جب گیا تو وہ کچھ سہمہ ہوا تھا میں نے اسے تھوڑی تسلی دی اور کچھ روپے بھی اس کی جیب میں ڈال دئیے اور کہا کہ تمھارانام کہیں نہیں آئے گا اور نہ ہم پولیس والے ہیں،

اس نے بتایا کہ مولوی عبدالشکور کی اپنی اولاد تو ہے نہیں اس نے اپنے ایک بھتیجے کو بیٹا بنایا ہوا ہے جو کچھ غیر فطرتی عادات کا شکار ہے اس سے قبل بھی ایسے بہت سارے جنسی زیادتی کے کیس مدرسہ میں ہوئے ہیں مگر کسی کی موت واقع نہیں ہوئی تو معاملہ کو اندر ہی اندر دبا لیا گیا،

آپ مولوی کے بھتیجے مدثر عثمان کو گھیریں تو سچ سامنے آجائے گا مدثر عثمان کا رائٹ ہینڈ ہے ایک مولوی عبدالحق وہ بھی

،شکاری ہے اس کو اگر گھیریں تو کچھ گرہ کھلے گی

اور ہاں مولوی فاتح علی کے مدرسہ میں جو لڑکیاں غائب ہوئیں ہیں ان کے ساتھ بھی یقیناً ایسا ہوا ہے کیونکہ مولوی فاتح کا بیٹا ناظم علی بھی عیاش ہے اور ان دونوں مولویوں نے پورے ضلع کے لوگوں کو بلیک میل کیا ہوا ہے اندر سے ان کے مفادات ایک ہیں

مجھے جب پتہ چلا میں نے شور کیا تو مجھے مار کوٹ کر نکال دیا اور دھمکی دی کہ کبھی زبان کھولی تو جان سے جاؤ گے ۔

میں نے پہلے مولوی شکور کے بھتیجے مدثر عثمان کے دست راست عبدالحق کو اٹھانے کا فیصلہ کیا، عبدالحق ویسے تو مدرسہ میں رہتا تھا مگر شام کے وقت کچھ امیر والدین کے بچوں کو گھر میں جاکر پڑھاتا تھا اور عشاء کی نماز کے قریب واپس لوٹتا تھا ،

میں نے اور نوید گاڑی لیکر گئے ایک جگہ ویرانے میں میں نے مولوی عبدالحق کو سائیکل سمت پکڑ لیا اور اس کی گردن کی مخصوص رگ دبائی وہ ڈھیلا پڑا تو اسے اٹھا کر گاڑی میں پھینکا اور اس کی سائیکل کو نیچے ویرانے میں پھینک دیا۔

ہم گاڑی کو دریا کی طرف ویرانے میں لے گئے اور میں نے مولوی کا منہ اور ناکام ایک ہاتھ سے بند کر دیئے کچھ دیر بعد وہ ہوش میں آنے لگا اور ہوش میں آتے ہی شور مچانے لگا میں کہاں ہوں میں کہاں ہوں مجھے کیوں پکڑا مگر تھوڑی سی مرمت کے بعد ٹھیک ہو

گیا میں نے اس کہا کہ سچ سچ بتا دو ساری بات ورنہ تمھیں باندھ کر دریا میں پھینک دیں گے اور تمھاری نعش بھی قسمت سے کسی دوسرے شہر سے ہی ملے گی،

مولوی نے زبان کھول دی اور کہا کہ مدثر عثمان اکثر مدرسہ میں پڑھنے والوں بچوں کے ساتھ یہ گھناؤنا کام کرتا رہتا ہے،

مدثر افیم وغیرہ کا نشہ بھی کرتا ہے اس دن اس نے اس لڑکے کو کمرے میں بلایا اور جب لڑکا بھاگنے لگا تو پہلے اس پر خوب تشدد کیا پھر زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا،

جس کی وجہ سے لڑکا مر گیا جس پر اسکو اور تو کچھ نہ سوجا لڑکے کا آزاد بند نکال کر اس گلے میں ڈال کر خودکشی کا ڈراما رچایا کے لڑکا گھر سے لڑ کر آیا تھا مدرسہ میں پڑھنا نہیں چاہتا تھانے گھریلو والوں نے مجبور کیا تو مدرسہ میں آکر خودکشی کر لی اور معاملا رفع دفع کرنے کے لیے میڈیکل کرانے والے ڈاکٹر اور پولیس کو اچھے خاصے پیسے دئیے اور اس کے چچا نے بھی معاملہ دبانے کے لیے اپنے تعلقات استعمال کیے،

لیکن اگر آپ ثبوت یا عدالت میں گواہی کی بات کریں گے تو وہ کچھ بھی نہیں ہے نہ مجھ سمیت کوئی گواہی دے گا ۔

اگلے دن میں نے مولوی فاتح علی کے مدرسہ میں پڑھنے والی ایک لڑکی کا انٹرویو کیا جو کہ ہماری جماعت میں شامل ایک لڑکے کی بہن تھی، اس کے ساتھ شروع میں نے بہت ہنس کر پیار محبت سے

بات کی ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد میں نے پوچھا کہ یہ آج کل جو تم لوگوں کے مدرسہ سے غائب لڑکیوں کا شور مچا ہوا ہے یہ کیا معاملہ ہے،

یہ بات سنتے ہی لڑکی کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور چلا گیا،

میں نے کہا شاید یہ مدرسہ کو بدنام کرنے کی سازش ہے ورنہ ایسے کیسے ہو سکتا ہے لیکن بحرحال لڑکیاں تو غائب ہوئیں ہیں ان کے خاندان کا بُرا حال ہے، مجھے لگتا ہے لڑکیوں کا کوئی کردار اچھا نہیں ہوگا لگتا ہے کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہیں،

لڑکی نے سر جھکا لیا اور ہاتھوں کی انگلیوں کو پکڑ کر مروڑنے لگیں مجھے مکمل یقین ہو گیا کہ لڑکی بول پڑے گی بس تھوڑی سی دستک اور دینی ہے،

میں نے کہا دیکھو تم ہمارے دوست کی بہن ہو میری بھی بہن جیسی ہو آگر اللہ نہ کرے یہ حادثہ تمھارے ساتھ ہوتا تو تمھارے خاندان کا کیا بنتا،

یکدم لڑکی رونے لگی میں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا جگ سے پانی ڈال کر دیا اور کہا کہ تمھارے بھائی زندہ ہیں تمھاری طرف میلی نظر سے بھی دیکھا تو اس کی آنکھیں نکال دیں گے ۔

لڑکی کہنے لگی کہ وہ لڑکیاں بہت اچھی تھیں اور میرے ساتھ بہت اچھی سلام دعا تھی ان کی، ان میں سے ایک لڑکی ثمینہ بہت لائق تھی مولوی فاتح کا بیٹا ناظم جو ہمارے مدرسہ کا پرنسپل بھی ہے

بظاہر مدرسے کا سارا انتظام مستورات ٹیچرز کے زمہ ہے مگر اوپر سے کنٹرولر یہی ناظم ہے اور یہ بعض دفعہ لڑکیوں کی کلاسز میں بھی چیک کرنے چلا جاتا ہے،

اس سے لڑکیاں پردہ نہیں کرتی تھیں کیونکہ ٹیچرز کہتی تھیں کہ یہ تو ہمارے سرپرست ہیں ان سے کیسا پردہ، ناظم کے ثمینہ پر آہستہ آہستہ التفات بڑھتے گئے اور یہ کلاس میں اس کی بہت تعریف کرتا اور کہتا کہ اس دفعہ ہم نے بیرون ملک پڑھنے کے لئے ثمینہ کو بھیجنا ہے، ثمینہ کے ساتھ سیعدہ لڑکی اس کی ہمراز تھی جو غائب ہوئی تھی ایک دفعہ سعیدہ نے مجھے بتایا کہ ثمینہ کو ناظم اپنے آفس میں بھی تنہا بلا لیتا ہے،

کچھ دن بعد ثمینہ اچانک کلاس میں کم آتی ایک دو دفعہ ملی تو بجھی بجھی سی تھی اور ہمیشہ ایک بڑی سی گاون نما چادر اُڑھ کر رکھتی،

پھر اچانک پتہ چلا کے ثمینہ اور سعیدہ غائب ہوگئی ہیں، اب نہیں سمجھ کہ کیا معاملہ ہے مدرسہ میں شروع میں لڑکیوں میں چمگوئیاں تھیں کہ شاید مولوی ناظم نے ثمینہ سے شادی کر لی ہے مگر جب ساتھ سعیدہ بھی غائب ہو گئی تو بہت باتیں ہوئیں مگر ہماری ٹیچرز نے ہمیں بہت ڈرایا تو ہم خاموش ہو گئیں،

بھائی یقین جانیں میرا مدرسہ میں پڑھنے کو بلکل دل نہیں کرتا بہت عجیب سا ماحول ہے مگر گھر والوں کے ڈر کی وجہ سے چلی جاتیں ہیں اور کسی سے ذکر بھی نہیں کر سکتی اور نہ ان مدرسہ

والوں کے خلاف ہماری کوئی بات سنتا ہے پتا نہیں آپ کو سب کچھہ کیوں بتا دیا، میں نے اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا أور دل میں سوچا کہ اس کے لیے مجھے تمھارے دماغ سے کھیلنا پڑا ۔

جیسا کہ مجھے شک تھا اور اس کی تصدیق کے لیے میں نے شہر کے ایک بدنام پرائیویٹ ہسپتال کو چیک کیا اور اس ہسپتال کی ایک نرس کو ہپناٹائز کیا تو کہانی کھل گئی،

ثمینہ مولوی ناظم کے سبز خوابوں میں آکر اس سے حاملہ ہوچکی تھی اور سعیدہ کو بھی یہ بات پتہ تھی ان دونوں نے ناظم پر دباؤ ڈالا کہ ناظم ثمینہ سے شادی کر لے مگر وہ پرانا پاپی تھا اس نے اسے کہا کہ وہ اس سے شادی کر لے گا مگر اسے پہلے حمل کو گانا ہو گا اس کے لیے وہ مولوی ناظم کے ڈیرے پر لڑکیوں کو لے گئے سعیدہ کو ثمینہ کی دیکھ بھال کے لئے لے گئے اور ڈاکٹر کو وہیں بلایا دوران آپریشن اچانک ثمینہ کا بلڈ پریشر زیادہ ہو گیا اور اس کی موت واقع ہوگئی،

ناظم پریشان ہو گیا اور اس نے سوچا کہ معاملہ ہاتھ سے نکل جائے گا اس نے سعیدہ کے سر پر ہتھوڑے سے وار کیا اور دونوں کو اپنے ڈیرہ پر ایک جگہ کھڈا کھود کر دفن کر دیا ۔

میں نے سارا معاملہ چوہدری نواز کو بتا دیا، چوہدری نواز نے دونوں مولویوں کو بلایا اور کہا اب بتاؤ کیا پروگرام ہے دونوں

مولویوں نے سر جھکا لیا اور کہا آپ ہمارے مائی باپ ہو جیسا کہو گے وہی کریں گے،

مولویوں نے تو اپوزیشن کو چھوڑ دیا اور ایک دفعہ پھر چوہدری نواز کی پوزیشن مضبوط ہوگی لڑکے اور لڑکیوں کے خاندان کو اچھے خاصے پیسے دے دیئے گئے مگر میرے دماغ میں طوفان چل رہے تھے جنکا میں کس سے اظہار کرتا کہ کیا میں بھی ان جیسا ہوں میرا دل پریکٹس میں بھی نہیں لگتا تھا ایک دن ماسٹر شیانگ نے مجھے پاس بلایا اور میرے دل کے مقام پر انگلی رکھ کر بڑے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا کبھی کبھی اس کی بھی سُن لینی چاہیے،

دو دن بعد اخبار کی خبر کے مطابق مولوی شکور کے بھتیجے مدثر عثمان کی ننگی لاش اس کے کمرے میں آزار بند کے ساتھ چھت کے پنکھے کے ساتھ لٹکتی پائی گئی،

اور اس سے اگلے دن مولوی فاتح کا بیٹا ناظم اپنی گاڑی میں کہیں جا رہا تھا کہ کسی نے تیز دھار آلے سے اس کی گردن کاٹ دی، حکومت کے مطابق فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے لئے غیر ملکی ایجنسیوں نے یہ سازش کی ہے پولیس کی تفتیش جاری ہے ۔

جاری ہے.....

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی:سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 7

غار میں ریاضت

دوستو.....!

ماسٹر شیانگ لی تلوار بازی (sword fighting) کے بھی بہت ماہر تھے، مجھے انہوں نے کہا کہ جوان مردوں کی اصل جنگ تلوار بازی میں ہے، باقی جتنے بھی دنیا کے ہتھیار ہیں وہ دور سے پھینک کر وار کیا جاتا ہے، مثلاً نیزہ، تیر گولی بارود وغیرہ مگر تلوار بازی میں آمنے سامنے آکر جواں مردی دکھائی جاتی ہے، آج کل کے دور میں تلوار سے جنگ ہوتی تو نہیں ہے مگر یہ فن ایک جنگجو کی ہمت طاقت اور عزت میں آضافہ کا باعث بنتا ہے اس تم اس کی بھی پریکٹس کیا کرو،

شروع میں ماسٹر کے ساتھ میں لکڑی کی تلوار سے پریکٹس کرتا تھا، تلوار بازی میں کلائی کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے اور کندھے اور بازو مضبوط ہونے چاہیں، چونکہ میں تو پہلے ہی سے جسمانی طور پر مضبوط تھا اس لیے مجھے فزیکل ٹریننگ کم کرنا پڑی،

ماسٹر مجھے تلوار اور تلوار کیساتھ دفاع کے لئے ڈھال کا استعمال بھی سکھاتے، میں چونکہ رائٹ ہینڈ تھا اب ماسٹر نے یہ کیا کہ میرے رائٹ بازو کو رسی سے جسم کے ساتھ باندھ دیا اور لفٹ ہینڈ سے تلوار کی پریکٹس شروع کروا دی تاکہ میں دونوں ہاتھوں سے تلوار بازی کر سکوں کیوں کہ اگر جنگ میں انسان ایک ہاتھ سے تلوار بازی کرتا ہو اور وہی زخمی ہو جائے یا بیکار ہو جائے تو جنگجو کس کام کا اب میں دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا لیتا تھا ڈھال کے بجائے ڈھال کے لیے تلوار ہی استعمال کرتا تھا،

ایک دن ماسٹر نے باوزائی اور میری تلوار سے شو فائٹ کروا دی ہم نے سیفٹی لباس پہنا اور آمنے سامنے آ گئے،

باوزائی بہت اچھی تلوار چلاتی تھی بہت پھرتیلی اور تیز تھی مگر وہ صرف ایک ہاتھ سے تلوار چلانا جانتی تھی اس لیے بہت جلد مجھ سے مار کھا گئی،

ماسٹر شیانگ لی باہر کھڑے ہمارا میچ دیکھ رہے تھے جب باوزائی نیچے گر گئی تو انہوں نے آواز دے کر مجھے روک دیا میں نے ہاتھ بڑھا کر باوزائی کو اٹھایا اس نے سر سے سیفٹی ہیلمیٹ اتارا اور مجھے بہتر حیرت سے دیکھا پھر بہت خوشی سے ماسٹر کی طرف

دیکھ کر انگوٹھا اٹھایا اور مجھے گلے لگا لیا اور کہا واہ چھوٹے بڑے تیز ہو گئے ہو ۔

ماسٹر شیانگ لی ایک دن مجھے اور باوزائی کو لیکر کیمپ کے ساتھ ہی ایک پہاڑ کی طرف لے گئے پہاڑ کافی اونچا تھا پہاڑ کی چوٹی سے تھوڑا نیچے ایک طرف ایک کچا سا پگڈنڈی نما راستہ تھا،

ہم قطار میں ماسٹر کے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ ہم ایک قدرتی غار کے دہانے کے پاس پہنچ گئے، ہمارے علاقے میں زیادہ تر پہاڑ مٹی، ریت کے مکس پہاڑ تھے اس پہاڑ میں یہ غار قدرتی طور پر بن گیا تھا، ہم اندر داخل ہوئے ماسٹر نے تھیلے سے ٹارچ نکال کر جلائی اور غار کے اندر روشنی پھینکی، غار دس فٹ چوڑا اور اتنا ہی لمبائی میں بھی تھا، غار اندر سے صاف تھا فرش پر کیڑ مکوڑے تھے فرش ہموار نہیں تھا اونچا نیچا تھا، ماسٹر نے تھیلے سے ایک کلہاڑی اور ایک کھرپا نکالا اور مجھے کہا کہ غار کے منہ کے سامنے سے درخت اور جھاڑیاں کاٹ دو اور خود کھرپے سے فرش ہموار کرنے لگے ایک گھنٹہ میں ہم نے فرش، چھت اور دیواریں ہموار کر کے غار اندر باہر سے صاف کر دیا، اب آسانی سے چار پانچ بندے لیٹ سکتے تھے، کام ختم کرنے کے بعد ہم غار میں بیٹھ گئے ۔

میں نے ماسٹر سے پوچھا کہ اس غار کا ہم نے کرنا کیا ہے ماسٹر کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ پیدا ہوئی اور کہا کہ ہر دور میں ہر مذہب میں روحانی ریاضات کرنے کے لیے روحانی بزرگوں نے غار کو پسند کیا چاہے وہ مسلم ہوں، بدھ ہوں، ہندو ہوں یا کسی بھی مذہب کے اس کی بہت ساری وجوہات میں سے ایک تو یہ الگ تھے پرسکون جگہ ہوتی ہے پھر یہ اونچائی پر ہوتی جس کی وجہ سے انسانی سوچ کے گندے سگنلز ڈسٹرب نہیں کرتے، غار میں موسم مناسب ہوتا ہے، اس کے علاوہ کائناتی کاسمک انرجی غار میں جلدی جمع ہو جاتی ہے،

نیگیٹو شیطانی روحانی کاسمک انرجی کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لیے پیرامڈ(احرام) میں بیٹھ کر ریاضت کرتے ہیں یا زمین پر ٹرائینگل نشان بنا کر اس میں بیٹھ کر ریاضات کرتے ہیں،

میں نے کہا ماسٹر کیا آپ یہاں ریاضات کریں گے ماسٹر نے مسکرا کر کہا میں نہیں یہاں آج کے بعد تم ریاضات کرو گے، میں نے کہا ماسٹر میں تو وہ شمع بینی اور پوائنٹ میڈیٹیشن کی ریاضت کرتا تھا وہ جو سائیکی ازم والی ہیں ماسٹر نے کہا تم نے وہی ریاضات کرنی ہیں نئی ریاضت میں تم نے اپنے خیالات کے سگنلز کو آؤٹ کرنا ہے یعنی اپنا ٹیلی پیتھک میسج آؤٹ کرنا، یہاں ریاضت کے بعد تم نے سکون سے بیٹھ کر کسی کا بھی لب و لہجہ یاد کر کے یا اس کے ماتھے پر فوکس کر کے اس کو خیالاتی میسج دینا ہے، کوئی کام کہنا ہے، شروع شروع میں تم نے یہ پیغام رات کے آخری پہر دینا ہے یا صبح جب ہورہی ہو اس وقت مطلع صاف ہوتا ہے اور

اور انسان گہری نیند میں ہوتا ہے سگنل تیز اور میسج جلدی رسیو ہوتا ہے، اگلے دن تم نے ان لوگوں کو چیک کرنا ہے جنکو رات کو میسج دیا تھا کہ کیا انہوں نے یہ کام کیا بھی ہے کہ نہیں،

اپنے ٹارگٹ کو فوکس کر کے باربار رپیٹ کر کے میسج دینا ہے، جیسے تم کسی دوست کو کہتے ہو کہ

.....نوید آج تم نے مجھے دن دو بجے کھانا کھلانا ہے

ٹھہر ٹھہر کر بار بار میسج دینا ہے،

repeat ایک میسج دس دفعہ تک شروع میں کرنا ہے ،

مجھے یا باوزائی کو میسج دینا ہے،

یہ ساری ریاضات سمجھو تمھاری ابتدائی کلاس کی ریاضات ہیں روحانی ریاضات کے لیے شاید تم کسی اور جگہ بھیجے جاؤ میری طرف سے تمھاری تربیت امید ہے کچھ عرصہ تک ختم ہو جائے گی،

میں نے کہا ماسٹر میری روحانی تربیت کون کرے گا ماسٹر مسکرائے اور کہا یہ وقت بتائے گا،

پہلے دن غار میں تقریباً رات آٹھ بجے تک پہنچ گیا غار میں چٹائی بچھا کر تین گھنٹے سونا تھا رات بارہ بجے کے بعد ریاضت شروع کرنی تھی پہلی دن بہت عجیب اور خوفزدہ سی صورتحال تھی غار میں رات گزارنے کا پہلا تجربہ مگر میں ماسٹر کی ہدایت کے مطابق دماغ کو ہدایت دے کر سو گیا اور ٹھیک بارہ بجے اٹھا اور

خود کو شمع بینی کے لیے تیار کیا شمع بینی کے بعد اسی طرح شمال کی طرف منہ کر کے آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا اور اپنے دوستوں کو ٹارگٹ کرنے لگا اپنے دوست نوید کو بار بار میسج دیا کہ کل ہوسٹل میں ملتے ہی مجھے سلیوٹ کرو گے اور باہر کھانے کے لیے لے جاؤ گے،

ریاضت میں نیچے روم میں بھی کرتا تھا مگر غار میں ریاضت کرنے کا واقعی بہت مزہ تھا بہت سکون تھا دماغ خیالات میں بھٹکتا نہیں تھا، کچھ دن تک تو سگنلز کام نہیں کرتے تھے مگر چار دن کے بعد جیسے ہی میں ہوسٹل کے کمرے میں پہنچا نوید نے ٹھک سے فوجی انداز میں مجھے سلیوٹ کیا اور پھر کھانا کھلانے لے گیا۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 8

تھرڈ آئی

دوستو.....!

میری سپرچوائل ایکسائز جاری تھیں ماسٹر شیانگ لی مجھے بہت ساری چیزوں کے بارے میں گائیڈ کرتے تھے، اب میں سرِ شام ہی غار پہنچ جاتا تھا مجھے یہاں بہت سکون ملتا تھا، دماغی سگنلز (ٹیلی پیتھی) بھیجنے والی ریاضت خوب چل رہی تھی اب میں ماسٹر شیانگ لی اور باوزائی کو سگنلز کے زریعے میسج بھیج سکتا تھا اور میسج اپنے دماغ میں رسیو بھی کر لیتا تھا، اب میں دماغ کے خفیہ خیالات کو پڑھنے کا طریقہ بھی سیکھ رہا تھا،

ماسٹر سے ایک دن میں نے کہا کہ جس طرح میں اپنے دماغ سے ایک دماغ کو پیغام بھیجتا ہوں، کیا ایسا ممکن ہے کہ اسی طرح میں ایک میسج بہت سارے دماغوں کو بھیج کر کنٹرول کروں،

ماسٹر ہلکا سا مسکرائے اور کہا کہ بہت خوب مجھے تمھاری یہی بات پسند ہے کہ تم ایڈوانس سوچتے ہو،

بلکل ایسا ممکن ہے اور اس پر بہت کام ہو رہا ہے،

یہ ساری کنسٹریشن کی گیم ہے،

جس کا جتنا ارتکاز مضبوط ہوگا اس شخص کو سمجھو ایک مشین میں ڈھال دیا جاتا ہے جیسے ریڈیو یا ٹی وی کے بوسٹرز سے نشریات جاری ہوتی ہیں بلکل ایسا شخص ہیومن بوسٹر بن جاتا ہے جسکی اپنی کنسٹریشن کے مطابق ایک رینج ہوتی ہے اور وہ اتنی رینج میں کسی بھی مقام پر بیٹھ کر اپنا کام کر رہا ہوتا ہے۔

مثلا ایک ہیومن بوسٹر جس کی رینج ایک کلومیٹر ہے یعنی اس کے خیالات کے سگنلز ایک کلومیٹر تک پھیل کر اثر رکھتے ہیں تو وہ رات کو ایک جگہ بیٹھ جائے گا اور جب لوگ سو جائیں گے تو وہ اپنے دماغ سے خیالات کے سگنلز چھوڑے گا تو انسان کا دماغ جو ایک ٹرانسسٹر بھی ہوتا ہے اور ریسیور بھی وہ اس ہیومن بوسٹر کے خیالات کے نشریات اپنے دماغ میں رسیو کرے گا اور صبح اٹھ کر وہی کام کرے گا جو اس شخص نے اس کے دماغ میں راسخ کیا ہے،

اب اس میں نیگیٹو اور پازیٹو دونوں طرح کے لوگ کام کر رہے ہیں، اب ملکوں کو تسخیر کرنے کے بجائے ایک تو میڈیا کے زریعے

ثقافتی یلغار جاری ہے دوسرا ہیومن بوسٹرز کے زریعے دماغوں کو کنٹرول کیا جاتا ہے،

یہ ایک ماڈرن جنگ ہے جسکو کلچرز وار اینڈ سپرچوائل وار کہتے ہیں جسکے زریعے قوموں کو فتح کیا جاتا ہے اور ان کو احساس تک نہیں ہوتا ۔

ایک دن میں ریاضت کر کے لیٹا تو مجھے یاد نہیں کہ میں سویا ہوا تھا یا جاگ رہا تھا شاید غنودگی تھی مگر وہ واقعہ مجھے سارا یاد ہے کہ غار میں یکدم روشنی پھیل گئی اور کچھ ہیولے مجھے نظر آئے، میرا جسم غار کے فرش پر چٹائی پر لیٹا تھا اور بلکل مجھ جیسا روحانی حلیہ ان نظر آنے والے ہیولیوں کے سامنے تھا، وہ لوگ میرے روحانی عکس کو ساتھ لے گئے اور اڑنا شروع کر دیا ہم غار سے نکل کر پہاڑوں دریاؤں، جنگلوں سے ہوتے ہوئے پوری دنیا میں پھرتے رہے پھر ایک بہت خوبصورت جگہ تھی شاید کوئی باغ مگر ایسا باغ میں نے آج تک کسی ہالی وڈ کی فلم میں بھی نہیں دیکھا اسکی خوبصورتی بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں، ہم وہاں گئے باغ کے درمیان میں ایک چوڑی سی جھیل تھی اس کے درمیان میں ایک سفید محل نما بہت خوبصورت بلڈنگ نظر آرہی تھی اور نیلے جھیل کے پانی میں ایک کنول کے پھول کی طرح لگ رہی تھی، اس کا سامنے والا دروازہ بہت بڑا سنہری رنگ کا تھا لگتا ایسے تھا جیسے سونے کا ہو ایسے چمک رہا تھا جیسے سونے کو تازہ پالش کیا ہو،

میں نے ہیولیوں کو کہا کے اس کی طرف جاتے ہیں مگر انہوں نے کہا آج نہیں آج کے لیے اتنا کافی ہے،

میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے تو انہوں نے کہا پھر جب تم آؤ گے تو پتا چل جائے گا میں نے کہا آپ لوگ کون ہیں تو انہوں نے کہا ہم تمھارے ساتھ ہی ہوتے ہیں مگر تم ابھی پہچان نہیں رہے ایک دن سب جان جاؤ گے،

پھر اسی طرح ہم واپس آئے اور میرا عکس میرے جسم میں داخل ہو گیا اور ایک جھٹکے سے میری آنکھ کھل گئی ۔

میری بہت عجیب سی حالت ہو رہی تھی مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے میرا وجود ہلکا پھلکا سا ہو عجیب تازگی اور خوشی کا احساس ہو رہا تھا، میں فوراً میڈیٹیشن میں بیٹھ گیا اور خیال خوانی کر کے ماسٹر شیانگ کے دماغ پر پہنچا کے ان سے سوال کروں مگر وہاں سے آواز آئی کہ واپس جاؤ صبح بات کریں گے،

مجھے پھر ساری رات نیند نہیں آئی صبح ماسٹر شیانگ کے کمرے میں بے قراری سے پہنچا تو ان کو مسکراتا پایا،

میں نے انھیں ساری بات بتائی اور پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے یہ سب کیا سلسلہ ہے وہ محل کس کا تھا تو ماسٹر نے کہا کہ اُن لوگوں سے تم نے پوچھا تو انہوں نے تمھیں کیا جواب دیا،

میں نے کہا کہ انہوں نے کہا کہ ایک دن تمھیں سب پتا چل جائے گا تو ماسٹر نے کہا کہ بس پھر پتا چل جائے گا پریشان نہ ہو ابھی

اس کو راز میں ہی رہنے دو،

ماسٹر کا بعض دفعہ لہجہ ایسا ہو جاتا تھا کہ اس کا مطلب ہے کہ فُل سٹاپ اب اس موضوع پر کوئی بات نہیں ہو گی تو پھر میں بھی تکرار نہیں کرتا تھا۔

ایک دن میں نئے ماسٹر سے کہا کہ مجھے اپنے دونوں آبروؤں کے درمیان عجیب سینسیشن ہوتی ہے جیسے کوئی رگ پھڑکتی ہو اور میں آنکھیں بند کرتا ہوں تو دماغ میں جھماکے سے ہوتے ہیں جیسے کوئی سکرین آف آن ہوتی ہے،

ماسٹر نے کہا کہ دونوں آبروؤں کے درمیان ایک گلینڈ ہوتی ہے جسکو پینل گلینڈ کہتے ہیں، اسکو بعض ریپٹیلین مائنڈ بھی کہتے ہیں تھرڈ آئی یا تیسری آنکھ بھی کہا جاتا ہے جو انسان سپرچوائل ایکسائز کرتا ہے تو یہ آہستہ آہستہ کھل جاتی ہے اور ان ظاہری آنکھوں کو بند کر کے بھی انسان سارے مناظر دیکھ سکتا ہے، اور اسی آنکھ سے غیبی مخلوقات کا بھی نظارہ کر سکتا ہے،

تمھاری تھرڈ آئی جاگ رہی ہے اور اس کے بعد مجھے ماسٹر نے ایک دو ریاضات بتائیں کہ ان کو روزانہ کیا کرو،

میں نے کہا ماسٹر کیا وجہ ہے کہ بعض اوقات میں سویا ہوا ہوتا ہوں تو اچانک مجھے احساس ہوتا ہے کہ میرے ساتھ بلکل مجھ جیسا ایک وجود بھی سویا ہوا ہے جب میں جاگتا ہوں تو وہ غائب ہو جاتا ہے،

ماسٹر نے کہا کہ دراصل یہ تمھارا اپنا ہی ایثری وجود ہے، عام انسان کو احساس نہیں ہوتا مگر یہ ہر روز ہی انسان کے سوتے وقت سیر کو نکل جاتا ہے اپنی مرضی سے اور پھر واپس آ جاتا ہے کبھی کبھی اس کی سیر کی کچھ باتیں خواب کی صورت انسان کو یاد رہ جاتی ہیں مگر یہ زیادہ تر باتیں انسان کے شعور سے مٹا دیتا ہے مگر لاشعور کے گودام میں وہ سارا ڈیٹا موجود ہوتا ہے،

لیکن جو لوگ سپرچوائل ایکسائز کرتے ہیں وہ حساس ہو جاتے ہیں وہ اپنے اس وجود کو دیکھ لیتے ہیں اور پھر آگے چل کر کنٹرول بھی کر لیتے ہیں اور اپنی مرضی سے اس کو کہیں بھی بھیج سکتے ہیں اسی کی بنیاد میڈیٹیشن ہے، اور جب گہرا میڈیٹیشن کرکے انسان اپنے اس ایثری وجود کو باڈی سے آؤٹ کرتا ہے تو اس کو آؤٹ باڈی ٹریولنگ یا آسٹرل پروجیکشن کہتے ہیں جس سے انسان کہیں بھی جا سکتا ہے اور سب کچھ شعوری طور پر دیکھتا ہے ملاقاتیں کرتا ہے اور اس کو سب یاد بھی رہتا ہے ۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط 9

پیرِ طریقت

دوستو.....!

ماسٹر شیانگ لی نے ایک دن مجھے کہا کہ تم اب بوسٹر شپ کی ریاضت کیا کرو اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدھی رات کے وقت میڈیٹیشن میں بیٹھ کر شروع میں اپنے اردگرد ایک کلومیٹر کے علاقے کا ریڈیس بناؤ اور یہ سمجھو کہ تمھارے دماغ سے سوچ کی لہریں ایک روحانی پلر سے گزر کر سو میٹر اوپر جاتی ہیں اور وہاں سے پھیل کر پورے ریڈیس میں ایسے گرتی ہیں جیسے پانی میں پتھر پھینکے تو دائرے بنتے ہیں اس طرح تمھاری سوچیں تمام علاقے میں نیچے رہنے والے لوگوں کے دماغوں میں پانی کے قطروں کی طرح گر کر جزب ہوں اس طرح تمھارا روحانی میسج ان تک

پہنچے، میں نے کہا ماسٹر مگر پیغام دینا کیا ہے، تو ماسٹر نے کہا کہ تم نے پازیٹو روحانی میسج دینا ہے مثلاً

اے لوگو اچھے کام کیا کرو

اے لوگو زنا کاری مت کرو

اے لوگو حرام مت کھاؤ

اے لوگو لوٹ مار مت کرو

اے لوگو دوسرے انسانوں کا نقصان مت کرو

اے لوگو شیطان کا کہا مت مانو

اے لوگو ایک دوسرے کی عزت کرو

وغیرہ وغیرہ اس پیغام کو بار بار دھرانا ہے کم از کم آدھا گھنٹہ یہ پیغام دیتے رہنا ہے،

میں نے کہا ٹھیک ہے ماسٹر اچانک مجھے خیال آیا ماسٹر اس کا مطلب ہے آپ بھی روزانہ رات کو جب بیٹھتے تھے یہی پیغام دیتے تھے اور باوزائی بھی یہی کرتی ہے،

ماسٹر ہلکا سا مسکرائے اور اثبات میں سر ہلایا اور کہا کہ اب تم ٹریننگ کے ساتھ پریکٹیکل بھی شروع کر دو،

یہاں اردگرد کچھ نیگیٹو سپرچوائلسٹ بیٹھے ہیں جو شیطانی قوتوں کے لیے کام کرتے ہیں جو چاہتے ہیں کہ شیطان کی حکومت قائم ہو جائے اور معاشرے میں برائی ہی برائی پھیلے ہمارا کام ہے

ان کو روکنا ان کے بہت زیادہ بوسٹرز ہیں جو مختلف مقامات پر بیٹھ کر کام کر رہے ہیں پہلے میں اکیلا تھا تو میں نے باوزائی کو بھی ساتھ بلا لیا ہے اور اب تم بھی تقریباً تیار ہوچکے ہو اس لیے اب فیلڈ میں آ جاؤ اب کچھ وقت تک تمھارا ٹکراؤ ان سے ہوگا اس کے لیے تمھیں تیار کیا گیا ہے ۔

دوستو.....!

ہمارے شہر میں ایک پیر صاحب تھے اصلی نام تو ان کا شیخ طیب مکی تھا مگر پیر طریقت کے نام سے مشہور تھے ان کا مریدین کا بہت بڑا حلقہ احباب تھا اور تمام ملکی سیاست دانوں کے ساتھ بھی ان کا تعلق تھا بلکہ سیاست دان ووٹ حاصل کرنے کے لیے انکی چوکھٹ پر سلامی کو جاتے تھے جس کے سر پر پیر طریقت ہاتھ رکھتے وہی سیاست دان کامیاب ہوتا بلکہ اکثر حکومتی وزارتیں بھی انہی کے دم سے سے تقسیم ہوتیں تھیں، انکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہمارے علاقے کے ایک سید روحانی بزرگ تھے، جنکی اولاد نہیں تھی یہ شروع میں انکے مرید تھے، پتہ نہیں کہاں سے انکے پاس آئے تھے ، ان بزرگ کے پردہ کرنے کے بعد انکی گدی پر بیٹھ گئے اور اس کے بعد گدی کو بہت ترقی دی ان سید بزرگ کی روحانی محفل میں آنے والے زیادہ تر عام لوگ ہی تھے مگر ان کے بعد پیر طریقت نے بہت ترقی کی روحانیت سے سیاست تک پہنچ گئے خود کبھی الیکشن میں کھڑے نہیں ہوئے مگر کتنے الیکشن ان کی وجہ سے جیتے جاتے تھے اندرون اور بیرون ملک ان

کے بہت مرید بن گئے تھے، اور اکثر بیرون ملک سے لوگ بھی ان کی روحانی شخصیت سے فیض یاب ہوتے تھے، جس کے ساتھ یہ ناراض ہو جاتے پھر اس سیاست دان کا فیوچر ختم ہو جاتا تھا ،کنگ میکر ٹائپ کی شخصیت تھے

چوہدری نواز بھی ان کے در پر حاضری دیتا تھا، ایک دن چوہدری نواز نے ہمیں کہا کہ فوراً تیار ہو جاؤ پیر طریقت صاحب نے طلب کیا ہے ان کی درگاہ پر جانا ہے ہم تیار ہو کر ساتھ چل پڑے جب پیر صاحب کی درگا پر پہنچے جو ایکڑوں میں پھیلی ہوئی تھی، وہاں بہت زیادہ مہمانوں کے لیے رہائشیں بنی ہوئی تھی جنکا وہاں قیام ہوتا ایک طرف ایک بڑی مسجد اور درسگاہ بھی بنی ہوئی تھی، بہت بڑے بڑے ہال بھی بنے ہوئے تھے، ایک طرف ایک بہت بڑا مراقبہ ہال بھی بنا ہوا تھا جہاں مراقبہ کرایا جاتا تھا، اور ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں بیٹھ کر پیر طریقت مریدین کو درس دیتے تھے جہاں ان کے بیٹھنے کے لئے ایک شاہانہ مسند لگی ہوئی تھی اور مریدین نیچے قالینوں پر بیٹھتے تھے، ایک طرف پیر طریقت صاحب کا ایک بہت بڑا عالی شان رہائشی بنگلہ تھا، جس میں وہ رہائش پذیر تھے ہم ملاقات کو وہیں گئے جہاں مسلح گارڈ موجود تھے بلکہ پوری درگاہ کے ارد گرد چار دیواری تھی جس پر خاردار تار لگی ہوئی تھی جن میں بجلی کی رو لگی ہوئی تھی اور چار دیواری پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سکیورٹی کے لیے برجیاں بھی بنی ہوئی تھیں جن میں مسلح گارڈ ڈیوٹی سر انجام دیتے نظر آئے، درگاہ کا ایک مرکزی بہت بڑا دروازہ تھا جس سے لوگوں کو چیک

کر کے اندر داخل کیا جاتا تھا جگہ جگہ سیکورٹی کیمرے الگ لگے ہوئے تھے درگاہ کیا تھی پورا ایک قلعہ تھا،ہمیں ایک بڑے ڈرائنگ روم میں صوفوں پر بٹھایا گیا،

ڈرائنگ روم میں پیر صاحب کی بڑی بڑی تصاویر لگی ہوئی تھیں، پیر صاحب کو ملنا بھی کسی سعادت سے کم نہیں تھا چوہدری نواز پھولے نہیں سما رہا تھا کہ پیر صاحب نے اسے خود بلایا ہے۔

کچھ دیر بعد ایک حاجب نے صدا دی کہ پیر صاحب تشریف لا رہے ہیں ہم سب احتراماً کھڑے ہو گئے، اتنے میں پیر صاحب چند گارڈز کے ساتھ اندر تشریف لائے پیر صاحب کا چھ فٹ سے زیادہ قد تھا سفید رنگ بھرا ہوا جسم لمبی سیاہ زلفیں جو کندھوں پر پھیلی ہوئی تھیں سر پر سفید رنگ کی ململ کی کلف لگی پگڑی رکھی ہوئی تھی سفید رنگ کی کاٹن کی شلوار قمیض اوپر اسی رنگ کی چادر پاؤں میں ملتانی کھسہ پہنا ہوا جازب نظر نین نقش بڑی بڑی سیاہ گہری آنکھیں اور درمیانی سی تراشی ہوئی خوبصورت داڑھی،

چوہدری نواز نے جھک کر پیر صاحب کو سلام کیا انہوں نے ہم سے ہاتھ تک نہ ملایا بلکہ بڑے سے صوفے پر بیٹھ کر ہمیں بیٹھنے کا ہاتھ سے اشارہ کیا، ہم اجازت ملنے پر بیٹھ گئے،

تو پیر صاحب نے گرجدار آواز میں چوہدری نواز سے حال احوال پوچھا اور کہا کیسے جا رہی ہے آپ کی سیاست چوہدری نواز نے

مسکینی سی آواز میں کہا کہ آپ کے کرم سے سب بہترین چل رہا ہے،

ایک نوکر ایک ٹرے میں شربت کے گلاس لیکر آیا اور ہمارے سامنے رکھ دیئے، پیر صاحب کے اشارے پر ہم نے شربت پینا شروع کیا،

پیر صاحب نے مسکرا کرچوہدری نواز سے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ اگلی حکومت میں آپ کو وزارت دی جائے،

چوہدری نواز کی خوشی سے گھگھی بند گئی اور خوشی سے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا بس سائیں آپ کے نوکر ہیں جو آپ پسند کریں،

پیر صاحب نے کہا کہ آپ کے علاقے میں ہم اپنے غیر ملکی دوستوں کے تعاون سے ایک فیکٹری لگانا چاہتے ہیں وہاں کچھ زمین ہے جو خالی کروانا ہے وہ آپ نے خالی کروانی ہے، وہاں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے روشن پورا ان کے لوگوں سے زمین خرید لیں ہمارا مینجر آئے گا اس کے ساتھ آپ نے ہر قسم کا تعاون کرنا ہے،

چوہدری نواز نے کہا جیسا آپ کا حکم سائیں سب ارینج ہو جائے گا،

اس کے بعد پیر صاحب نے میری طرف غور سے دیکھا اور میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غور سے دیکھنے لگے اور آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھے تولنے لگے اور چوہدری نواز سے کہا یہ نوجوان کون ہے چوہدری نے کہا اپنا بچہ ہے پارٹی میں کام کرتا ہے بڑا تعبدار ہے اور ایکٹو ہے،

پیر صاحب نے کہا کہ اس جوان میں کوئی خاص بات ہے،

اور میری آنکھوں میں جھانکا اور کہا جوان مجھ سے آنکھیں ملاؤ میں نے بھی انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پورا زور لگایا، پیر صاحب کی آنکھوں میں بہت مقناطیسی کشش تھی کوئی اور ہوتا تو آنکھیں جھکا لیتا مگر میں نڈر ہو کر دیکھتا رہا ۔

پیر صاحب نے اچانک آنکھیں پھیر لیں اور مسکرا کر کہا تم ہمارے پاس درگاہ پر آیا کرو تمھیں اجازت ہے کیا کرتے ہو تم تو فوراً چوہدری نے کہا کہ یہ کراٹے مراٹے کرتا رہتا ہے اور بڑا اچھا فائٹر ہے،

پیر صاحب نے ہنکارا بھرا اور کہا بہت ترقی کرے گا تم ہمارے پاس آیا کرو اور ہماری روحانی محفل میں ہر جمعرات کو آیا کرو،

میں نے کہا جی ضرور

اس کے بعد پیر صاحب نے ہمیں جانے کی اجازت دی، واپسی پر چوہدری نواز نے مجھے کہا کہ یہ بہت بڑی بات ہے کہ پیر صاحب نے تمھیں اپنے پاس آنے کو کہا ہے دیکھو کوئی شکایت کا موقع نہ بنے بلکہ ان کے زیادہ سے زیادہ قریب ہونے کی کوشش کرو اسی میں ہمارا فائدہ ہے میں نے کہا کہ میں پوری کوشش کروں گا ۔

شام کو میں ماسٹر شیانگ لی کے پاس پہنچا تو وہ ٹہل رہے تھے باوزائی بھی ان کے ساتھ تھی میں نے جاکر سلام کیا تو انہوں نے

میری طرف دیکھ کر کہا کہ کیسا رہا تمھارا آج کا وزٹ میں نے ساری تفصیل بتائی تو ماسٹر نے کہا کہ تم ہر جمعرات کو جایا کرو اور مکمل ہوشیار رہنا میں نے کہا کہ خیریت انہوں نے کہا کہ میں نے تمھیں بتایا تھا کہ یہاں نیگیٹو سپرچوائلسٹ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ پیر طریقت بہت بڑا اہلکار ہے ان کا بلکہ یہ ان کا بہت بڑا ماسٹر مائنڈ ہے اور یہاں تمام نیگیٹو بوسٹرز کو کنٹرول بھی کرتا ہے اور تم نے وہاں جا کر چیک کرنا ہے کہ اس کے ڈیرے پر کوئی غیر ملکی بھی رہتے ہیں اور تم ان پر نگاہ رکھنی ہے تم وہاں گئے نہیں بلکہ تمھیں بھیجا گیا ہے اب تمھاری بہت بڑی زمہ داری ہے پیر طریقت نے تمھیں دیکھ کر پہچاننے کی کوشش کی ہے تمھارا دماغ پڑھنے کی کوشش کی ہے مگر تمھارے دماغ کی خفیہ فائلز لاک تھیں وہ پڑھ نہیں سکا اس لیے تم کو اس نے اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے تاکہ تمھیں اور تمھارے پیچھے ہمیں جان سکے یہ ایک روحانی جنگ ہے جس میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے رہتے ہیں،

میں نے کہا ماسٹر آپ کے بیچھے کون ہے تو ماسٹر نے کہا کہ بہت جلد تمھیں سب پتا چل جائے گا فلحال تمھیں یہی کہہ سکتا ہوں ویلکم ٹو اوور ورلڈ فار سپرچوائل وار اینڈ نو یو آر اے سپرچوائل واریر۔

.....جاری ہے

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط 10

سپریم گرینڈ ماسٹر میتریا

(Maiterya)

دوستو.....!

ایک دن ماسٹر شیانگ لی مجھے کہنے لگے کہ کوئی بھی انسان اپنے مقصد میں دلچسپی سے کام نہیں کرتا جب تک اسے مقصد کی اہمیت کا اندازہ نہ ہو اور مقصد کی سچائی کا مشاہدہ وہ خود نہ

کر لے، کیوں کہ ہوا میں بلڈنگ نہیں بنائی جاسکتی، اگر کوئی کسی کی باتوں میں آکر وقتی جزبات کے تحت کچھ کر بھی لے تو بہت جلد وہ اکتا کر چھوڑ دے گا،

ہماری یہ سپرچوائل جنگ شیطانی لوگوں کے ساتھ ہو رہی ہے ہم پازیٹو مقصد کے لیے جنگ کر رہے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ تم خود مشاہدہ کرو کہ پازیٹو مقصد والے کون لوگ ہیں اور نیگیٹو شیطانی لوگ کون ہیں، جب تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے تو پھر کسی قربانی سے دریغ نہیں کرو گے،

اس کے لیے تم گہرا میڈٹیشن کرو گے اور آؤٹ باڈی ٹریول کرو گے اور تمھاری ملاقات میرے گرینڈ ماسٹر لی فنگ سے ہوگی باقی جو ہوگا وہ تمھیں بتائیں گے،

رات ماسٹر بھی میرے ساتھ غار میں تھے انہوں نے مجھے کہا کہ اب تم میڈٹیشن میں بیٹھ جاؤ اور خود بھی شمال کی طرف منہ کرکے بدھا سٹائل میں بیٹھ گئے،

میں اپنے سانس کے اندر آنے جانے پر فوکس کرتا رہا اور اپنے تھرڈ آئی پوائنٹ پر فوکس کرتا رہا ایک روشن نقطہ جو کبھی بہت دور اور کبھی بہت نزدیک نظر آتا بہت گہرائی میں جا کر سانس کے آنے جانے کا احساس بھی ختم ہو گیا اور یکدم میری دماغ کی سکرین روشن ہوگی اور میرے تھرڈ آئی سے کوئی لائٹ باہر نکلی مجھے ایسے احساس ہوا کہ وہ چھوٹی سی لائٹ ایک نورانی وجود میں ڈھل گئی ہے اور یہ میرا اپنا وجود تھا جو باہر کھڑا تھا اور میرا

جسم سامنے میڈٹیشن میں بیٹھا ہوا تھا مجھے اپنے بائیں طرف ماسٹر شیانگ کھڑے نظر آئے انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ چلو میں ان کے پیچھے چل پڑا پھر جیسے ہم ہوا میں پرواز کرنے لگے نیچے مجھے پہاڑ، آبادی جنگل سمندر نظر آ رہے تھے اچانک ہم ایک بلند برف پوش پہاڑی پر رکے اور پھر نیچے ہوتے ہوئے پہاڑ کی ایک غار میں پہنچ گئے، بہت وسیع و اریض غار جس میں ہلکی ہلکی ٹھنڈی پرسکون سی روشنی تھی، جو پتہ نہیں کہاں سے آرہی تھی جس میں غار کی ہر چیز نظر آرہی تھی،

جب چلتے ہوئے غار کے بڑے سے ہال میں پہنچے تو سامنے ایک پتھر کا چوڑا سا تخت تھا جس پر کوئی وجود بیٹھا نظر آیا،

جب ہم نزدیک پہنچے تو پتھر پر ایک خاکی کپڑا اور گدا نما چیز بچھی ہوئی تھی جس پر ایک کافی بزرگ چائنی کنول آسن میں آنکھیں بند کیے بیٹھے ہوئے تھے جنکا درمیانہ قد آور وجود تھا چہرے پر ہلکی چینی سٹائل کی داڑھی اور سر پر استرا پھیرا ہوا تھا مگر ان کا چہرہ بہت روشن تھا،

جب ہم نزدیک پہنچے تو ماسٹر شیانگ لی نے کانگ فو والوں کی طرح جھک کر سلام کیا اور میں نے بھی انکی تقلید کی ۔

اچانک انہوں نے آنکھیں کھولیں اور ہمیں بیٹھے کا اشارہ کیا ہم نیچے غار کے فرش پر بیٹھ گئے، انہوں نے مسکرا کر ماسٹر شیانگ لی کی طرف دیکھا ماسٹر نے احتراماً گردن خم کی پھر انہوں نے

میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا تمھارے سارے حالات ہمیں معلوم ہیں شاباش بہت اچھے جارہے ہو،

انسان تب مطمئن ہوتا ہے جب وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے، مشاہدے کی ایک جھلک کے سامنے تمام علم بے کار ہو جاتا ہے،

جب سے اس دنیا پر انسانیت کا سلسلہ شروع ہوا ہے تب سے یہاں خیر اور شر کی دو قوتیں کام کر رہی ہیں،

شیطانی قوت انسان سے بہت طاقتور اور قدیم ہے اور اس زمین پر پہلے رہ چکی تھی جب آسمانی ریاست نے انسان کی تخلیق کی اور سب مخلوقات کو اس کے سامنے جھکنے کا کہا تو شیطانی قوت نے بغاوت کر دی،

انسان جنت میں رہ رہا تھا مگر شیطانی قوت نے اسے وہاں سے بھی نکلوا دیا اس پر آسمانی ریاست نے ان کو ایک وقت تک کے لیے زمین پر بھیج دیا،

انسان کو سکھانے کے لیے اپنے نمائندے بھیجے،

مگر افسوس کہ ہر دور میں انسان نے ان آسمانی نمائندوں کا انکار کیا اور اپنے دشمن شیطان کی پیروی کی اور ہر دور میں شیطان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا اور آج اس نے زمین پر ایک مضبوط حکومت بنا لی ہے آسمانی ریاست اپنے نمائندوں کے زریعے انسان کو ہدایت کرتے رہے اور کہتے رہے کہ ہم سے طاقت لو اور اپنے طاقت ور دشمن سے جنگ کرو اس کے ساتھ جنگ کرنا تمھارا کام ہے اس سے جیت کر اپنی مرضی کی پالیسیاں بناؤ اور نافذ کرو

مگر انسان ایسا نادان ہے کہ اس نے ہمیشہ انکار کیا اور اپنے دشمن کے ساتھ سرنڈر ہی کرتا رہا مگر کچھ ایسے جری لوگ ہر دور میں تھے اور ہیں جو آسمانی ریاست کے زمین پر نفاز کے لیے کام کرتے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ آسمانی نمایندوں کا ساتھ دیا،

وقت گزرتا گیا شیطان کو بھی مہلت ملی ہوئی تھی وہ طاقتور سے طاقتور ہوتا چلا گیا اور آج انسان کا کیا حشر کر دیا، اس نے انسان کو اپنی غلامی میں جکڑ لیا،

ہر دور میں آسمانی نمائندے آتے رہے جنہوں نے بتایا کہ آخری دور میں ایک بہت بڑی شیطانی دھوکے باز قوت زمین پر قبضہ کر لے گی اور انسان کو مکمل غلام بنا لے گی ہر طرف ظلم بربریت کا دور دورہ ہو گا اس وقت ایک آسمانی ریاست کا نمائندہ زمین پر آئے گا جو بہت مہربان اور انسانوں کا دوست ہوگا بہت عدل اور انصاف سے کام لے گا اور زمین پر تمام ظالموں کا خاتمہ کر کے زمین پر ہی آسمانی ریاست کا قیام کرے گا اور انسانیت کو اس کا عروج بخشے گا جتنے بھی آسمانی مزاہب والے آئے ہیں وہ اس کو اپنی زبان میں مختلف ناموں سے پکارتے ہیں ہم اس کو اپنے مذہب کے مطابق کہہ کر (Maiterya) آخری بدھا دی سپریم گرینڈ ماسٹر میتریا بلاتے ہیں،

اور ان کے ساتھ روحانی رابطہ میں رہتے ہیں اور ان کی ریاست کے قیام کے لیے کام کرتے ہیں، اس لیے ہماری جنگ شیطانی قوتوں کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ہمارا مذہب صرف میتریا کی پرامن ریاست کا قیام ہے، اس لیے ہم پوری دنیا میں ہر اس انسان کو اپنے ساتھ

جوڑتے ہیں جسکا ہمیں میتریا کی طرف سے اشارہ ملتا ہے اور ان میں سے تم بھی ایک خوش نصیب ہو ۔

ایک دفعہ پہلے بھی تمھیں میتریا کے محل کی زیارت کروائی گئی تھی اور اب تمھارے یقین کے لیے تمھیں محل لیکر جاتے ہیں تمھیں محل کے اندر جانے اور ان کی زیارت اور ملاقات کی اجازت ملتی ہے یہ وہاں جاکر پتا چلے گا ہمارا کام ہے وہاں تک تمھیں لیکر جانا مگر وہاں کی اجازت ان کی مرضی اور تمھاری نیت پر ہے کیونکہ انسان جتنا خالص ہوتا ہے اس طرح اس کی پرموشن ہوتی ہے، پہلے تمھیں محل کی زیارت ہوئی تھی اب دیکھو کہاں تک جاتے ہو،

اس کے بعد گرینڈ ماسٹر لی فنگ کھڑے ہو گئے اور دائیں طرف ہاتھ کو گول گھمایا تو ایک نورانی روشنی کا دروازہ سا بن گیا گرینڈ ماسٹر لی فنگ نے بتایا کہ یہ ایک نورانی گیٹ وے ہے جس سے ہم میتریا کے علاقے میں پہنچ جائیں گے اور وہ یہ کہہ کر اندر داخل ہو گئے ان کے پیچھے ہم بھی جیسے ہی اندر داخل ہوئے میرا دایاں پاؤں جیسے ہی اندر داخل ہوا میرے دماغ میں ایک جھپاکا سا ہوا میں نے دیکھا ہم کسی اور جگہ تھے مجھے یاد آیا کہ اس جگہ میں پہلے بھی آچکا ہوں یہ بہت خوبصورت باغ تھا جہاں پانی میں ایک سفید کنول کے پھول جیسا کراؤن پیلس تھا،

ہم گرینڈ ماسٹر لی فنگ کے پیچھے چلتے ہوئے پانی کے سامنے پہنچے تو گرینڈ ماسٹر نے اشارہ کیا اور پانی پر چلنا شروع کر دیا ہم بھی انکے پیچھے پانی پر چلتے ہوئے محل کے سنہری دروازے پر

پہنچ گئے دروازہ خالص سونے کا تھا جس پر بہت خوبصورت ہیرے موتیوں سے نقش نگاری ہوئی تھی،

جیسے ہی گرینڈ ماسٹر دروازے کے سامنے پہنچے دروازہ کھل گیا ہم تینوں اندر داخل ہو گئے اندر کا ماحول کیا تھا الفاظ میں بیان سے باہر تھا کیونکہ میں کس چیز کی مثال کیسے دیتا جبکہ میں نے ایسا کچھ پہلے دیکھا ہی نہیں ہوا تھا،

ہم ایک سفید پتھر پر چل رہے تھے مگر پتھر سنگ مر مر نہیں تھا اس پتھر کا راستہ بنا ہوا تھا اردگرد خوبصورت پانی کے فوارے لگے ہوئے تھے پانی کے تالاب دونوں طرف تھے جن میں بہت خوبصورت سنہری پرندے تیر رہے تھے،

جب ہم ایک بہت اونچی محرابی بلڈنگ کے پاس پہنچے جس کے بڑے بڑے ستون تھے جو گلابی رنگ کے تھے بلڈنگ کے سامنے سیڑھیاں تھیں جن پر سبز رنگ کا پتھر لگا ہوا تھا ہم دس سیڑھیاں چڑھ کر اوپر ہال سے گزرے تو سامنے ایک باریک نورانی پردہ لگا تھا جس کے پار کچھ عکس نظر آتے تھے مگر ان کی صورت واضح نہیں تھی،

گرینڈ ماسٹر لی فنگ اندر چلے گئے ماسٹر شیانگ لی اندر چلے گئے لیکن جب میں جانے لگا تو اندر نہیں جاسکا مجھے ایسے لگا جیسے کوئی غیبی قوت اندر جانے سے روک رہی ہے یکدم میرے دماغ میں گرینڈ ماسٹر لی فنگ کی آواز گونجی کے صبر کر جاؤ اور رک جاؤ اگلے حکم کا انتظار کرو،

مجھے اس نورانی پردے سے دونوں ماسٹرز کے عکس نظر آ رہے تھے وہ دونوں چلتے ہوئے ایک مسند کے سامنے جھک گئے جہاں پر بس مجھے نور سا نظر آ رہا تھا اور ایک نورانی ہالا جیسے چودھویں کے چاند کے گرد ہالا ہوتا ہے،

وہاں نیچے کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے دونوں ماسٹرز بھی ان میں شامل ہو کر بیٹھ گئے،

کچھ دیر کے بعد وہاں سے ماسٹرز اٹھے جیسے واپسی کی اجازت ملی ہو وہ ایسے ہی نور کے سامنے جھکے اور الٹے قدم واپس آ گئے،

اور پردے سے گزر کر میرے سامنے آئے ان کے چہرے چمک رہے تھے جیسے نورانی چیز کے ارد گرد رہنے والی چیزیں بھی اس نور کی وجہ سے چمک رہی ہوتی ہیں،

میں ان کے چہروں کو غور سے دیکھتا رہا مجھے بہت فرحت مل رہی تھی،

اچانک گرینڈ ماسٹر لی فنگ نے کہا کہ تمھارا ابھی سفر ہے پریشان مت ہونا یہاں تک پہنچ جانا بھی بہت بڑی سعادت ہے تم اپنے آپ کو مزید خالص کرو اور آسمانی ریاست کے لیے کام کرو، تمھارا وہاں ذکر ہوا ہے سپریم گرینڈ ماسٹر نے تمھیں پیار بھیجا ہے اور کہا کہ ہم نے تو تمھارے لیے سب دروازے کھول دئیے ہیں تم ہم تک کب پہنچو گے بس تمھاری طرف سے دیر ہے،

مجھے بہت اشارے مل گئے تھے سپریم گرینڈ ماسٹر میتریا تک کوئی ایسے نہیں پہنچ سکتا تھا ان تک پہنچنے کے لئے بہت خالص

نیت، سٹرگل اور اپنی ذات کی قربانی کی ضرورت تھی اور ہر چیز سے اہم چیز ان کا مقصد تھا، وہ ہر راستہ کھول دیتے تھے مگر اس راستے پر چلنا ہم نے خود تھا، مجھے زیارت کی اجازت نہیں ملی تو میں پریشان نہیں ہوا بلکہ مجھے ایک نیا مقصد حوصلہ اور ایک ولولہ میرے اندر پیدا ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ جس راستہ پر میں ہوں وہ حق ہے اور اسی پر مجھے سفر کرنا ہے اور اس راستہ کی منزل ہیں سپریم گرینڈ ماسٹر میتریا اور ان کی آسمانی ریاست کا قیام ۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 11

درگاہ کے اسرار

دوستو.....!

ماسٹر شیانگ لی کہتے تھے کہ انسان کے اندر ایک ایسا عالمِ اکبر ہے کہ جس کے اسرار کو سمجھنے کے لیے بھی زندگیاں چاہیں، خدا نے ایسی طاقتیں انسان کے اندر رکھ دی ہیں کہ اگر ان کو سمجھ لیا جائے اور ان پر عبور حاصل کر لیا جائے تو یہ بیرونی کائنات مسخر ہوسکتی ہے دنیا کا ذہین ترین شخص اپنے دماغ کا دس فیصد استعمال کرتا ہے اگر سو فیصد استعمال کرے تو یہ دنیا تو اس کے سامنے ایک گیند کی طرح ہو کہ جیسا چاہیے اس کو استعمال کرے،

انسانی جسم کی ریڑھ کی ہڈی میں جملہ اسرار اور قوتوں کے خزانے ہیں،

میں ایک ایٹمی (coceyx)ریڑھ کی ہڈی کے آخری حصے کوسکس یا کنڈالنی کی شکتی کہتے serpent power خزانہ ہے جسکو ہیں، جو ناگن کی طرح کنڈل مار کر یہاں بیٹھی ہے اس کو ریاضات کے زریعے آہستہ آہستہ جگایا جاتا جب یہ آہستہ آہستہ جاگتی ہے تو

یا حرام مغز کے زریعے ریڑھ کی ہڈی کے مہروں spinal cord
میں سفر کرتی ہوئی اوپر ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے اٹلس
ہوتی sub serpent power میں پہنچتی ہے جہاں ایک atlis
ہے یہ دونوں قوتیں ہی کریشن کرتی ہیں اور یہ قوتیں اگر طریقے
سے جگا لی جائیں تو دماغ اور اندر کی پرسرار قوتیں حاصل کی
جاسکتی ہیں اور یہ ساری ریاضات سائیکی ازم یا روحیت یا
نفسیت کی ریاضات ہیں اس کے بعد سپر سپرچوائل ازم یا
،روحانیت کے معاملات ہیں

لیکن یہ کنڈالنی کی شکتی بہت خطرناک ہوتی ہے کیونکہ یہ
سیکس کی طاقت ہے، یہ اگر یکدم جاگ جائے تو تباہی مچا دے گی
انسان ماں بہن اور تمام مذہبی مقامات کی حرمت بھی بھول جاتا
ہے اس لیے اس کو جگانے کا ایک طریقہ کار ہے ریاضات کے ساتھ
ڈائٹ یا غذا کا بھی سلیبس ہوتا ہے اور سب سے اہم چیز کوچ،
ٹیچر یا گرو ماسٹر ہونا چاہیے جو ان سب معاملات کو سمجھتا ہو
،اور خود بھی یہ کر چکا ہو

میں نے کہا ماسٹر پھر یہ تو بہت خطرناک ہے ماسٹر نے کہا دیکھو
بجلی ایک خطرناک چیز ہے اگر اس کو استعمال کرتے ہوئے احتیاط
نہ برتی جائے یا سیفٹی رولز کا دھیان نہ رکھا جائے مگر اگر سیفٹی
رولز کو فالو کیا جائے تو دیکھ لو کتنی کارآمد ہے آج دنیا میں
،ہمارے کتنے کام آ رہی ہے

میں نے کہا ماسٹر میری کنڈالنی کی شکتی کب جاگے گی ماسٹر نے
تو کافی جاگ چکی ہے تبھی sub serpent power کہا تمھاری

تو تمھیں ریاضات کے فائدے مل رہے میڈیٹیشن اور سگنلز میں مگر آگے تمھیں ریاضات کے ساتھ میں غذا کا چارٹ بنا دوں گا تم نے اس کے مطابق خوراک کھانی ہے اور گوشت اور گرم غذا سے اب بلکل پرہیز کرنا ۔

پیر طریقت کی درگاہ میں میرا جانا ہوتا رہتا تھا، شروع شروع میں تو عام محفل میں ہی میرا داخلہ تھا، بڑے سے ہال میں مریدین نیچے قالینوں پر بیٹھتے تھے ایک طرف مرد اور ایک طرف عورتیں بیٹھتی تھیں اور پیر طریقت جب ہال میں آتا تو سارے کھڑے ہو کر جھک جاتے تھے اور اس کے بعد جب پیر طریقت ایک بڑی سی شاہانہ مسند پر بیٹھ جاتا تو ایک شخص سپیکر میں نعرے لگواتا تھا، اس کے بعد پیر طریقت اشارہ کرتا تو سارے بیٹھ جاتے تھے، اس کے بعد وہ اپنا لیکچر شروع کرتا تھا بڑی مسحور کن اور دلنشین آواز میں بات کرتا جو دل دماغ میں اتر جاتی اس میں مجھے کچھ ساؤنڈ سسٹم کا کمال بھی لگتا تھا،

اسکے لیکچرز بھی کوئی عجیب سے ہوتے تھے ساری بات گھما پھرا کر اپنی طرف لے جاتا تھا کہ جو کچھ تمھیں عطاء ہو گا میرے وسیلے سے ہی ہوگا، تمھاری اوقات نہیں کہ تم خدا تک پہنچ سکو یا خدا کے اسرار سمجھ سکو، میں نے اتنی عبادت اور خدمت کی ہے کہ اب نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیض بھی میرے پاس وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں میری زبان سے بولتے ہیں،

اس کے بعد وہ کہتا کہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اب تک جو میں نے تم سے گفتگو کی ہے وہ میری تھی مگر اس کے بعد جو گفتگو ہو گی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میری زبان سے تم سے گفتگو کریں گے،

اس کے بعد یکدم اس کی آنکھیں بند ہو جاتیں چہرہ سرخ ہو جاتا لہجہ کچھ بھاری ہو جاتا اور آواز آتی کے میں اس کی زبان سے تم سے مخاطب ہوں، یہ ہمارا نوکر ہے یہ ہمارا پیارا ہے اس نے ہماری بہت خدمت کی ہے ہمارے دین کے لیے کام کیا ہے لہذا اب تمھارا فرض ہے کہ جو یہ کہتا ہے اس کی بات مانو اس کی اطاعت کرو اس کی بات ہماری بات ہے.....

اس طرح کی گفتگو کے اختتام پر پھر پیر طریق کا لہجہ تبدیل ہو کر اصلی آواز میں آ جاتا نیچے لوگ مسحور ہو کر عقیدت سے لوٹ پوٹ ہو جاتے تھے اور کئی تو درود پڑھتے کہ آپ ہی تو سرکار کا روپ ہو،

اس کے بعد وہاں ذکر بھی عجیب طرح کا ہوتا پیر طریقت خود بھی اور سب حاضرین کو بھی کہتا اور وہ عجیب طرح کی ہاؤ ہاؤ ہاؤ کی آوازیں نکالتے جیسے ایک جانور کرتا ہے،

اس کے بعد سب کو سیدھا بیٹھنے خاموش ہو کر آنکھیں بند کرنے کا کہا جاتا،

اس دوران مجھے محسوس ہوتا جیسے دماغ پر کوئی بھاری پن ہو رہا ہو جیسے مدہوشی یا سلایا جا رہا ہو، مگر میں پوری طاقت سے

ہوش میں رہتا اس کے اعلاوہ باوزائی بھی میرے دماغ میں موجود رہتی اسکو ماسٹر نے خصوصی طور پر کہا ہوا تھا کہ جب بھی میں درگاہ جاؤں تو وہ خیال خوانی (ٹیلی پیتھی) کے زریعے مرے دماغ میں رہ کر بیرونی سگنلز کے اٹیک کو روکتی رہے،

اس دوران مجھے ماسٹر نے کہا ہوا تھا کہ میں کوئی دماغی خیالات کا اٹیک محسوس کروں تو سانس روک لیا کروں مگر جب میں سانس روکتا تھا باوزائی بھی میرے دماغ سے نکل جاتی تھی۔

اس لیے وہ مجھے خیال میں میسج بھی یہی دیتی کے سانسیں روک لو میں وقتاً فوقتاً تمھیں آکر چیک کرتی رہوں گی، اس میڈیٹیشن کے بعد ایک بڑا عجیب تیز سا میوزک لگایا جاتا تھا وہ ایسا میوزک تھا جو اندر دماغ کے تاروں کو جیسے جھنجھوڑ دیتا تھا اور ایک وجد سا طاری ہو جاتا تھا میں تو خیر کنٹرول میں رہتا تھا لیکن مرد عورتیں سارے بیٹھے بیٹھے وجد میں جھوم رہے ہوتے تھے میں نے ایک مرید سے پوچھا کہ جب میوزک چلتا ہے تمھیں کیا محسوس ہوتا ہے اس نے کہا تم بھی وہاں موجود تھے تمھیں نہیں پتا چلا میں نے کہا یار میں تھوڑا ڈل سے دماغ کا بندہ ہوں اور گنہگار ہوں ابھی ٹھیک طرح سے اثر نہیں ہوتا اس نے کہا کوئی بات نہیں پیر صاحب کا کرم ہو جائے گا،

پھر اس نے بتایا کہ ہم سب کو بند آنکھوں سے دماغ میں پیر صاحب نظر آتے ہیں جو ہمیں مکے مدینے کی سیر کرواتے ہیں،

میں نے کہا واہ واہ بہت خوب کتنے خوش نصیب ہو تم لوگ مجھ گنہگار پر پتہ نہیں کب کرم ہوگا،

محفل کے اختتام پر بہت اعلیٰ لنگر کھلایا جاتا جو باقی رہی سہی کثر بھی پوری کر دیتا تھا ۔

میں جب تک درگاہ رہتا عجیب دماغ پر بوجھ رہتا ہلنکہ میں اتنی ریاضت بھی کیے ہوئے تھا ایسے لگتا جیسے بہت زیادہ تیز ترین سگنلز کا یہاں جمگھٹا ہو،

باوزائی میرے دماغ میں رہ کر مجھے گائیڈ کیے رہتی ماسٹر شیانگ نے میرے دماغ کی خفیہ فائلز کو لاک کیے ہوئے تھا اگر کوئی یہاں میرے دماغ کی سوچوں کو پڑھتا بھی تو اس کو میرے متعلق عام معلومات ملتیں کے میں سٹوڈنٹ سیاسی لیڈر ہوں اور مارشل آرٹ کی پریکٹس کرتا ہوں اور یہاں پیر صاحب کی خدمت کے لیے آیا ہوں اور پوری دلجمی سے روحانی محفل اٹینڈ کرنے آیا ہوں اور پیر صاحب سے بہت متاثر ہو رہا ہوں،

پہلے میں جمعرات کو آتا تھا اب مجھے کہا گیا کہ ہر مہینے کی پندرہ تاریخ جو خصوصی محفل ہوتی ہے اس میں بھی شرکت کروں، اس محفل میں زیادہ رش نہیں ہوتا تھا تین چار سو کے قریب مرد عورتیں ہوتے تھے، عجیب بات ہوتی کے محفل کا عموماً آغاز تلاوت وغیرہ سے ہوتا ہے مگر یہاں جو عربی کی عبارت سوز

سے پڑھی جاتی وہ کم از کم قرآن پاک کی آیات نہیں تھیں کیونکہ میں نے بھی قرآن پاک پڑھا ہوا،

باوزائی نے چونکہ مذاہب میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی تھی اس نے مجھے بتایا کہ یہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت کے ایک شاعر کا کلام ہے جو بہت بیہودہ کلام ہے اور اس میں شیطان کی مداح کی گئی ہے اور یہ کلام عرب میں ایک شیطانی فرقہ ہے جو آج بھی عراق شام میں موجود ہے جو شیطان کو خداوند طاؤس مانتے ہیں انکی مذہبی رسومات میں پڑھا جاتا ہے،

مجھے بہت حیرت ہوئی کہ یہ کیا چکر چلا رکھا ہے یہاں،

پیر طریقت کے ساتھ ایک شخص اس محفل میں ساتھ ساتھ ہوتا جسکے نین نقشے تبتی اور یورپی لوگوں کے ساتھ ملتے جلتے تھے، جو درمیانے قد اور مضبوط جسم کا تھا اور اس کے چہرے پر عجیب سی نحوست اور کرختگی تھی اس نے ایک ڈھیلا ڈھالا تبتی بھکشوؤں جیسا گیرویں لباس پہنا ہوا تھا۔

اس محفل میں آزادی مذہب اور براڈ مائنڈڈ سوچ اور عام مذہبی رسومات عقائد کے خلاف لیکچر دیا جاتا اور ایسے دلائل پیر طریقت دیتا کہ جیسے سارے عام مذہبی بے وقوف ہیں اور ان دیکھے خدا اور عقائد کے پیچھے بھاگ رہے ہیں میرے پاس آؤ میں تمھیں خدا تک لیکر جاؤں گا اور اس محفل میں ہر قسمی خواہشات کی تکمیل اور پیروی پر زور دیا جاتا تھا،

اور آخر میں میوزک جو عجیب تال میل سے بنا تھا، جو پچھلی محفل سے مختلف تھا لوگ ناچنے لگتے اور اتنا جوش دکھاتے کے لباس تک پھاڑ دیتے تھے زمین پر لیٹ کر تڑپنے لگتے مگر یہ ہوتا کہ ایک دوسرے پر حملہ نہ کرتے تھے،

پیر طریقت اور وہ شخص درمیان میں کھڑے ہو جاتے تھے اور پیر طریقت ایسے ہاتھوں کو حرکت دیتا جیسے بینڈ ماسٹر حرکت دیتے ہیں اور اسکے ہاتھوں کی حرکت سے میوزک تیز ہو جاتا تھا اور لوگ اور زیادہ چیختے تھے اس محفل میں مقامی لوگوں کے ساتھ غیر ملکی بھی تھے خاص کر غیر ملکی عورتیں خوب چیختی تھیں اور بال کھول کر ناچتی تڑپتی تھیں،

مجھے باوزائی نے کہا کہ تم کسی ایک کونے پر چلے جاؤ اور بیٹھ کر سر پکڑ لو اور ایسے شو کرو جیسے تمھارا بھی یہی حال ہے،

محفل کے اختتام پر کسے ہوش تھا پیر طریقت اور وہ شخص واپس ایک دروازے سے باہر چلے گئے، اس محفل میں لوگوں نے رات ادھر ہی گزارنی ہوتی تھی ہال میں جسکو جس وقت ہوش آتا وہ واپس مہمان خانے اپنے اپنے مخصوص کمروں میں چلا جاتا،

میں بھی کچھ دیر ان کا تماشا دیکھتا رہا اور تقریباً ایک گھنٹے بعد کچھ لوگوں کے ساتھ باہر نکل کر اپنے کمرے میں چلا گیا،

کمرے میں آکر باوزائی نے مجھے کہا کہ تم نے سونا بلکل نہیں ہے بلکہ میڈیٹیشن میں بیٹھ کر بوسٹر شپ کی ریاضت کرو اور سگنلز کے زریعے میسج دو، اور صبح تماشا دیکھنا کیا ہوتا ہے،

میں نے یہی کیا اور باقی ساری رات جاگتا رہا اور ریاضت کرتا رہا ۔

اگلی صبح ایک خادم میرے پاس آیا اور کہا تمھیں پیر صاحب بلا رہے ہیں، میں جب اس کو ملنے اس کے پاس گیا تو وہ باہر لان میں بیٹھا ہوا تھا وہ تبتی بھکشو بھی اس کے پاس بیٹھا تھا میں نے جاکر سلام کیا انہوں نے مجھے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا،

مجھے پیر طریقت نے غور سے دیکھا اور کہا کہ رات محفل کیسی رہی ہم اتنی جلدی کسی کو اس محفل میں بلاتے نہیں مگر تمھارے اندر خاص بات ہے اس کے بعد اس نے پوچھا تو میں نے اسے بتایا کہ میں نے ساری رات آپ کو خواب میں مختلف مقامات پر دیکھا ہے اور بڑی عقیدت سے ہاتھ جوڑ لیے تو پیر طریقت مسکرا دیا وہ دوسرا شخص مجھے بڑے غور سے دیکھے جا رہا تھا، میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا سرکار یہ لگتا ہے آپ کے غیر ملکی مرید ہیں،

یہ سُن کر اس شخص نے عقیدت سے مسکرا کر پیر طریقت کی طرف دیکھا اور ہاتھ جوڑ دیئے،

پیر طریقت نے کہا کہ اس کا نام ینگ چن ڈوگما ہے اور بدھسٹ ہے اور میرا بھگت ہے، اس کا باپ تبتی اور ماں جرمن ہے اس لیے یہ تمھیں مکس نسل کا لگ رہا ہے اور مجھ سے روحانیت سیکھ رہا ہے،

درگاہ میرا اکثر جانا ہوتا پیر طریقت نے مجھے کچھ کام کہے تھے جو میں نے چوہدری نواز کے زریعے کروا دیئے تھے، ایک دن پیر

طریقت نے ڈوگما کے کہنے پر ایک انگریز فائٹر کے ساتھ میری فائٹ کروا دی کے دیکھتے ہیں تمھارے اندر کتنا دم ہے ڈوگما نے قریب آکر کہا کہ یہ بلکل ریئل فل باڈی کنٹیکٹ ناک آؤٹ فائٹ ہوگی جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ ڈوگما بھی ایک فائٹر ہے۔

وہ انگریز فائٹر جسکا نام ٹامس تھا میرے سامنے آکر کھڑا ہو کر مارشل آرٹسٹ کی طرح بجائے سلام کرنے کے فائٹنگ سٹائل میں ککس اور پنچ کرنے لگا جیسے ڈرا رہا ہو،

میں نے بھی پاؤں پر ہلکے ہلکے جمپ لیکر بلاک بنائے اور اس کو گھورنے لگا اس نے میرے منہ کی طرف سائیڈ کک کی میں ایک طرف ہو گیا تو اس نے کک یہیں پر روک کر دو ککس کیں، اس کے بعد یکدم میرے نزدیک ہو کر پہلے میرے ٹخنے سے اوپر کک مار گرانے کی کوشش کی پھر یہی کک میرے پہلو اور تیزی سے میرے چہرے پر مارنے کی کوشش کی مگر میں ایک قدم پیچھے ہو گیا، اس پر اس نے وار خالی دیکھا تو تیزی کے ساتھ میری طرف آکر مواشی گیری استعمال کی اور ساتھ ہی گھوم کر راونڈس کک ماری، مگر میں بیک سمرسالٹ کر کے پیچھے ہو گیا، میں نے سوچا کہ ایک دفعہ یہ حملے کر اپنی حسرت پوری کر لے میں نے منہ سے آواز نکال کر بچوں کی طرح اس کوپچکارا اور ہاتھ سے دوبارہ حملہ کرنے کو کہا اس پر غصے میں آکر ککس اور پنچ کی یلغار کر دی جو میں بڑے آرام سے ہاتھوں سے بلاک کر کے ناکام کرتا گیا، وہ سخت الجھن کا شکار ہو گیا اور نزدیک آکر اچھل کر اوپر سے کک

اٹھا کر تماتو گیری کے زریعے ایڑی میرے سر میں مارنے کی کوشش کی یہ اتنا خطرناک حملہ ہوتا کہ اوپر سے آکر اگر ایڑی لگے تو جس جگہ لگے وہ ہڈی توڑ دیتی ہے، اس کا واحد حل پیچھے ہٹ جانا ہوتا ہے مگر نے پیچھے ہونے کے اپنے دائیں طرف ہو گیا اور جیسے ہی اس کی کک نیچے آئی اچھل کر پوری قوت سے نی شاٹ گھٹنا اس کی ناک پر دے مارا یہ میرا اتنا خطرناک وار تھا کہ وہ پوری قوت سے پیچھے گرا اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور خون فوارے کی طرح اس سے نکل رہا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا،

ماسٹر شیانگ لی کہتے تھے کہ اصلی فائٹر جنگجو وہ ہوتا ہے جو ایک ہی وار سے جنگ کا خاتمہ کر دے،

اس کے بعد ڈوگما نے جلدی سے اس کو الٹا لٹا دیا تاکہ خون اس کے اندر نہ چلا جائے اور پانی کا جگ اس کے منہ پر پھینکا اور تولیے سے اس کا خون صاف کیا اور دو لوگوں کو اشارہ کیا کہ جلدی سے اس کو اٹھا کر درگاہ کے ہوسپٹل میں لے جاؤ، اس کے بعد مجھے بڑی حیرت سے دیکھا اور کہا تم نے میرے ایک بہترین فائٹر کو برباد کر دیا اور پیر طریقت کو کہا کہ یہ بہت بڑا فائٹر ہے،

پیر طریقت نے مجھے آکر تھپکی دی اور کہا کہ آج سے تم میرے خاص لوگوں میں شامل ہو ۔

.....جاری ہے

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 12

نین تارا

درگاہ میں اب میں ہر جگہ جا سکتا تھا۔ درگاہ کیا تھی، ایک بھول بھلیاں تھی۔ رات کے وقت میں نے اکثر ڈوگما کو میڈیشن کرتے ہوئے دیکھا جس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ بوسٹر شپ کا عمل کرتا ہے۔ درگاہ میں ایک ہال تھا جسکا ڈیزائن پیرامڈ (اہرامِ مصر) کی طرح کا تھا جو زیادہ تر بند رہتا تھا، جس میں جانے کی کسی کو بھی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ میں بھی یہاں رات کو بیٹھ کر میڈیشن اور بوسڑ شپ کی ایکسائز کرتا تھا لیکن یہاں نیگیٹو سگنلز بہت زیادہ تھے۔

مہینے میں ایک دفعہ یہاں ایک محفل ہوتی تھی جس میں بڑے بڑے تاجر، سرکاری افسران، سیاست دان اور امراء لوگ شرکت کرتے

تھے۔ اس محفل میں شرکت کیلئے عورتیں بھی ہوتی تھیں زیادہ تر جوڑے ہوتے یعنی شادی شدہ لوگ، لیکن ان کے علاوہ بھی بہت ساری ماڈرن عورتیں، ادکارائیں، ماڈلز بھی ہوتی تھیں، ہال کے اندر آنے والے تمام لوگ اپنے چہرے پر ایک ماسک کی طرز کا نقاب ڈال لیتے تھے تاکہ کوئی کسی دوسرے کو پہچان نہ سکے، پہلے پیر طریقت ان کو ایک آزاد زندگی اور سیکس کے اوپر لیکچر دیتا تھا۔ پھر یہاں سب کو ایک مشروب پلایا جاتا تھا جو جڑی بوٹیوں اور مختلف کیمیکلز سے ڈوگما تیار کرتا تھا۔ اس مشروب کے کچھ ایسے اثرات ہوتے کہ پینے والا مستی کے عروج پر پہنچ جاتا تھا پھر اس پر خاص موسیقی پر ڈانس شروع ہو جاتا یہ مشروب اور موسیقی ایسا اثر کرتی کہ انسان غلیظ ترین حیوان بن جاتا بلکہ حیوانیت کے میعار سے بھی نیچے گر جاتا۔ شوہر اپنی بیویاں ایک دوسرے سے بدلنے لگتے، مستی عروج پر پہنچتی تو ساتھ بنے بیڈ رومز میں چلے جاتے جہاں خفیہ کیمرے لگائے گئے ہوتے تھے جو ان کی ایک ایک حرکت کو محفوظ کر لیتے تھے پھر انہی لوگوں سے مختلف کام لیے جاتے تھے جو انکار کرتا تھا اس کو ویڈیو دکھا دی جاتی تھی اور اسے پھر نشر کرنے کی دھمکی دی جاتی۔ کس کی مجال تھی کہ وہ اس کام سے انکار کرتا۔ جہاں تک میں نے دیکھا کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو سپورٹ کرتے تھے جس کا کوئی بھی مسئلہ ہوتا تھا وہ پیر طریقت کے پاس آتا تھا تو اس کا فوراً کام ہو جاتا تھا۔

اس محفل میں کوئی ایسی بات تھی کہ ہر شخص خود اس محفل میں آنا چاہتا تھا۔ اس محفل کو بہت خفیہ رکھا جاتا تھا اور صرف وہی لوگ شرکت کرتے تھے جنکو پیر طریقت کی طرف سے اجازت ملتی تھی ۔

میرے لیے بہت ساری چیزیں وضاحت طلب تھیں ایک دن میں نے ماسٹر شیانگ لی سے پوچھا کہ ماسٹر یہ ان کی محفلوں میں موسیقی کیوں ہوتی ہے؟ لوگ حالتِ جذب میں کیوں چلے جاتے ہیں اور سب کو پیر طریقت بند آنکھوں سے کیوں نظر آتا ہے؟

ماسٹر نے کہا کہ یہ سارا چکر ارتکازِ توجہ یعنی کنسنٹریشن کا ہے۔ انہوں نے ایک ماحول بنایا ہوا ہے لوگوں کے دل میں اپنی ایک پاورفل شخصیت بنائی ہوئی ہے، ایک بت بنایا ہوا ہے۔ لیکچرز کے ذریعے حاضرین کی ذہن سازی کی ہے۔ موسیقی کے کچھ ایسی دھنیں ہوتی ہیں جو انسانی طبیعت پر اپنے اثرات چھوڑتی ہیں جیسا کہ تم نے دیکھا ہو گا کہ کچھ موسیقی کی دھنیں سُن کر آپ غمگین ہو جاتے ہیں، کچھ سُن کر جوش میں آجاتے ہیں اور رقاص لوگ ہر قسم کی موسیقی پر اس موسیقی جیسا ڈانس پیش کرتے ہیں، اسی طرح کچھ موسیقی کی دھنیں ایسی ہوتی ہیں جو انسانی ذہن کو پرسکون کر دیتی ہیں۔ انسان کو ذہن پرسکون ہو کر گہرے مراقبے میں چلا جاتا ہے، جب ایسی کیفیت ہوتی ہے تو پھر ارتکازِ توجہ کرکے کسی شخص کے دماغ کو ٹیلی پیتھک سگنلز دیئے جاتے ہیں اور اسے اپنی مرضی کی چیزیں دکھائی جاتی ہیں۔

مثبت یا منفی دونوں طرح کی روحانیت کا طریقہ کار ایک جیسا ہو جاتا ہے مگر ان کے نتائج بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ درخت اپنے پھل کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے، اس طرح روحانیت بھی اپنے نتائج سے پہچانی جاتی ہے جیسے ازدواجی فریضے اور زنا کا طریقہ کار ایک جیسا ہے مگر ایک عمل کے نتیجے میں حلال زادہ پیدا ہوتا ہے اور دوسرے عمل سے حرام زادہ پیدا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح حال روحانیت کا معاملہ ہے اور ہاں تم نے اس کمرے جو پیرامڈ (اہرام) سا بنا ہوا دیکھا ہے اس کا راز سمجھو جہاں تک مجھے یقین ہے جس دن درگاہ میں محفل ہوتی ہے اس دن یہ لوگ تمام ذہنوں کو کنٹرول کرنے کے لیے اپنے بہت سارے بوسٹرز ایک جگہ پر ایک وقت میں بٹھاتے ہیں جو ایک ہی پوائنٹ پر میڈٹیشن کرکے بوسٹر شپ کرتے ہیں اور اتنے دماغوں کو کنٹرول کرتے ہیں اور اس جگہ ایسا ماحول بنا دیتے ہیں کہ جو بھی وہاں آتا ہے اس ماحول کے زیرِ اثر آ جاتے ہیں، جیسے تم اتنی ریاضات کے باوجود کہتے ہو کہ دماغ بوجھل رہتا ہے حتیٰ کہ باوزائی بھی تمھارے دماغ میں ہوتی ہے۔ ان لوگوں کا یہاں بہت بڑا سیٹ اپ ہے۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ ماسٹر نے کہا دیکھو جیسے سورج کی شعاعوں کو ایک عدسے پر جمع کر کے ان شعاعوں کو کاغذ پر ڈالو گے تو اس کاغذ کو آگ لگ جائے گی بالکل اسی طرح اگر انسانی سوچوں کو ایک پوائنٹ پر مرکوز کر دیا جائے ارتکاز کر لیا جائے تو بھی اپنی مرضی کا نتیجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر بہت سارے روحانی لوگ ایک وقت میں ایک ہی جگہ ایک پوائنٹ پر ارتکاز کرتے ہیں تو خود سوچو کہ کیا کچھ ہوتا ہو گا؟ ان لوگوں نے کوئی

ایسا ہی چکر چلا رکھا ہے کہ تم دیکھو شہر کے حالات کیا ہو گئے ہیں جرائم میں کس قدر اضافہ ہو چکا ہے۔ یقیناً اس کے پیچھے یہی لوگ ہیں۔ شہر کے لوگ جرائم خود نہیں کر رہے ان سے جرائم کروائے جا رہے ہیں۔

جہاں تک بات ہے ڈوگما کی تو اس متعلق میں پھر کبھی تمھیں بتاؤں گا کہ یہ کون ہے بس یہ جان لو کہ یہ بھی بہت بڑا شیطان کا چیلا ہے ۔

ایک دن پیر طریقت نے مجھے بلایا اور کہا کہ تمھارے ذمے ایک اہم کام لگانا ہے تم ڈرائیور کے ساتھ جاؤ اور ائیر پورٹ سے میری بیٹی آ رہی ہے اس کو یہاں بحفاظت لے کر آؤ۔ میری اس پوزیشن کی وجہ سے بہت سارے لوگ میرے دشمن بھی بن گئے ہیں مگر میری بیٹی کا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ بہت معصوم ہے، عرب کی ایک معروف یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اور چھٹیوں میں گھر واپس آ رہی ہے۔ اس کا نام نین تارا ہے۔ تم اب نکلو۔

میں نے ڈرائیور کو ساتھ لیا اور راولپنڈی ایئرپورٹ چلا گیا۔ لابی میں ایک پلے کارڈ پر نین تارا کا نام لکھ کر جہاں سے مسافر ایگزٹ ہوتے ہیں وہاں کھڑا ہو گیا۔

میں نے دیکھا کہ ایک لڑکی ایک چھوٹے سے ہینڈ کیری کو گھسیٹتے ہوئے باہر آرہی تھی لڑکی کو دیکھ کر لگتا تھا کہ شاعر اس کو دیکھ کر ہی شاعری کرتے ہوں گے مجھے سمجھ نہیں آ رہی

تھی کہ اس کو میر کی غزل کہوں کہ خیام کی رباعی۔ گورا چٹا رنگ بڑی بڑی غزالی آنکھیں، گلاب کی پنکھڑی جیسے ہونٹ اور سرخ سفید عارض چہرے پر کمال معصومیت۔ اس کے مناسب قد و قدامت کے حامل بدن پر سفید رنگ کی شلوار قمیض بہت جچ رہی تھی، اس نے سنہرے گوٹے کناری والا بڑا سا دوپٹہ بڑے سلیقے سے اوڑھ رکھا تھا، جس سے اس کی خوبصورتی میں بےحد اضافہ ہو رہا تھا۔ لابی میں کھڑی پریشانی کے عالم میں ادھر اُدھر دیکھنے لگی پھر اس کی نظر مجھ پر پڑی، پلے کارڈ پر اپنا نام پڑھ کر میری طرف آئی اور کہنے گی، السلام علیکم۔ ہم ہیں نین تارا۔

اس کی آواز اتنی خوبصورت اور لہجہ اس قدر میٹھا تھا کہ میرے ذہن میں احمد فراز کی غزل کا شعر گونجنے لگا

سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں

یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں

میں اس کو دیکھ کر کھو سا گیا اس نے جب دوبارہ مجھے جناب کہہ کر پکارا تو میں نے کہا معذرت چاہتا ہوں، میرا نام منصور ہے اور آپ کو لینے آیا ہوں اور اس کا کیری پکڑ لیا، ہم چلتے ہوئے باہر پارکنگ میں آئے۔ اسے گاڑی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھایا اور کیری کو ڈگی میں رکھا اور خود اگلی سیٹ پر بیٹھ کر ڈرائیور کو چلنے کا کہا۔

نین تارا نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ لگتا ہے آپ بابا کے بہت خاص ہیں جو آپ کو یہاں بھیجا ورنہ ہمیں لینے کے لیے ہمیشہ وہ خود آتے تھے۔ وہ جب خود کو ہم کہہ کر مخاطب کرتی تھی تو اس کے معصوم سے لہجے کی وجہ سے اس پر بہت جچتا تھا۔ میں نے کہا جی خاص کا تو مجھے نہیں پتا لیکن انہوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے تم پر اعتماد ہے اور تم اس کام کے لیے جاؤ۔

نین تارا نے کہا اچھا اور خاموش ہوگئی ۔

ہم ائیر پورٹ سے شہر سے باہر بائی پاس کی طرف سے نکلے، نین تارا مجھ سے چھوٹے چھوٹے سوال کرتی رہی اور میں جواب دیتا رہا، اس کا لہجہ سُن سُن کر مجھے ایسے لگتا کہ وہ اپنے لہجے اور باتوں سے کسی کو بھی ذبح کر سکتی تھی اور میری حالت بھی اس وقت بسمل جیسی ہی تھی حالانکہ میں ہرگز کوئی دل پھینک ٹائپ آدمی نہیں تھا مگر اس وقت صورتحال کافی عجیب سی تھی۔ جب ہم پہاڑی علاقے میں پہنچے تو میں نے نوٹ کیا کہ ایک گاڑی کافی دیر سے ہمارا تعاقب کر رہی ہے تھی، اور پہاڑی علاقے میں پہنچ کر ایک گاڑی ہمارے آگے لگ گئی، اتنی دیر میں دو موٹر سائیکل جن پر دو دو شخص سوار تھے، جنہوں ہیلمٹ پہن رکھے تھے ہماری گاڑی کو دونوں جانب سے گھیر لیا۔ ایک موٹر سائیکل سوار نے بیس بال کا ڈنڈا نکال کر گاڑی کے پچھلے دروازے کے شیشے پر مارا، جو تڑاخ سے ٹوٹ گیا اور نین تارا کی چیخ ابھری اور اس نے پیچھے سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا یہ کون

لوگ ہیں جو ہم پر حملہ کر رہے ہیں؟ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کے معصوم چہرے پر بہت خوف چھایا ہوا تھا۔ میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ فکر نہ کریں میں آپ کو کچھ ہونے نہیں دوں گا۔

میں نے ڈرائیور سے کہا کہ گاڑی تھوڑی تیز چلا کر نکلنے کی کوشش کرو جیسے ڈرائیور نے گاڑی بھگانے کی کوشش کی، دائیں طرف سے ایک موٹر سائیکل سوار کے پیچھے بیٹھے شخص نے ڈرائیور سائیڈ ڈور کے شیشے پر حملہ کیا شیشہ ٹوٹا اور اس کے ٹکڑے ڈرائیور کے چہرے پر سائیڈ سے لگے وہ زخمی ہو گیا اور گھبرا کر گاڑی پر کنٹرول کھو بیٹھا گاڑی ڈولنے لگی میں نے جلدی سے اسٹیرنگ پر ہاتھ رکھ کر گاڑی کو کنٹرول کیا مگر موٹر سائیکل سوار نے پسٹل نکال کر ڈرائیور پر گولی چلائی جو اس کی گردن پر لگی اور وہ اسٹیرنگ پر ہی ڈھیر ہوگیا، میں نے نین تارا کو نیچے جھک جانے کو کہا۔

میں نے جلدی سے ڈرائیور سائیڈ کا دروازہ کھول کر مردہ ڈرائیور کو مجبوراً باہر پھینکا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور ایکسلیٹر پر پاؤں دبا کر گاڑی کو بھگایا لیکن آگے والی گاڑی راستہ نہیں دے رہی تھی اور دائیں سائیڈ سے موٹرسائیکل سوار جیسے ہی نزدیک آئے میں نے گاڑی تیزی سے گھمائی تو موٹر سائیکل گاڑی کی سائیڈ سے ٹکرائی اور وہ سواروں سمیت سڑک سے دور جا گرے۔ دوسرے موٹر سائیکل سوار نے ہماری گاڑی پر فائرنگ شروع

کر دی میں نے گاڑی ایک دم گاڑی کی رفتار بڑھائی اور جیسے ہی موٹر سائیکل گاڑی کے پیچھے آئے میں نے تیزی سے بریک دبائے، موٹر سائیکل پیچھے سے ہماری گاڑی سے ٹکرایا تو میں نے گاڑی کو تیزی سے ایک طرف سے نکالنے کی کوشش کی تو اگلی گاڑی سے ہماری گاڑی کے ٹائروں پر فائر آیا اور ہماری گاڑی کا ٹائر برسٹ ہوگیا جس سے گاڑی ڈولنے لگی میں نے گاڑی کو جلدی سے ایک کچے راستے کی طرف موڑ دیا کیونکہ اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ ہم گاڑی سے اترجائیں اور کسی محفوظ مقام پر جا کر ان سے مقابلہ کروں۔ میں نے گاڑی کو ایک چھوٹی سی پہاڑی کے پیچھے روکا اور جلدی سے اتر کر پچھلا دروازہ کھولا اور نین تارا کو جلدی سے باہر نکالا اور اس کو بازو سے پکڑ کر ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ اس وقت اندھیرا پھیل چکا تھا، میں نے نین تارا کو حوصلہ دیا کہ پریشان نہ ہو اس نے بہت خوف زدہ نظروں سے میری طرف دیکھا اور تھوک نکل کر گردن ہلا دی۔ اس بیچاری کی خوف سے آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔ مجھے خود پر بہت غصہ آ رہا تھا کہ کہ کم از کم ایک گن ہی ساتھ لے آتا۔ مگر میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا کچھ ہوگا۔

جاری ہے---

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط 13

جنگل میں گوریلا وار

نین تارا بہت زیادہ گھبرائی ہوئی اور خوف زدہ تھی، کہہ رہی تھی کہ یہ کون دشمن ہیں جو ہمیں مارنا چاہتے ہیں، مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ لوگ نین تارا کو مارنا نہیں بلکہ صرف آغوا کرنا چاہتے ہیں، میں نے باوزائی کے دماغ پر دستک دی اور کہا کہ فوراً میرے دماغ میں آؤ، وہ میرے دماغ میں آئی اور میرے خیالات پڑھنے لگی وہ جب میرے دماغ میں آتی تھی تو مجھے پتہ چل جاتا تھا، ہلنکہ ماسٹر شیانگ لی نے میرے دماغ کی کچھ- فائلز کو مقفل کر دیا تھا تاکہ میرے بارے میں کوئی جان نہ سکے صرف عام قسم کی معلومات تھیں تاکہ اگر کوئی میرے دماغ کی سوچوں کو

پڑھے تو اسے پتہ نہ چلے کے میں کون ہوں اور میرا مقصد کیا ہے، باوزائی کے اعلاوہ بھی کوئی میرے دماغ میں آتا تھا تو مجھے پتہ چل جاتا تھا درگاہ میں کئی دفعہ مجھے محسوس ہوا کہ میرے دماغ میں کوئی آیا ہے اور میری سوچوں کو پڑھ رہا ہے، باوزائی نے میری موجودہ صورتحال کو سمجھ کر فوراً کہا کہ تم یہاں ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ مت کرنا، بلکہ اپنی عقل اور ہمت سے ان دشمنوں کا مقابلہ کرو ایسا نہ ہو کہ یہ تمھارے لیے کوئی ٹریپ ہو، اور کہا کہ میں خاموش رہ کر تمھارے دماغ میں موجود رہوں گی اور مجھے بلانا بھی مت میں ساری بات سمجھ گیا،

میں نین تارا کا بازو پکڑ کر نیچے اترائی میں اترنا شروع ہو گیا وہاں بہت زیادہ جنگلی جھاڑیاں تھیں اور آگے پہاڑی جنگل شروع ہو رہا تھا، وہ لوگ پہاڑی کی چوٹی پر آکر کھڑے ہو گئے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ پھیل کر ان کو تلاش کرو نیچے اندھیرے میں کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی ہم بہت آہستہ آہستہ نیچے اتر رہے تھے کہ کوئی آواز بھی پیدا نہ ہو، ان لوگوں نے ٹارچیں روشن کر لیں اور اوپر سے روشنی نیچے ڈالنی شروع کر دی ان لوگوں کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے،

ہم لوگ نیچے اتر کر آہستہ آہستہ ایک سمت بڑھنا شروع ہو گئے، گھنی خاردار جھاڑیاں تھیں جن میں سے ہم گزر رہے تھے ایک جھاڑی کے ساتھ نین تارا کا دوپٹہ الجھ گیا اور اس کے بازو پر کافی کانٹے چُب گئے جس سے اس کی ہلکی سی چیخ نکل گئی جو پہاڑی میں گونجی تو ان لوگوں نے فوراً ادھر روشنیاں پھینکی اور

ہوائی فائر کیا، میں نے فوراً نین تارا کا دوپٹہ خار دار جھاڑی سے کھینچ کر الگ کیا جو پھٹ گیا اور اس کے بازو سے جھاڑی الگ کی اور جھاڑی میں نیچے دبک کر اسکو ساتھ بٹھا لیا، ان لوگوں کی دوڑتے قدموں کی آوازیں نزدیک آرہی تھیں ہم جھک کر تیزی سے آگے بڑھنے لگے نین تارا کو میں تقریباً بازو سے کھینچ کر چلا رہا تھا ایک تو وہ خوف زدہ تھی اوپر سے پہلی دفعہ ایسی صورت حال سے اس کا واسطہ پڑا تھا میں نے اس کے بازو کو پکڑا ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ کانپ رہی تھی ۔

نین تارا نے لیڈیز سینڈل نما جوتے پہنے ہوئے تھے اس وجہ سے بھی اس کو آگے بڑھنے میں دقت ہو رہی تھی اچانک اس کا پاؤں کسی چیز میں پھنس کر مڑ گیا اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی اس نے بایاں ہاتھ جلدی سے منہ پر رکھ لیا میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر کافی تکلیف کے آثار تھے میں نے اس کا پاؤں باہر نکالا اب اس سے چلا بھی نہیں جارہا تھا میں نے اس کو جلدی سے کندھے پر اٹھا لیا اور تیزی سے ایک طرف آگے بڑھا مجھے جھاڑیوں کے پیچھے دو درختوں کے درمیان ایک کھوا سی نظر آئی، جہاں نرم زمین پر ریتلی مٹی تھی اس کو یہاں بٹھا کر کہا کہ خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ اور جھاڑیاں آگے کر دیں وہ یہاں چھپ گئی،

اس کے بعد میں پیچھے ہٹا اور تیزی سے اس طرف چل پڑا جدھر سے وہ لوگ آ رہے تھے، وہ لوگ پھیل کر آگے بڑھ رہے تھے، ان میں

سے ٹارچ کی روشنی میں ایک شخص میرے قریب آ رہا تھا جس کے ایک ہاتھ میں پستول اور دوسرے میں ٹارچ تھی،

جیسے ہی وہ میرے قریب آیا میں نے ایک کک اس کے پستول والے ہاتھ پر ماری پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا میں نے جلدی سے اس کی گردن دبوچ لی اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا کہ اس کی آواز نہ نکلے مگر وہ تڑپا مگر میری گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اس کا نکلنا مشکل تھا میں نے اس کی گردن کو ایک مخصوص جھٹکا دیا جس سے اس کی گردن ٹوٹ کر ایک طرف ڈھلک گئی اور وہ مردہ ہو کر میرے بازوں میں جھولنے لگا میں نے اس کو کھینچ کر ایک جھاڑی میں لٹا دیا اس کی ٹارچ آٹھا کر آف کر دی اور اس کا پستول بھی اٹھا لیا ۔

پیچھے سے اس کے ساتھی نے آواز دی اوے بشیرے کدھر مر گئے ہو، میں نے دل ہی دل میں کہا کہ وہ تو واقعی مر گیا ہے تُو تھوڑا نزدیک آ تجھے بھی اس کے پاس ہی بھیجتا ہوں،

وہ شخص چلتا ہوا جیسے ہی آگے بڑھا میں نے ایک درخت کے پیچھے نکل ایک ہاتھ اس کی ٹھوڑی اور دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھ کر جھٹکا دیا کٹاک سے اس کی گردن ٹوٹ گئ مگر اس دوران اس کی انگلی پستول کے ٹرائیگر پر دب گئی اور پہاڑی فائر کی آواز سے گونج اٹھی شاید اس نے لوڈ پسٹل پکڑی ہوئی تھی میں نے اس کو کھینچ کر ایک طرف لٹا دیا اور اس کی پسٹل اٹھا کر لاک کی اور اپنی پینٹ کی بیلٹ میں اڑیس لی اس کی ٹارچ بھی

آف کر کے اٹھا لی، اس کے ساتھیوں نے آواز دی کہ کیا ہوا ہے اور ادھر دوڑنا شروع کر دیا، میں وہ جگہ چھوڑ کر تھوڑا دور ہو گیا وہ جیسے ہی بھاگ کر ادھر پہنچے ان کی نظر اپنے ساتھی کی لاش پر پڑی تو وہ مجھے گالیاں دینا شروع ہو گئے، میں نے ہاتھ میں پکڑی ٹارچ اٹھا کر ایک طرف پھینکی تو ٹارچ گرنے سے آواز پیدا ہوئی انہوں نے اس طرف اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی، میں نے پسٹل نکال کر ان دونوں کا باری باری نشانہ لیا اور ٹرائیگر دبا دیا میری چلائی دونوں گولیاں نشانے پر لگیں اور وہ دونوں ڈھیر ہوگئے،

مجھے ان کی تعداد کا صحیح اندازہ تو نہیں تھا مگر میرا خیال تھا کہ ان کی تعداد دس کے قریب ہے کیونکہ وہ دو کاروں اور دو موٹر سائیکل پر تھے،

دس میں سے اگر چار گئے تو پیچھے چھ تھے، میں نے ٹارچوں کی روشنی سے اندازہ لگایا دوسرے تھوڑی دور تھے اور وہاں سے آوازیں دے کر اپنے ساتھیوں سے حالات پوچھ رہے تھے، میں واپس نین تارا کے پاس آیا اور اسے چلنے کو کہا مگر اس نے کہا کہ مجھ سے چلا نہیں جائے گا میں نے اس کو سہارا دیا اور ہم ایک طرف بڑھے، ہم پہاڑی جنگل میں بغیر آواز نکالے آہستہ آہستہ چل رہے، مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی میرے دماغ میں آیا ہے اور میری سوچیں پڑھ رہا ہے،

ایک جگہ نین تارا کی ہمت جواب دے گئی اور اس نے کہا مجھ سے چلا نہیں جا رہا میں نے اس کو اٹھا لیا ہم دو پہاڑوں کے درمیان

ایک کچے راستے سے گزر رہے تھے، میں پوری طرح ہوشیار تھا اور اس وقت میری حالت جنگلی شیر جیسی تھی جو شکار کو نکلا ہو، کچھ دور آکر میں نے نین تارا کو نیچے بٹھایا اس کو دیکھ کر میری ہنسی نکل گئی اس کی بہت بُری حالت تھی میرے ہنسنے پر اس نے برا سا ناراضگی والا منہ بنا لیا اور کہا آپ ہماری حالت پر ہنس رہے ہیں ہماری جان لبوں پر ہے ہم کبھی ایسی صورت حال سے نہیں گزرے اور آپ ہنس رہے ہیں،میں نے اسے حوصلہ دیا اور معزرت کی کہ ایسے ہی ہو گیا ۔

ایک تو اندھیرا تھا اوپر سے بادل بھی چھائے ہوئے تھے کوئی پتا نہیں کب بارش ہو جائے، میں نے اسے اٹھایا تو اس نے کہا کہ وہ چل لے گی میں نے اس کے سینڈل کی دونوں ہیل توڑ دیں تاکہ اسے چلنے میں آسانی رہے، وہ آہستہ آہستہ لنگڑا کر چل رہی تھی میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، بادل گرجنے لگے تھے اور کسی بھی وقت بارش ہوسکتی تھی،

ہم پہاڑی وادی سے گزرے تو آگے ایک برساتی پہاڑی نالا تھا جو کہ شکر بے خُشک تھا ہم اسی کو کراس کر کے دوسری طرف نکل آئے ابھی تک نزدیک کوئی آبادی نظر نہیں آئی تھی اور سڑک سے بھی ہم کافی دور نکل آئے تھے، اور ہمارا تعاقب کرنے والے لوگ بھی نظر نہیں آ رہے تھے سامنے ایک پہاڑی تھی میرا خیال تھا کہ اگر ہم اس کی چوٹی پر پہنچیں تو شاید کوئی سڑک یا آبادی نظر آ جائے، میں نے نین تارا کا ہاتھ پکڑا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا اس نے انکار میں سر

ہلا دیا، کے بس اب ہم تھک چکے ہیں اور چلا نہیں جائے گا، میں نے کہا چلو میں آپ کو سہارا دیتا ہوں، میں نے اس کو کندھے کا سہارا دیا اور آگے بڑھنا شروع کر دیا نین تارا نے کہا آج تک کوئی ہمارے اتنے نزدیک نہیں آیا اور نہ ہاتھ لگایا ہے، میں نے کہا مجبوری ہے ورنہ میں ایسا نہیں کرتا اس نے کہا لگتا آپ پہلے بھی ایسی سچویشن سے گزر چکے ہیں کیونکہ آپ بالکل خوف زدہ نہیں ہیں ،اور ایسا لگ رہا ہے جیسے حالات کو انجوائے کر رہے ہیں

میں نے کہا نہیں میرے لیے بھی یہ حالات پہلی دفعہ ہیں اس نے حیرت سے مجھے دیکھا اور کہا آپ بہت بہادر ہیں بالکل نہیں گھبرا رہے،

ہم آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ابھی پہاڑی کے درمیان تک ہی پہنچے تو مجھے اپنے پیچھے نیچے کچھ لوگ ٹارچ کی روشنی زمین پر ڈال کر آگے بڑھتے نظر آئے جیسے وہ ہمارے پاؤں کے نشانات دیکھ کر آگے بڑھ رہے ہوں، میں نے نین تارا کو تھوڑا جلدی کرنے کو کہا ایک جگہ نین تارا کی بس ہو گی تو میں نے اسے اٹھا لیا وزن اٹھا کر پہاڑی چڑھنا کافی مشکل کام تھا مگر میں آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا اسی دوران تیز بارش شروع ہوگئی، اب اوپر چڑھنا کافی دشوار تھا بہت زیادہ پھسلن تھی، میں نے نین تارا کو نیچے اتارا اور ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بٹھا دیا،

بارش کی وجہ سے ہمارے کپڑے بالکل گیلے ہو گئے تھے پہاڑوں میں ویسے بھی رات کو سردی ہو جاتی ہے اس کے اعلاوہ بارش کی وجہ سے ٹھنڈ زیادہ ہوگی تھی ہلنکہ یہ نومبر کا مہینہ تھا نین تارا

سردی کی وجہ سے کانپ رہی تھی میں نے اپنی جیکٹ اتار کر اسے پہنا دی، بارش سے بچنے کے لیے ہم ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے ۔

مجھے نیچے آوازیں قریب آتی محسوس ہوئیں میں نے نین تارا کو کہا کہ وہ یہیں بیٹھے اور خود ان آوازوں کی طرف چل پڑا میری حالت اس وقت ہانکے میں آئے شیر جیسی تھی کہ کوئی نزدیک آئے ،تو اس کو چیر پھاڑ دوں

ایک جگہ وہ لوگ مجھے نظر آ گئے ان کی تعداد چھ کے برابر تھی اور وہ دو دو کرکے آگے بڑھ رہے تھے اور مجھے گالیاں نکال رہے تھے، ان میں سے دو جیسے ہی میرے نشانے پر آئے میں نے نشانہ لیکر ٹرائیگر دبا دیا میری چلائی دونوں گولیاں ان کے سر میں لگیں اور وہ پہاڑی سے نیچے گر گئے ان کی لاشیں پھسل کر نیچے گر رہی تھی باقیوں نے ٹارچیں آف کر دیں میں جلدی سے جگہ تبدیل کر کے ایک بڑے سے پتھر کی اوٹ میں ہو گیا پہلے جہاں میں نے کھڑے ہو کر فائر کیا تھا وہاں پر باقی بدمعاشوں نے کسی آٹومیٹک گن سے فائر کرنا شروع کر دیا، گولیاں میرے اردگرد لگ رہی تھیں مگر میں محفوظ تھا، گن سے جب فائر ہوتا ہے تو اس کی چمک پیدا ہوتی ہے میں نے اس چمک کا نشانہ لیکر فائر کیا تو ایک شخص چیخ مار کر نیچے گر گیا، میں نے دوسری دفعہ ٹرائیگر دبایا تو کڑچ کی آواز پیدا ہوئی شاید گولیاں ختم ہو گئی تھیں میں نے ،پستول زور سے ایک طرف پھینکا اور دوسرا پستول نکال لیا

میرے پستول پھینکنے پر اس جگہ آواز پیدا ہوئی تو ایک شخص نے جلدی سے اس جگہ فائر کیا جیسے ہی اس کی گن سے گولیاں نکلیں روشنی پیدا ہوئی میں نے اندازے سے نشانہ لیکر ٹرائیگر دبا دیا، ایک دفعہ پھر چیخ برآمد ہوئی اور کوئی گھسیٹتا ہوا نیچے گرا،

اب دو رہ گئے تھے، جو فائر نہیں کر رہے تھے شاید ڈر گئے تھے کوئی اور ہوتے تو بھاگ گئے ہوتے مگر مجھے ایسا لگ رہا تھا کوئی ان کے دماغ میں رہ کر ان کو آگے بڑھا رہا تھا،

ایک شخص نے مجھے آواز دے کر کہا تم بچو گے نہیں اس کی آواز کی سمت کا اندازہ کر کے میں کرالنگ کر کے نزدیک ہونا شروع ہو گیا وہ شخص ایک پتھر کی اوٹ میں دبکا ہوا تھا، جیسے ہی اس نے سر اٹھایا میں نے نشانہ لیکر ٹرائیگر دبا دیا اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ گئے وہ پیچھے گرا میں تیزی سے رولنگ کر کے ایک طرف ہو گیا فوراً اس جگہ فائر ہوا، میں نے فائر کیا مگر شاید ایک دفعہ پھر گولیاں پستول سے ختم ہو گئیں،

میں نے پستول ایک طرف پھینکا اور کرالنگ کر کے اس پتھر کے نزدیک ہو گیا جس کے پیچھے ایک شخص کو میں نے ہٹ کیا تھا جیسے ہی میں اس پتھر کے پاس پہنچا اس کی کلاشنکوف مجھے وہاں نظر آئی میں نے لیٹے لیٹے آگے بڑھ کر اس کو اٹھا لیا،

وہ آخری شخص ڈر کر پیچھے ہو رہا تھا مگر کوئی طاقت اسے جانے نہیں دے رہی تھی، اچانک مجھے محسوس ہوا کہ میرے

دماغ میں مجھے کوئی کھڑا ہو کر آگے بڑھنے کا خیال پیدا کر رہا ہے میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ سی آگئی اس دوران وہ شخص آٹھ کر میرے سامنے آ گیا اس کے ہاتھوں میں گن تھی اس نے ایک لمحہ کے لئے ٹارچ جلائی میں نے فوراً ٹرائیگر دبا دیا پورا برسٹ نکل کر اس شخص کی چھاتی اور منہ پر لگا وہ الٹ کر پیچھے گر گیا،

اب سارے دشمن ختم ہو گئے تھے میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا کسی قسم کی آواز نہیں آ رہی تھی، میں پُرسکون انداز میں واپس نین تارا کی طرف چل پڑا،

میں نین تارا کے پاس پہنچا تو زمین پر رولنگ کرنے کی وجہ سے میرے کپڑے سارے کیچڑ میں لت پت تھے وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی اس نے کہا کیا بنا میں نے کہا سارے دشمن ختم ہو چکے ہیں مگر افسوس پتا نہیں چلا کہ یہ لوگ کون تھے، اس نے سکون کا سانس لیا میں کچھ دیر بارش میں کھڑا رہا جس سے میرے کپڑے کیچڑ سے صاف ہو گئے مگر اب سردی بہت لگ رہی تھی،

ماسٹر شیانگ نے بتایا تھا کہ انسان سانس کے زریعے اپنے جسم میں سردی یا گرمی کنٹرول کر سکتا ہے انسان کے ناک کے دونوں نتھنوں میں سے دائیں والے کو سورج اور بائیں والے کو چاند کہتے ہیں دائیں نتھنے سے ہمیشہ جو سانس اندر جاتی ہے وہ جسم میں گرمی پیدا کرتی اور بائیں نتھنے سے جانے والی سانس ٹھنڈک پیدا کرتی ہے، یوگی جو ہمالہ کے سرد پہاڑوں میں رہتے ہیں وہ معمولی لباس پہنتے ہیں وہ گرمیوں میں دائیں نتھنے کو روئی سے بند کرتے

ہیں تو سانس بائیں نتھنے سے لیتے ہیں اس طرح ان کا جسم سخت گرمی میں ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور شدید سردی بائیں نتھنے کو روئی سے بند کر لیتے ہیں تو ان کے جسم میں دائیں نتھنے سے مسلسل سانس لینے سے گرمی پیدا ہو جاتی ہے یہاں روئی تو تھی نہیں اس لیے میں نے انگلی سے بائیں نتھنے کو بند کر لیا اور نین تارا کو بھی یہی کرنے کو کہا کچھ دیر میں ہی مسلسل سانس لینے سے سردی جاتی رہی اور مجھے گرمی لگنے لگ گئی،

نین تارا نے کہا یہ بہت اچھا طریقہ ہے تم نے کہاں سے سیکھا میں نے اسے بتایا کہ ایک کتاب میں پڑھا تھا،

بارش ختم ہوئی تو ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے وہاں ایک جھونپڑی بنی ہوئی تھی،

اندر کچھ خشک لکڑیاں پڑی ہوئی تھیں میں نے خشک گھاس پھونس آکھٹا کرکے دو پتھروں کی مدد سے آگ جلائی اور ہم نے وہاں آگ تاپتے ہوئے اپنے کپڑے خشک کیے رات کافی بیت گئی تھی بادل چھٹ گئے تھے اور آسمان پر تارے نکل آئے تھے، نین تارا مجھے اپنے بارے میں بتانے لگی کہ میری والدہ بچپن میں فوت ہو گئ تھی اور میرے باپ نے بہت لاڈ سے مجھے پالا تھا اور بڑی ہونے کے بعد وہ آج کل عرب ملک میں ایک یونیورسٹی میں پڑھتی ہے، اور چھٹیوں میں پاکستان آتی ہے اس دفعہ اس کے ساتھ جو ایڈونچر ہوا ہے وہ اس کو کبھی نہیں بھولے گا اور نہ ہی وہ مجھے کبھی بھولے گی کہ کس طرح میں نے اس کی جان بچائی تھی،

اس نے میرے متعلق پوچھا تو میں نے اسے اپنے متعلق عام سی معلومات بتائیں جو میں نے پیر طریقت کو بتائی ہوئی تھی اور اس کو کہا کے میں اس کے باپ کے پاس کبھی کبھی آتا ہوں،

صبح کی روشنی پھیل چکی تھی میں نے باہر نکل دیکھا تو دور مجھے سڑک پر گاڑیاں چلتی نظر آئیں ہم پیدل چلتے ہوئے سڑک تک پہنچے تو وہاں ایک جگہ مجھے چھ سات گاڑیاں کھڑی نظر آئیں اور ایک گاڑی کے باہر مجھے پیر طریقت خود کھڑا نظر آیا اس کے ساتھ کافی سکیورٹی اور پولیس کے لوگ بھی تھے وہ بھاگ کر آیا اور اپنی بیٹی کو گلے لگا لیا اور اس کے بعد مجھے کہنے لگا کہ تمھارا بہت شکریہ تم نے میری بیٹی کی جان بچائی اور سارے حالات میری زبانی سُنے اور کہا کہ چلو گاڑی میں بیٹھو باقی معاملات یہ پولیس والے خود دیکھ لیں گے مجھے اس کے وہاں پہنچنے پر بالکل حیرت نہیں ہوئی مجھے ساری رات لگ رہا تھا کہ کوئی میرے دماغ میں موجود رہا ہے اور اس نے وہیں سے ہماری لوکیشن دیکھ لی اور اس جگہ پہنچ گیا تھا، پیر طریقت سخت غصے میں تھا کہ اس کی بیٹی کو اغواء کرنے کی ایسی جرأت کون کر سکتا ہے،

ہم درگاہ جیسے ہی پہنچے اس نے مجھے کہا کہ تم نہا دھو کر لباس تبدیل کر کے آؤ اور ناشتہ ہمارے ساتھ کرنا تو میں اپنے کمرے میں چلا گیا ۔

جاری ہے.....

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 14

اہرام نما کمرے کا راز

پیر طریقت شدید غصے کے عالم میں تھا اور یہ سوچ کر پاگل ہوئے جا رہا تھا کہ اس کی بیٹی پر حملہ کون کر سکتا ہے؟ اچانک پیر طریقت نے سر اٹھایا اور مجھ سے مخاطب ہوا، منصور مجھ پر یہ تمھارا بہت بڑا احسان ہے۔ تم جو چاہو مجھ سے مانگو میں دینے کے لیے تیار ہوں میں نے کہا کہ یہ میرا فرض تھا، آپ نے ایک کام میرے ذمہ لگایا تھا کہ اس کو احسن طریقے سے سرانجام دوں، مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ نین تارا کہنے لگی بابا، منصور صاحب بہت دلیر انسان ہیں انھوں نے ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دی۔ یہ جنگل میں رات ہمیں ہمیشہ یاد رہے گی۔ اس کی آنکھوں میں

میرے لیے بہت پسندیدگی تھی مجھے اپنا دل ڈولتاہوا محسوس ہوا۔

ڈوگما بھی اپنا منحوس چہرہ لے کر وہاں پہنچ گیا اور پیر طریقت سے کہنے لگا لگتا ہے کوئی خفیہ دشمن آپ کے پیچھے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ نین تارا کو بہت ہوس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کو دیکھ کر نین تارا نے برا سا منہ بنا لیا جیسے ڈوگما کا وہاں آنا اور اس طرح دیکھنا اسے اچھا نہیں لگا مجھے نجانے کیوں شک سا ہو رہا تھا کہ اس واقعہ کے پیچھے اسی منحوس کا ہاتھ ہے۔ مجھے ڈوگما کہنے لگا تم اپنے ساتھ اور سکیورٹی اور اسلحہ کیوں نہیں لے کر گئے لگتا ہے تمھیں ہیرو بننے کا بہت شوق ہے یا تمھیں خود پر ضرورت سے زیادہ ہی اعتماد ہے۔ میں جواب دینے ہی لگا تھا کہ پیر طریقت نے کہا کہ نہیں میں نے ہی اسے اکیلا جانے کا کہا اور اس نے ثابت بھی کر دیا کہ یہ ہیرو ہے۔ خالی ہاتھ دس بندے پھڑکا دیئے۔ آج کے بعد یہ میرے انتہائی اہم اور قریبی ترین لوگوں میں ہے بلکہ میرا محسن ہے۔ یہ سُن کر ڈوگما کے چہرے پر مزید نحوست پھیل گئی۔ پیر طریقت نے ڈوگما کی طرف دیکھ کر غراتے ہوئے کہا کہ اب تم یہ معلوم کرو گے کہ اس واقعے کے پیچھے کون ہے اور وہ مجھے کینہ توز نظروں سے گھورتا ہوا باہر نکل گیا۔

ناشتے کے بعد میں نے پیر طریقت سے کالج میں کچھ کام کے بہانے جانے کی اجازت چاہی۔ اس نے مجھے اجازت دے دی جب میں اٹھنے لگا تو نین تارا نے کہا آپ پھر کب آئیں گے؟ یہ سُن کر پیر

طریقت نے عجیب سی نظروں سے بیٹی کو دیکھا۔ میں نے کہا کہ جب پیر صاحب کہیں گے تو میں آ جاؤں گا۔ نین تارا جلدی سے کہنے لگی پھر ہم بابا سے کہیں گے کہ آپ یہیں رہیں کیونکہ ہمیں شمالی علاقوں کی سیر کرنی ہے، آپ ساتھ ہونگے تو بوریت بھی نہیں ہوگی اور کوئی خطرہ بھی نہیں ہوگا۔ ہمیں آپ کے ساتھ جاتے ہوئے بالکل ڈر نہیں لگے گا پیر طریقت نے کہا ہاں ضرور جب منصور کو بلائیں گے تو یہ آ جائے گا، میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔

میں ماسٹر شیانگ لی کے پاس پہنچا تو انھوں نے مجھے انتہائی گہری نظر سے دیکھا اور کہنے لگے تمھاری کارکردگی بےحد شاندار رہی ہے۔ ماسٹر میں نے بھی اس کی کافی مدد کی، باوزائی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم نے کب میری مدد کی میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ جو آخری دو لوگ چھپے ہوئے تھے انھیں میں ہی تمھارے سامنے لے آئی تھی جن کو پھر تم نے آسانی سے مار دیا تھا، باوزائی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ماسٹر شیانگ لی کہنے لگے یہ لوگ مقامی بدمعاش تھے ان کو کسی نے کرائے پر لیا ہوا تھا، ان کی سوچوں کو میں نے پڑھ لیا تھا مگر ان لوگوں کے دماغ میں رہ کر کوئی انھیں کنٹرول کر رہا تھا۔ اور وہ شخص میرے خیال میں تمھارے متعلق بھی جاننا چاہتا تھا کہ تمھارا تعلق کہیں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ تو نہیں ہے اگر تم وہاں ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرتے تو اس کا شک یقین میں بدل جاتا اس لیے تمھیں باوزائی نے ایسا کرنے سے منع کیا تھا۔ ماسٹر مجھے لگتا

ہے اس سب کے پیچھے ڈوگما ہے، میں نے کہا، مجھے لگ رہا ہے وہ نین تارا کو اغوا کر کے پیر طریقت کو کسی طرح دباؤ میں رکھنا چاہتا تھا، اس کے علاوہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ پیر طریقت صرف کٹھ پتلی ہے اسے نچانے والا شیطانی دماغ ڈوگما کا ہے۔ ماسٹر شیانگ لی نے گہرا سانس لیا اور کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ ڈوگما شیطان کا پیروکار ہے۔ ایک عالمی شیطانی نظام ہے جس کا ظاہری نام "فری میسنری" ہے، ڈوگما کا باپ اور اس کی ماں دونوں فری میسنز تھے یعنی فری مسینری کے رکن تھے۔ اس کی ماں کا تعلق ایک شیطانی فرقہ سے بھی تھا جو سوریا (ملکِ شام) میں آباد ہے، یہ فرقہ یزیدی فرقہ کے نام سے مشہور ہے، اس فرقہ کے لوگ صدیوں سے شیطان کی عبادت کرتے ہیں اور اسے خداوند ملک الطاوس (موروں کا بادشاہ خدا) کہتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے خدا (شیطان) کی شبیہ مور کی طرح کی بناتے ہیں۔ ڈوگما کی ماں وہاں سے ہجرت کر کے جرمنی آ گئی تھی اور فری میسنری میں شمولیت اختیار کر لی۔ فری میسنری بہت طاقتور تنظیم ہے، یہ سمجھ لو کہ یہ دنیا کو کنٹرول کرتے ہیں ان کے ذیلی بہت ساری تنظیمیں ہیں جو تمام ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ دنیا کی تمام ملٹی نیشنل کمپنیاں ان کے قبضے میں ہیں۔ ان کا تیل اور اسلحہ کا کاروبار امریکہ و یورپ سے افریقہ و مشرق وسطیٰ تک پھیلا ہوا ہے اور ہر ملک میں ان کے خفیہ ایجنٹس موجود ہیں۔ یہ تنظیم شیطان کی پیروکار ہے اور اس کے مقاصد کےلیے کام رہی ہے۔ ڈوگما 33 ڈگری فری میسن ہے اور یہ تمھارے ملک میں کام کر رہا ہے۔ یہ لوگ صاحبانِ ثروت اور حکامِ بالا کو اپنے قابو میں کرتے ہیں۔

تم پیر طریقت کے بہت قریب ہوچکے ہو کسی طرح اہرام (پیرامڈ شکل کی عمارت) کے بارے میں معلوم کرو کہ وہاں پر ان کے کتنے ہیومین سگنل بوسٹرز ہیں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ جس دن درگاہ میں محفل ہوتی ہے اسی دن وہاں یہ سب جمع ہوتے ہیں اور مل کر مراقبہ (میڈیٹیشن) کرتے ہیں۔ یقیناً یہ لوگ شہر میں مختلف مقامات پر رہتے ہوں گے اور وہاں اپنا سیٹ اپ بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہوں گے۔ اس کا ریکارڈ بھی لازماً درگاہ کی کسی کمرے میں ہو گا، ممکن ہے ڈوگما یا پیر طریقت کے کمرے کے اندر تجوری میں اس کی فائل پڑی ہو۔ ماسٹر میں پوری کوشش کروں گا میں نے کہا ۔

ماسٹر کیا نین تارا کا بھی ان کے گھناؤنے کاموں سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے میں نے ماسٹر شیانگ لی سے دریافت کیا؟ ماسٹر نے مسکرا کر مجھے دیکھا اور کہا کہ میں نے اس کا دماغ پڑھا ہے مجھے نہیں لگتا کہ اس کا ان شیطانی معاملات سے کوئی تعلق ہو وہ معصوم ہے حالانکہ یہ شیطانی لوگ اپنی اولادوں کو بھی تنظیم میں شامل رکھتے ہیں لیکن نجانے کیوں پیر طریقت نے اپنی بیٹی کو ان سب معاملات سے دور رکھا ہوا ہے۔ تم لوگ باتیں کرو مجھے کوئی ضروری کام ہے ماسٹر شیانگ لی نے اٹھتے ہوئے کہا اور چلے گئے ۔

جیسے ہی ماسٹر باہر گئے باوزائی نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے کہا واہ مُنّا۔ رات تو خوب فلمی ہیرو بنے ہوئے تھے لڑکی کے ساتھ

کچھ زیادہ ہی اچھل کود کر رہے تھے۔ لگتا ہے تمھیں جیلسی ہو رہی ہے میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ مجھے کیوں حسد ہو گا باوزائی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ آخر تم بھی تو ایک عورت ہو تم چاہتی ہو گی کہ تمھاری بھی اس طرح کوئی حفاظت کرے؟ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی ہوں باوزائی نے پراعتماد لہجے میں جواب دیا ۔ تم مردوں کو نجانے کیوں وہم ہوتا ہے کہ تم سب عورتوں کو متاثر کر سکتے ہو۔ میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا ممکن ہے تمھیں نین تارا سے حسد ہو رہا ہو کہ وہ بہت خوبصورت ہے اور مجھ سے متاثر ہو گئی ہے؟ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ خوبصورت بھی ہے اور معصوم بھی ہے باوزائی نے بےپرواہ انداز میں جواب دیا۔ باوزائی میں نے اچانک کہا تم نے اپنی حالت کیا بنا رکھی ہے؟ کیوں؟ کیا ہو گیا ہے میری حالت کو؟ اس نے جواباً سوال داغ دیا۔ معاف کرنا میں نے کہا مجھے نہیں کہنا چاہیے لیکن تم اتنی کمزور ہو کہ مجھے لگتا ہے کہ جب تم چھت پر بیٹھ کر میڈیٹیشن کر رہی ہوتی ہو تو کہیں تیز ہوا کا جھونکا تمھیں اڑا ہی نہ لے جائے۔ ایک تو ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو اوپر سے لباس بھی ایسا کھلا پہنتی ہو لگتا ہے جیسے لکڑیوں پر کپڑے لٹکے ہوئے ہوں۔ لڑکیوں کی طرح نہ میک اپ کرتی ہو نہ کوئی نسوانی حُسن ہے، معلوم نہیں تمھارا کیا بنے گا کون تم سے شادی کرے گا؟

مجھے لگا کہ یہ سب سُن کر وہ آگ بگولا ہو جائے گی لیکن مجھے شدید حیرت ہوئی کہ میری بات سن کر وہ معنی خیز انداز میں مسکرانے لگی اور کہا یہ جو تم نے کہا ہے بالکل سچ ہے تمھیں میری

ظاہری حالت پر دیکھ کر ترس آتا ہے بالکل اسی طرح مجھے تمھاری باطنی حالت پر ترس آتا ہے۔ جیسا میرا جسم کمزور اور مریل سا ہے ویسے مجھے تمھاری روح نظر آتی ہے بالکل مریل اور کمزور۔ میں تو ایک روح ہوں میں نے زمین سے جڑی تمام چیزوں سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے اور جسم کو فقط ایک ضرورت اور مقصد کے تحت رکھا ہوا ہے، میں یہاں زندہ ہوں مگر میری روح ان تمام دنیاوی خباثتوں اور لالچ سے آزاد ہے جنھیں تم حسد اور نجانے کیا کیا کہتے ہو۔ لازمی تو نہیں کہ سب لوگ شادیاں کریں، کیڑے مکوڑوں کی طرح بچے پیدا کریں اور پھر ایک دن مر جائیں اور انھیں احساس بھی نہ ہو کہ وہ دنیا میں پیدا کیوں ہوئے تھے؟ انھیں دنیا میں کیوں بھیجا گیا؟ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ میں مرنے سے پہلے ہی مر چکی ہوں اور فقط اپنے زندگی کے مقصد کے لیے زندہ ہوں۔ میں نے کہا مرنے سے پہلے مرنا کیا ہوتا ہے کیا تم دنیا میں موجود نہیں ہو؟ اس نے ہنس کر کہا تم مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہو مگر اسلام سے کوسوں دور ہو۔ کیا تمھاری کتاب میں نہیں لکھا کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو اور تمھارے مذہب کے سینٹس (عرفاء) نہیں کہتے کہ مرنے سے پہلے مر جاؤ؟

میں نے کہا مرنے سے پہلے مرنا کیا ہوتا ہے؟

اس نے ہنس کر کہا تمام تر نفسانی خواہشات سے چھٹکارا حاصل کرنا مرنے سے پہلے مرنا ہے کہ جب تمھاری موت آئے تو تم موت کو مسکرا کر خوش آمدید کہو۔ اپنی زندگی میں ہی اپنی روح کو روحِ اعلیٰ سے متصل کر لو میں نے یہی کیا ہے روح نہ عورت ہے اور نہ

مرد۔ نہ کسی کی رشتے دار، نہ شوہر نہ بیوی نہ باپ نہ بیٹی نہ بیٹا۔ تم لوگ جب اپنے کسی مرنے والے رشتہ دار کا جنازہ پڑھتے ہو تو کیا نیت کرتے ہو جنازہ پڑھتا ہوں اس میت کا کسی رشتے کا نام نہیں لیتے۔

میں نے اپنی روح کو اپنی زندگی میں ہی سپریم گرینڈ ماسٹر میتریا سے متصل کر لیا ہے اور اپنے مقصد کو پا لیا ہے۔ میں نے اشتیاق سے کہا کہ کیا تم نے سپریم گرینڈ ماسٹر کی زیارت کی ہے تو اس نے کہا میں تمھیں اپنے رازوں سے کیوں آشنا کروں؟ تم اپنی فکر کرو کہ تم نے کیا عہد کیا تھا؟ یا پھر نین تارا کے چکر میں لگ کر ادھر ہی مٹی کھاتے رہو گے۔

میں نے اٹھ کر ہاتھ جوڑے اور کہا معاف کرو میری ماں اتنی بےعزتی تو نہ کرو تم تو واقعی روح ہو۔ میرے انداز سے وہ ہنس پڑی۔

درگاہ میں محفل عروج پر تھی میں چپکے سے نکلا اور اہرام (پیرامڈ روم) کی طرف چل پڑا، چھپتا چھپاتا ہوا کمرے کے دروازے پر پہنچا مگر وہ مقفل تھا، کھڑکیاں بھی بند تھیں میں نے دیکھا تو اوپر ایک روشن دان نظر آیا میں کناروں پر پاؤں رکھتا ہوا بندر کی طرح اوپر چڑھنے لگا۔ کانگ فو میں یہ طریقہ سکھایا جاتا ہے کہ کس طرح درختوں اور کسی بلڈنگ پر چڑھنا ہے، میں اوپر پہنچا یہ عمارت بالکل اہرامِ مصر کی طرح تھی۔ جیسے چار مثلثیں ساٹھ ڈگری زاویے سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوں۔ نیچے ایک

کمرے کی طرح چار کونے اوپر چھت کی جگہ ایک کونہ یعنی چھت نوک دار تھا جہاں چاروں مثلثیں مل رہی تھیں۔ میں روشن دان کے پاس پہنچا اور اس کو ہلکے سے دباؤ سے کھولا تو وہ کھل گیا اندر ہلکی ہلکی نیلی روشنی تھی۔ نیچے کا منظر بڑا عجیب تھا۔ ایک دائرہ سا لگا ہوا تھا اور اس دائرے پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تیس کے قریب اشخاص کنول آسن میں آنکھیں بند کر کے مراقبے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے ساری بات سمجھ آ گئی کہ وہ ایک ہی وقت میں ایک ہی مقام پر ایک ہی پوائنٹ پر میڈیٹیشن کر کے بوسٹر شپ کر رہے تھے۔ اب مجھے مکمل سمجھ آئی کہ یہ کس طرح درگاہ میں محفلوں میں آئے سینکڑوں ہزاروں لوگوں کا دماغ کنٹرول کرتے ہیں۔ ان ہی منحوسوں کی وجہ سے شہر کے حالات ابتر تھے۔ ہم حیران تھے کہ کیوں جرائم میں یکدم اضافہ ہو گیا تھا چھوٹی چھوٹی بچیوں کے ساتھ ریپ ہو رہے تھے اور پھر انھیں بے دردی سے قتل کیا جا رہا تھا، مسجد ہو کہ مدرسہ کوئی مذہبی مقام برائی اور گھناؤنے افعال سے محفوظ نہیں تھا، فرقہ وارانہ فسادات اپنے عروج پر تھے، لوٹ مار اور ملاوٹ کا بازار گرم تھا، شرفاء کی عزتیں نیلام ہو رہی تھیں، فحاشی عریانی اور بے حیائی عام ہو گئی تھی، شرفاء کی بیٹیاں گھروں سے بھاگ کر ذلیل اور کمینے لوگوں سے شادیاں کر رہی تھیں اور علماء اور سیاست دان خائن ہو چکے تھے...

میرا دل کر رہا تھا کہ ابھی نیچے اتر کر ان سب کی گردنیں توڑ دوں مگر مجھے ماسٹر شیانگ کی نصیحت یاد آ گئی کہ ابھی ان

کو جاننا ہے۔ میں واپس نیچے اترا اور اسی طرح چھپتے چھپاتے واپس محفل میں آکر بیٹھ گیا جہاں بے وقوف عقیدت مند بدمست پڑے تھے۔

محفل ختم ہونے کے بعد میں بھی باہر نکلا اور موٹر سائیکل پر سوار ہو کر اپنی رہائش کی جانب چل پڑا۔ جیسے ہی ایک چوک سے آگے ویران علاقے میں داخل ہؤا تو میرے پیچھے پیچھے ایک کار تھی اچانک مجھے اپنی کمر پر کوئی سوئی چبھتی ہوئی محسوس ہوئی میں نے موٹر سائیکل کی رفتار کم کی مگر میرا دماغ چکرانے لگا میں نے موٹر سائیکل روکا اور نے اپنے دماغ کو بہت سنبھالا تیز تیز سانس لیے مگر مجھے اپنا دماغ اندھیروں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا اور میں موٹر سائیکل سے زمین پر گر گیا۔ آخری لمحات میں دھندلی نگاہوں سے اتنا نظر آیا کہ وہ کار میرے پاس رکی، اس میں سے تیزی سے دو نقاب پوش اترے اور میرے سر پر کھڑے ہو گئے۔ پھر مجھے اپنا ہوش نہ رہا اور بےہوش ہوگیا۔

جاری ہے---

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 15

ملکی خفیہ ایجنسی

جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سر گویا درد سے پھٹ رہا تھا۔ میری آنکھیں ابھی آدھی کھلی تھیں جن سے مجھے دھندلا دھندلا سا منظر نظر آیا۔ میرے آگے ایک میز تھا اور اس کے پار ایک کرسی پر ایک لمبے قد کا گورا چٹا چالیس سے پینتالیس سال کی عمر کا شخص بیٹھا تھا جس کی کافی اچھی اور رعب دار شخصیت تھی۔ اس کے سامنے ایک سبز رنگ کی فائل رکھی ہوئی تھی میرے دائیں طرف ایک کپ رکھا ہوا تھا جس میں سے بھاپ اڑ رہی تھی ۔اس شخص نے کہا تم یہ کافی پی لو تمھاری طبیعت سنبھل جائے گی۔ میں نے کپ اٹھا لیا اور آہستہ آہستہ کافی پینی شروع کر دی جس سے مجھے کافی سکون ملا۔

اس شخص نے بات بڑھاتے ہوئے کہا کہ میرا نام کرنل رضا علی ہے، مجھے نجانے کیوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس شخص کو میں نے پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ اس کو میں نے درگاہ میں پیر طریقت کے ساتھ دیکھا تھا ۔کرنل نے بات بڑھاتے ہوئے کہا کہ تم ملکی ایجنسی کے قبضے میں ہو فکر نہ کرو تم سے کچھ باتیں کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ ویسے تو قابو نہ آتے اس لیے تمھیں بے ہوشی کا انجیکشن فائر کر کے بے ہوش کیا گیا ہے، میں نے کافی پینے کے بعد کپ ایک طرف رکھا اور اس سے کہا آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں تو ایک عام سا آدمی ہوں۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ پہلے تم یہ فائل پڑھ لو اور فائل میری طرف بڑھائی، میں نے فائل کھول کر پڑھنا شروع کی۔ جیسے جیسے میں فائل پڑھتا گیا، میرے چاروں طبق روشن ہوتے چلے گئے اس میں میرے متعلق مکمل معلومات درج تھیں میرے بچپن سے لے کر آج تک کی مکمل معلومات تھیں، حتیٰ کہ میرے گھر والوں رشتہ داروں کے نام میرے کالج کے سیاسی جماعت کے کارنامے چوہدری نواز سے تعلق اور ماسٹر شیانگ لی سے ٹریننگ، پیر طریقت تک پہنچنے اور نین تارا کو جنگل سے بچانے تک کے واقعات لکھے ہوئے تھے، میں نے فائل پڑھنے کے بعد اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ نے کافی محنت کی ہے اب بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں۔

کرنل نے کہا کہ تمھیں یہ فائل پڑھانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں تمھارے متعلق مکمل معلومات ہیں تا کہ تم بات گھمانے کی کوشش نہ کرو۔ میں نے کہا میں نے آپ کو درگاہ میں پیر طریقت کے ساتھ

دیکھا ہے کیا اس نے آپ کو یہ سب کرنے کو کہا ہے، کرنل نے انکار میں سر ہلایا، اور کہا کہ یہ ہمارے ملکی فرائض میں شامل ہے۔

کرنل نے کہا اب میں اپنے اصل مدعا کی طرف آتا ہوں پیر طریقت کے کارناموں اور شہرت کی وجہ سے ایجنسی کی بہت پہلے سے درگاہ میں آنے جانے والوں اور پیر طریقت پر نگاہ تھی۔ ایجنسی نے اس کو چیک کرنے کے لیے اپنے بہت سارے لوگوں کو اس کے پیچھے لگایا ہوا تھا اور درگاہ میں مریدین کے روپ میں اپنے لوگوں کو داخل کیا مگر کچھ ثبوت حاصل نہیں ہو رہے تھے بلکہ ہمارے جو ایجنٹ درگاہ جاتے تھے ان کے ساتھ یہ ہوتا تھا کہ وہ دماغی طور پر ڈسٹرب ہو جاتے تھے اور کچھ بتا نہیں سکتے تھے۔ یہ سب جان کر ایجنسی کو شک پڑا کہ یہاں کچھ روحانی معاملات ہیں۔ اس پر ہائی کمانڈ نے کچھ فیصلے کیے اور مجھے اس معمہ کو حل کرنے پر لگا دیا مجھے شروع سے ہی یوگا، ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم اور دوسرے پرسرار علوم میں دلچسپی تھی اور میں ان کی پریکٹس کرتا ہوں اور اولیاء اللہ سے خصوصی عقیدت اور نسبت رکھتا ہوں۔

میں نے یہ سارا معاملہ اپنے مرشد سرکار سید روشن امام صاحب کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے مجھے بتایا کہ یہاں شیطانی لوگ ہیں جو پرسرار علوم کے ماہر ہیں، اور اپنا شیطانی کھیل کھیل رہے ہیں۔ ان سے مقابلہ کے لیے آپ کو خصوصی تربیت یافتہ لوگ چاہیے ہوں گے اور اپنے بیٹے سید ظفر عباس کو ہدایت کی کے

ایجنسی کے لوگوں کو ٹریننگ دینے کے لیے میری مدد کریں۔سید ظفر عباس ان علوم میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں، اس پر ہم نے ایجنسی میں ایک خصوصی ڈیسک روحانی علوم کے بارے میں ترتیب دیا اور ایجنسی کے نوجوانوں کو اس کی تربیت دینی شروع کر دی ہے جو ابھی جاری ہے ۔میرے مرشد سید روشن امام صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک باصلاحیت نوجوان آئے گا جس پر ایک بہت بڑی ذات کا خصوصی کرم ہے، جس کا سفر طویل ہے مگر وہ ٹھیک لوگوں کے ساتھ جڑا ہوا ہے، وہ اس سب میں تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے متعلق بتایا اس پر ہم نے تمھاری تلاش شروع کر دی اور میں نے عقیدت مند کے طور پر پیر طریقت کے پاس درگاہ جانا شروع کر دیا، مجھ پر سید روشن امام صاحب نے دم کیا جس سے یہ لوگ میرا دماغ نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ بس مجھے عام عقیدت مند سمجھتے ہیں، میری اعلیٰ پوسٹ کی وجہ سے میں نے ان لوگوں کے کچھ کام کیے اور ان کے قریب ہوتا چلا گیا۔ اسی دوران تم درگاہ آئے اور بہت جلد تم ان کے قریب ہو گئے اور میں نے تمھیں پہچان لیا کہ تم ہی وہ نوجوان ہو جس کے متعلق مجھے آگاہ کیا گیا تھا اور اس کے بعد تمھارے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی گئی اور آج تم میرے سامنے بیٹھے ہو۔ کرنل نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور کہا کہ اگر تمھیں میری بات پر یقین نہیں ہے تو تمھیں اجازت ہے تم میرے خیالات پڑھ سکتے ہو میں تمھارے لیے اپنے دماغ کے دروازے کھول دیتا ہوں۔

اب میری طبیعت بالکل سنبھل گئی تھی میں نے اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی اس نے سانس نہیں روکی اس کے خیالات پڑھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ بالکل سچ کہہ رہا ہے اور مخلص انسان ہے۔ کچھ دیر بعد کرنل نے سانس روک لیا اور میں اس کے دماغ سے باہر نکل آیا۔ کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا کہ اب تمھیں یقین ہے؟ میں نے اثبات میں سر ہلایا اور اسے کہا کہ اب کیا کرنا ہے۔ اس نے کہا وہی کرنا جو تم پہلے سے کر رہے ہو یعنی ان لوگوں کی تباہی۔

میں نے اسے اہرام نما عمارت اور بوسٹرز کے متعلق بتایا کہ میرا پروگرام ہے کہ ان لوگوں کو ٹریس کروں۔ اس کے لیے ہمیں ان کے بارے میں جاننا ہو گا کہ وہ شہر میں کہاں رہتے ہیں اس کے لیے مجھے ڈوگما یا پیر طریقت کے کمرے کی تلاشی لینی ہوگی اور ریکارڈ حاصل کرنا ہو گا پھر ان لوگوں کو پکڑنا ہو گا۔ کرنل نے کہا بالکل یہ بات درست ہے، میں تمھیں ایک مائیکرو کیمرہ مہیا کروں گا تم اس کی مدد سے اس ریکارڈ کی تصاویر یا ویڈیو بنا لینا۔ کرنل نے ایک شخص کو آواز دی اور کیمرہ لانے کا کہا کچھ دیر بعد وہ شخص ایک کی چین لے آیا جس میں کیمرہ فٹ تھا اور مجھے اس کے استعمال کا طریقہ سمجھایا۔

اس کے بعد کرنل نے مجھے جانے کی اجازت دی اور کہا تمھارا موٹر سائیکل باہر کھڑا ہے تم جا سکتے ہو ۔

میں وہاں سے نکل کر سیدھا ماسٹر شیانگ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے بیٹھنے کو کہا میں نے انہیں موجودہ حالات بتانے چاہے

تو انھوں نے اشارے سے مجھے روک دیا اور کہا کہ شروع سے ہی میں تمھارے دماغ میں موجود رہا ہوں اور سب حالات سے واقفیت ہے۔ یہ بہت خوش آئندہ بات ہے کہ یہ لوگ بھی اس معاملے میں ہماری مدد کریں گے اور کہا کہ سید روشن امام صاحب بہت بڑی روحانی شخصیت ہیں اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہماری منزل بہت قریب ہے۔ میں نے کہا ماسٹر ایک سوال ہے اگر اتنے لوگ سپریم گرینڈ ماسٹر کے چاہنے والے ہیں تو وہ آ کیوں نہیں جاتے؟ ماسٹر نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا گرینڈ ماسٹر لی فنگ اور سید روشن امام صاحب جیسے لوگ بہت کم ہیں۔ میں تمھیں ایک سچا واقعہ سناتا ہوں۔

تھا (bodhidharma) ایک ماسٹر تھے جن کا نام بدھی دھرمہ جو کانگ فو کے بانی ہیں اور بدھ دھرم کے پیروکار تھے وہ جب پہلی دفعہ شاولنگ ٹیمپل میں آئے جو اس دور میں صرف بدھ دھرم کی ایک خانقاہ تھی ماسٹر بدھی دھرمہ جب بدھ مت کا پرچار کرنے خانقاہ آئے تو ان کی شہرت کی وجہ سے حسد میں خانقاہ کے بڑوں نے انہیں وہاں داخل نہیں ہونے دیا۔ بدھی دھرمہ خانقاہ سے باہر ایک غار میں چلے گئے اور وہاں بیٹھ گئے، خانقاہ کے لوگوں کا خیال تھا کہ وہ وہاں سے خود ہی چلے جائیں گے مگر بدھی دھرمہ نو سال تک وہیں بیٹھے رہے کسی سے بات نہیں کرتے تھے ایک دیوار کی طرف منہ کرکے نو سال تک تپسیا (میڈیٹیشن) کرتے رہے۔ کسی کو دیکھتے تک نہیں تھے۔ نو سال بعد ایک شخص آیا اور اپنا ہاتھ کاٹ کر بدھی دھرمہ کی گود میں پھینکا اور کہا

کہ مڑ کر دیکھو نہیں تو ابھی گردن کاٹ کر بھی پھینک دوں گا، بدھی دھرمہ نے مڑنے میں ایک لمحے کی دیر نہیں لگائی اور اٹھ کر اس شخص کو گلے لگا لیا اور کہا کہ میں نو سال سے تمھارا ہی تو انتظار کر رہا تھا اور اتنی کڑی تپسیا تمھارے لیے ہی تو کی ہے کہ جو شخص مجھے اپنا سب کچھ سونپنے اور تیاگنے کو تیار ہو گا اسے سکھاؤں گا اور اس کے بعد اپنا سارا علم اسے دے دیا۔

بالکل ایسا ہی معاملہ یہاں ہے، یہاں کوئی سپریم گرینڈ ماسٹر کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہی نہیں کسی کو ان کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ سب اپنی زندگی اور دنیا میں مست ہیں۔ شیطان اور نفس کی غلامی کر رہے ہیں۔ ایک بہت بڑے ذہنی انقلاب کی ضرورت ہے کہ لوگوں کو محسوس ہو کہ انھیں سپریم گرینڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جب ایسا ہو گیا مخلصین مل گئے تو وہ آنے میں ایک لمحہ کی دیر نہیں لگائیں گے۔

خیر اب تمہارا اگلا ہدف ہے کہ تم کسی طرح پیر طریقت اور ڈوگما کے کمروں میں گھس کر ان بوسٹرز کا ریکارڈ حاصل کرو۔

میں درگاہ گیا تو وہاں مجھے نین تارا مل گئی۔ وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور ناراضگی کا اظہار بھی کیا کہ کتنے دنوں سے آپ نے شکل نہیں دکھائی۔ میں نے مصروفیت کا بہانہ بنایا۔ وہ کہنے لگی یہاں اتنے لوگ ہوتے ہیں لیکن ہمیں بہت تنہائی محسوس ہوتی ہے بابا بھی کم وقت دیتے ہیں آپ اب کہیں نہیں جائیں گے۔ وہ منحوس شخص ڈوگما ہمیں بالکل اچھا نہیں لگتا ادھر ہمارے پاس

آ جاتا ہے اور ہمیں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہتا ہے ہمارا دل کرتا ہے اس کی آنکھیں نوچ لیں۔ آپ یہاں ہوتے ہیں تو ہمیں تحفظ کا احساس ہوتا ہے آپ نے کبھی ہمیں نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا آپ کی نظروں میں بہت حیا ہے اور یہ بات آپ کی ہمیں بہت اچھی لگتی ہے۔ میں اس کی بات سُن کر جھینپ سا گیا اور اسے شرما کر دیکھا تو وہ مسکرا دی۔ میں نے کہا آپ کے بولنے کا انداز بہت اچھا ہے لگتا ہے آپ کی تربیت بہت اچھی ہوئی ہے۔ اس نے شرماتے ہوئے مسکرا کر کہا اجی آپ کا حُسن نظر ہے۔

میں نے کہا پھر کب چلیں شمالی علاقہ کی سیر کو تو اس نے کہا میں تو تیار ہوں بس بابا سے اجازت لینی ہے۔

کچھ دیر بعد پیر طریقت کمرے میں داخل ہوا ہم اس کے استقبال کیلئے کھڑے ہو گئے اس نے مجھے دیکھ کر کہا تم کب آئے میں نے کہا بس کچھ دیر ہی ہوئی ہے۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، جب ہم بیٹھ گئے تو نین تارا نے کہا بابا ہم شمالی علاقوں کی سیر کا پروگرام پلان کر رہے تھے۔ پیر طریقت نے یہ سُن کر ہنکارا بھرا اور کہا کہ پہلے بھی تم پر حملہ ہوا ہے اور حملہ آوروں کا پتا نہیں چل رہا ایسا نہ ہو پھر کوئی مسئلہ ہو جائے۔ نین تارا نے کہا کہ بابا جان منصور صاحب کے ہوتے ہوئے کوئی خطرہ نہیں ویسے بھی ہم یہاں بہت بوریت محسوس کر رہے ہیں اگر زیادہ دیر اس جگہ رہے تو ہمارا دم گھٹ جائے گا۔ پیر طریقت نے گھبرا کر کہا ایسا تو نہ کہو تم تو میری جان ہو۔ مجھے

اس کے انداز سے یقین ہوگیا کہ پیر طریقت بیٹی سے بہت محبت کرتا ہے اور اس جن کی جان اسی پھول میں تھی۔

پیر طریقت نے کہا اچھا تم لوگ آج نزدیک کہیں چلے جاؤ اور شام تک واپس آ جانا ۔ کچھ دنوں کے بعد منصور کے ساتھ شمالی علاقہ جات میں چلے جانا۔ مجھے اس پر مکمل اعتماد ہے۔ نین تارا اٹھ کر کہنے لگی ہم ابھی تیار ہو کر آتے ہیں۔ اس کے جانے کے بعد پیر طریقت مجھے کہنے لگا تم آج کوئی گن بھی ساتھ لے جانا اور میری کوئی گاڑی لے جاؤ اور کہیں لانگ ڈرائیو پر اس کو مری وغیرہ گھما لاؤ۔ اتنی دیر میں منحوس ڈوگما بھی آگیا اور کہنے لگا کیا پروگرام بن رہا ہے؟ پیر طریقت سے ساری بات سُن کر کہنے لگا یہ خطرناک ہے آپ پھر نین تارا کو اس کے ساتھ بھیج رہے ہیں؟ یہ پھر کوئی گل نہ کھلا دے آپ اس پر کچھ زیادہ اعتماد کر رہے ہیں۔ پیر طریقت نے کہا مجھے یقین ہے منصور نین تارا پر آنچ نہیں آنے دے گا اور یہ بے بھی اعتماد کے قابل ، میری تعریف سُن کر اس کے چہرے کی نحوست بڑھ گئی۔ اتنی دیر میں نین تارا تیار ہو کر آ گئی اور ہم اجازت لے کر پارکنگ میں آ گئے۔ میں نے ایک پجیرو سلیکٹ کی اور نین تارا کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میں نے احتیاطاً ایک آٹومیٹک نائن ایم ایم پسٹل اور کچھ فالتو میگزین ساتھ لے لیے۔ ہم راولپنڈی سے مری کی طرف نکل گئے مری میں ان دنوں برف باری کا موسم تھا بہت زیادہ لوگ سیر کے لئے مری آئے ہوئے تھے۔ نین تارا یہاں آکر بہت خوش ہوئی ایک جگہ ہم اترے وہ ایک برفیلی چٹان پر چڑھ گئی میں اس

کے پیچھے تھا اس نے ایک برف کا گولا بنا کر میرے سر پر دے مارا اور بہت ہنسنے لگی۔ میں نے بھی برف اکٹھی کی اور اس کا نشانہ لیا وہ اوپر کو بھاگی مگر برف کا گولا اس کی کمر پر آہستہ سے لگا۔ اس کے پاؤں برف میں دھنس گئے اور وہ برف پر گر گئی۔ میں نے اسے آواز دی کے واپس آ جاؤ کہیں اور چلتے ہیں۔ اس نے کہا بہت مزہ آ رہا ہے بہت دنوں کے بعد باہر نکلی ہوں میں نے کہا چلو آگے اور بھی اچھی جگہیں ہیں۔ ہم گاڑی میں بیٹھ چکے تو وہ کہنے لگی چلو آگے چلتے ہیں کشمیر کی طرف میں نے گاڑی کوہالہ روڈ پر ڈال دی روڈ کافی خراب تھی مگر ہماری گاڑی آرام دہ تھی۔ نین تارا کھڑکی کا شیشہ کھول کر بچوں کی طرح آدھی گاڑی سے باہر نکل کر باہر راہ چلتے لوگوں کو آوازیں لگا کر ہاتھ ہلانے لگی۔ میں نے گاڑی میں تیز میوزک لگا دیا میں نے نین تارا کو کھینچ کر سیٹ پر بٹھا دیا کہ باہر سردی بھی ہے اور کوئی درخت کی شاخ تمھیں لگ جائے گی، اس کے بعد شیشہ بند کر کے گاڑی کا ہیٹر لگا دیا۔ سارے راستے نین تارا باتیں کرتی رہی وہ کافی خوش نظر آ رہی تھی ہم باتیں کرتے کوہالہ کے پل پر پہنچ گئے۔ پل کراس کر کے سرنگ سے گزرے ہمارے دائیں طرف اوپر بہت بلند پہاڑ تھے اور بائیں طرف نیچے دریائے نیلم بہہ رہا تھا۔ بل کھاتی سڑک پر سفر کرتے ہوئے ہم مظفرآباد پہنچ گئے مظفر آباد آزاد کشمیر کا دارالحکومت ہے۔ میں نے دو دریاؤں کے سنگم جہاں دریائے جہلم اور دریائے نیلم ملتے ہیں پل کے اوپر گاڑی روک دی بہت پیارا منظر تھا۔ اونچے پہاڑوں کے درمیان گھرا ہوا مظفرآباد شہر دریا کے اوپر سیاحوں کے ٹھہرنے کے لیے ہوٹل بنے ہوئے تھے۔

میں نے گاڑی آگے بڑھائی اور ہم شہر میں داخل ہو گئے مرکزی چوک سے ایک طرف ایک راستہ دربار سائیں سہیلی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف جاتا تھا۔ بائیں طرف سڑک پر تھوڑا آگے جاکر دریا کے اوپر چہلہ بانڈی کا پل تھا جسے کراس کر کے وادی نیلم کی طرف راستہ جاتا تھا اور اوپر نیلم گراؤنڈ تھا اور آبادی تھی اور فوجی دفتر بنے ہوئے تھے۔ کشمیر کی قومی اسمبلی کی بلڈنگ بھی بہت خوبصورت تھی بالکل اسلام آباد کے قومی اسمبلی کی طرز پر بنی ہوئی ہے۔

مظفرآباد کے شمال کی جانب چہلہ بانڈی پل سے شروع ہو کر تاؤبٹ تک 240 کلومیٹر کی مسافت پر پھیلی ہوئی حسین و جمیل وادی کا نام نیلم ہے۔ یہ وادی اپنے نام کی طرح خوبصورت ہے۔ وادی نیلم کا شمار پاکستانی کشمیر کی خوبصورت ترین وادیوں میں ہوتا ہے جہاں دریا، صاف اور ٹھنڈے پانی کے بڑے بڑے نالے، چشمے، جنگلات اور سرسبز پہاڑ ہیں۔ جا بجا بہتے پانی اور بلند پہاڑوں سے گرتی آبشاریں ہیں جن کا تیز رفتار دودھیا پانی سڑک کے اوپر سے بہے چلے جاتا ہے اور بڑے بڑے پتھروں سے سر پٹختے آخر دریائے نیلم کے مٹیالے پانیوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

اگر آپ ٹھنڈے میٹھے چشموں، جھاگ اڑاتے شوریدہ پانیوں، اور بلندی سے گرتی آبشاروں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اس وادی سے بہتر شاید ہی کوئی اور مقام ہو۔ اس وادی کا صدر مقام اٹھمقام ہے۔ وادی دو تحصیلوں اٹھمقام اور شاردا پر مشتمل ہے۔ مظفرآباد

سے شاردا تک سڑک ٹھیک حالت میں موجود ہے مگر اس سے آگے ٹوٹا پھوٹا، بل کھاتا، کچا، اور کہیں سے پتھریلا جیپ روڈ ہے جو آخری گاؤں تاؤبٹ تک جاتا ہے۔

ہم وادی نیلم میں داخل ہو کر مختلف جگہوں سے گزرتے ہوئے آٹھمقام تک گئے وہاں نیچے اتر کر دریا کے کنارے ایک چھوٹا سا پارک اور ساتھ ایک خیمے لگا کر دریا کے ساتھ رہائشی ہوٹل بھی بنا ہوا ہے، دریا کے پار پہاڑوں پر چنار کے درختوں کا خوبصورت چنگل ہے۔ اوپر پہاڑ پر انڈیا کی چیک پوسٹ ہے اور انہوں نے اپنے علاقے میں خاردار تار لگا رکھی ہے، ہمیں بھوک لگی تھی ہم ایک ہوٹل گئے اور دریا کی تازہ مچھلی بنوا کر کھائی۔ اس کے بعد میں نے نین تارا کو کہا کے بہت دیر ہوچکی ہے اب واپس چلتے ہیں سفر کافی طویل ہے اور راستہ بھی ٹھیک نہیں ہے اور اس موسم میں لینڈ سلائیڈنگ کا بھی خطرہ ہوتا ہے ایسا نہ ہو راستہ بند ہو جائے اور ہم پھنس جائیں۔ نین تارا نے کہا قسم سے یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہ رہا اور مجھے دیکھ کر کہا آپ کا ساتھ بہت اچھا لگ رہا ہے، میں نے کہا خدا کا خوف کرو ہم پھر کبھی آ جائیں گے۔ دیر ہوگئی تو تمھارے بابا ناراض ہو جائیں گے۔ اس نے منہ سا بنا لیا مگر میں نے اس کو راضی کر کے گاڑی میں بٹھا لیا۔ واپسی کا راستہ خیریت سے گزرا اور ہم مظفر آباد سے اوپر باغ کے راستے راولا کوٹ سے ہوتے ہوئے پنڈی کی طرف آ گئے اور راولپنڈی سے واپس اپنے شہر رات کو درگاہ پہنچے۔

درگاہ میں اس وقت محفل عروج پر تھی میں نے نین تارا کو اس کے کمرے میں بھیجا اور خود آج میں نے پیر طریقت کے کمرے کو چیک کرنے کا پروگرام بنایا۔ اردگرد کوئی نہیں تھا میں نے پیر طریقت کے کمرے کا لاک ایک تار کی مدد سے کھولا پورے کمرے کی تلاشی لی مگر وہاں مجھے کوئی سیف نظر نہیں آیا میں نے باہر نکل کر آہستگی سے کمرہ لاک کیا اور ڈوگما جو اوپر چھت پر ایک کمرے میں رہتا تھا سیڑھیاں چڑھ کر اس کے کمرے کے باہر پہنچ گیا اور تار کی مدد سے کمرہ کھولا اندر جاکر پنسل ٹارچ جلائی سارے کمرے کی تلاشی لی مگر سیف نظر نہیں آیا، کمرے میں ایک پینٹنگ لگی ہوئی تھی، میں نے اس کو تھوڑا سا ہٹایا تو پینٹنگ کے پیچھے دیوار میں ایک سیف تھا جو مقفل تھا۔ اس کو دیکھ کر میرے چہرے پر مسکراہٹ جاگ اٹھی کہ آخرکار محنت رنگ لائی ہے اس سیف کو تار کی مدد سے کھولا تو اندر کافی غیر ملکی کرنسی اور ایک نیلی فائل نظر آئی جسکو دیکھ کر میرے چہرے پر چمک آ گئ فائل کو کھولا تو اس میں چند کاغذات رکھے تھے جن پر کسی عجیب سی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا میں نے جلدی سے کی چین کیمرے سے ان کاغذات کی تصاویر لیں اور فائل بند کر کے سیف کو دوبارہ لاک کر کے پینٹنگ دوبارہ سیدھی کر دی جب میں اس کام سے فارغ ہوا تو مجھے اچانک باہر قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ کوئی اس کمرے کی طرف آ رہا تھا قدموں کی آواز دروازے کے پاس آکر رک گئی میں نے جلدی سے ٹارچ آف کی اور ایک صوفے کے پیچھے چھپ گیا، اتنے میں آہستہ سے دروازہ

کھلا اور کسی نے کمرے کی لائٹ جلائی میرے ماتھے پر پسینہ آگیا کیونکہ آنے والا ڈوگما تھا۔

جاری ہے---

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 16

سیکرٹ سوسائٹی

ڈوگما جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا لائٹ جلا کر کمرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا، اور زور زور سے سونگھنے لگا پھر کمرے

میں ملحقہ باتھ روم میں گھس گیا، میں صوفے کے پیچھے دبکا رہا، ڈوگما باتھ روم میں جیسے گھسا یکدم دروازہ کھول کر باہر نکل آیا پھر کمرے میں چاروں دیکھ کر مطمئن ہو کر باتھ روم میں گھس گیا شاور کھولنے اور پانی گرنے کی مجھے آواز سنائی دی میں اٹھنا چاہتا مگر کوئی طاقت مجھے دبائے ہوئے تھی اتنے میں یکدم پھر دروازہ کھلا اور ڈوگما پھر کمرے میں دیکھنے لگا، یہ چیک کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے، کہ کوئی کمرے میں موجود ہو تو مطمن ہو کر باہر نکلے گا مگر میں اپنی جگہ دبکا رہا، ڈوگما پھر باتھ روم میں گھس گیا اب باتھ روم میں اس کے نہانے کی آواز آ رہی تھی، میرے پیچھے ایک کھڑکی تھی جس کے آگے پردہ لگا ہوا تھا میں آہستگی سے پیچھے ہوا پردہ اٹھایا تو اس کے پیچھے کھڑکی تھی جس پر شیشے کی سلائڈنگ لگی ہوئی تھی میں نے آہستگی سے اسکو ایک طرف کھسکایا اور چپکے سے باہر نکل گیا اور کھڑکی کی سلائڈنگ آگے کر دی نیچے کافی اندھیرا تھا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا، اونچائی کافی تھی مگر کھڑکی کے اوپر ایک شیڈ بنا ہوا تھا میں جمپ مار کر اسے پکڑ کر اوپر سوار ہو گیا اسی وقت یکدم کھڑکی کی سلائڈنگ شیشہ ہٹا اور ڈوگما نے گردن نکال کر اردگرد اوپر دیکھا مگر میں شیڈ پر سیدھا پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا، ڈوگما نے کھڑکی کا شیشہ بند کیا میں اس سردی میں بھی پسینہ پسینہ ہو چکا تھا، میں نے اوپر کمرے کی چھت پر دیکھا میرا ہاتھ چھت کے کناروں پر پہنچتا تھا میں نے اس پر ہاتھ ڈال کر بازوؤں کے زور پر جمپ مار کر چھت پر پہنچ گیا اور بجائے چھت پر پاؤں سے چلنے کے کہ ایسا نہ ہو میرے چلنے سے پاؤں کی

آواز نیچے ڈوگما تک پہنچے پاؤں ہوا میں کر کے ماہر جمناسٹک والوں کی طرح ہاتھوں پر چلتا ہوا چھت کے دوسرے کنارے پر پہنچا اس چھت کے ساتھ ایک اور کمرے کی چھت تھوڑے فاصلے پر تھی میں نے اپنے جسم کو تولا اور جمپ مار کر اڑتا ہوا دوسری چھت پر پہنچ گیا یہ کمرہ شاید کوئی سٹور روم تھا، وہاں شاید کوئی سامان رکھتے ہوں گے، سٹور کی چھت سے دوسری طرف سے ایک پائپ کے زریعے سے نیچے پہنچ گیا، نیچے اندھیرا تھا وہاں سے میں نکل کر چھپتا چھپاتا مراقبہ ہال کی طرف پہنچ گیا وہاں سے ابھی کچھ مریدین باہر نکل رہے تھے میں ان میں شامل ہو گیا اور پارکنگ سے اپنی موٹر سائیکل نکالی اور سیدھا ایجنسی کے سیف ہاؤس پہنچ گیا، کرنل رضا علی وہاں موجود تھا، میرے چہرے پہ خوشی کے آثار دیکھ کر اس نے اندازہ لگا لیا کہ کوئی خوش خبری ہے، میں نے کئ چین نکال کر اس کے سامنے کر دی اور ساری بات بتائی، وہ خوشی سے اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا اور اس کے منہ سے نکلا فنٹاسٹک یقین نہیں آتا کہ اتنی جلدی تم نے یہ کام کر دیا جس پر ہم مہینوں سے لگے ہوئے تھے اور اسی خوشی میں میرا ہاتھ پکڑا اور ہم دوسرے کمرے میں گئے جہاں لیب بنی ہوئی تھی اور ایک شخص کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر کوئی کام کر رہا تھا، کرنل نے کہا صادق فوراً اس کیمرے کو کمپیوٹر کے ساتھ اٹیچ کر کے ڈیٹا نکالو، اس شخص نے کیمرے کو ایک تار کے ساتھ لگا کر کمپیوٹر کے ساتھ اٹیچ کیا اور کچھ دیر بعد میری کھینچی ہوئی تصاویر کمپیوٹر کی سکرین پر تھیں، تصاویر دیکھ کر کرنل نے کہا یہ تو کوئی عجیب سی زبان ہے جو سمجھ سے باہر ہے، میں نے کہا

آپ کے پاس کوئی ماہر لسانیات نہیں ہے، اس نے کہا اور تو میں کسی کو نہیں جانتا میں سید ظفر عباس سے رابطہ کرتا ہوں شاید وہ اس کو سمجھ لیں وہ بہت بڑے عالم ہیں پھر وہ ٹیلی فون کے پاس گیا کوئی نمبر ملایا اور رسمی علیک سیلک کے بعد اپنا مدعا پیش کیا.دوسری طرف سے کچھ پوچھا گیا تو کرنل فون سیٹ اٹھا کر کمپیوٹر کے سامنے آ گیا اور رسم الخط کے بارے میں بتانے لگا کہ کس قسم کا ہے، دوسری طرف بات سننے کے بعد اس نے کہا جی بہتر ہے میں پرنٹ نکلوا کر آپ کو بھیجتا ہوں، پھر اس نے فون رکھ دیا اور بتایا کہ سید ظفر عباس نے مجھ سے رسم الخط کے بارے میں سوال کیا تو میں نے انھیں بتایا انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ فرعونوں کے دور کا قدیم رسم الخط لگتا ہے، تم اسے میرے پاس بھیج دو میں ترجمہ کر دیتا ہوں ۔اب میں کسی بندے کے ہاتھ ان کو پرنٹ بھیجتا ہوں، میں نے کہا کرنل آپ مجھے بھی پرنٹ نکال دیں میں ماسٹر شیانگ کو دکھاؤں گا مجھے قوی امید ہے کہ وہ بھی سمجھ لیں گے کرنل کہنے لگا یہ بھی ٹھیک ہے۔پھر میں نے پرنٹ حاصل کیے اور کرنل سے اجازت لیکر وہاں سے نکل آیا ۔

میں جب ماسٹر شیانگ کے پاس پہنچا تو وہ اور باوزائی ایک کمرے میں میرا انتظار کر رہے تھے، میں نے سلام دعاء کے بعد جیب سے پرنٹ نکال کر ان کے سامنے رکھ دیئے ماسٹر نے پرنٹ دیکھے تو ان کے منہ سے نکلا کمینے شیطان ۔

میں نے پوچھا کیا ہوا ماسٹر انھوں نے کہا کہ یہ فرعونوں کے دور کا قدیم مصری رسم الخط ہے جو یہ سیکرٹ سوسائٹی والے استعمال کرتے ہیں تاکہ کوئی اور اس کے بارے میں جان نہ سکے، سیکرٹ سوسائٹی کے اعلاوہ عام دنیا کے شاید ہی کوئی لوگ ہوں جو اس کو سمجھ سکیں، میں نے کہا ماسٹر سید ظفر عباس نے بھی یہی بتایا تھا کہ یہ قدیم مصری رسم الخط ہے اور کہا ہے کہ میرے پاس بھیج دو میں ترجمہ کر دونگا ماسٹر نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ ہاں ان کے لیے بھی یہ معمولی بات ہے وہ ترجمہ کر دیں گے ۔

میں نے کہا ماسٹر اس میں کیا لکھا ہے..؟

ماسٹر نے کہا اس میں ان کے بوسٹرز کے نام وغیرہ لکھے ہیں اور وہ کس کس جگہ پر اپنا سیٹ اپ بنا کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، اس میں پچاس بوسٹرز کا ریکارڈ موجود ہے۔میں نے کہا ماسٹر اس دن پیرامڈ روم میں تو میں نے دیکھا تھا وہ تیس کے قریب تھے۔ماسٹر نے کہا یقیناً ان کے پاس اور بھی بوسٹرز ہونگے ،مگر پیرامڈ روم میں صرف تیس سے کام لیتے ہوں گے باقی باہر علاقوں میں کام کر رہے ہونگے، ان میں کچھ بوسٹرز تو اس شہر کے مختلف مقامات پر ہیں اور کچھ قریبی شہروں اور دارالحکومت میں بیٹھے ہیں، ان بوسٹرز کو اپنے کنٹرول میں کرنے ،کے لیے لازماً ڈوگما ان پر تنویمی عمل بھی کرتا ہو گا

میں نے کہا ماسٹر وہ کس طرح؟ ماسٹر نے جواب دیا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ان کو سامنے بٹھا کر ہپناٹز کرتا ہو گا، دوسرا طریقہ یہ

ہے کہ ڈوگما ٹیلی پیتھی کا ماہر ہے وہ ٹیلی پیتھی سگنلز کے زریعے دور سے بھی ان پر تنویمی عمل کرتا ہو گا، تنویمی عمل کسی کو کنٹرول میں رکھنے کے لیے ہفتہ میں ایک دن ضرور کیا جاتا ہے ورنہ دماغ آہستہ آہستہ آزاد ہو جاتا ہے اور بندہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے ۔

میں کہا تو کیا ماسٹر یہ لوگ ان کی اپنی سیکرٹ سوسائٹی کے لوگ نہیں ہونگے؟

ماسٹر نے کہا لازمی ہوں گے مگر انسانی نفس بہت جلد أکتا جاتا ہے اور اپنی مرضی کرنے لگ پڑتا ہے، اس میں کچھ لوگ ان کے تربیت یافتہ ہوں گے اور کچھ عام معاشرے کے لوگ جو ایسے علوم کے ماہر ہوتے ہیں اور کمزور کردار کے ہوتے ہیں ان کو یہ لوگ لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں، ان پچاس بوسٹرز میں آدھے سے زیادہ تمھارے بظاہر مسلمان ہیں، مگر کسی لالچ یا بلیک میلنگ کے تحت ان کے ساتھ مل چکے ہیں۔

اب کرنا یہ ہو گا کہ ان میں سے جو لوگ شیطان کو اپنی روح بیچ کر شیطان بن چکے ہیں وہ تو ہمارے کسی کام کے نہیں ان کا تو خاتمہ ضروری ہے لیکن کچھ لوگ جو صرف ان کے زیرِ اثر صرف بوسٹرز شپ کرتے ہیں ان کو قابو کر کے ان پر نئے سرے سے تنویمی عمل کیا جائے اور ان سے اپنا کام لیا جائے،اس کے لیے ہمیں ایجنسی کے لوگوں کی مدد بھی چاہیے ہوگی،ایسے لوگوں کو پکڑ کر ایجنسی والے کسی خاص مقام پر رکھیں اور ان کو اپنی نگرانی میں رکھ کر ان پر مسلسل تنویمی عمل کیا جائے، میرا خیال ہے کہ

ایک دفعہ یہ قابو آگے تو سید ظفر عباس یہ کام احسن طریقے سے کر لیں گے وہ بھی اس سارے کھیل کو سمجھتے ہیں۔

میں نے سوال کیا ماسٹر یہ سیکرٹ سوسائٹی کیا ہے؟ اور کون لوگ ہیں یہ؟ اور کب سے ہیں؟ اور ان کا مقصد کیا ہے؟

ماسٹر نے جواب دیا جب سے آدم علیہ السلام اور شیطان کی دشمنی شروع ہوئی اس وقت سے دو دھڑے بن گئے تھے پازیٹو اور نیگیٹو قوتوں کے جب یہ زمین پر آئے تو زمین پر آدم علیہ السلام نے اپنا کام شروع کیا اور شیطان نے انسان کو گمراہ کرنے کے لیے اپنی چالبازیاں شروع کر دیں، اس وقت سے ہی شیطان نے اپنا ایک خفیہ نظام بنا لیا اور جنوں اور انسانوں میں سے اپنی فوج تیار کی، چونکہ خود یہ جنات میں سے تھا اور انسانوں کی اولاد اور مال میں شرکت کا بھی اس کے پاس اختیار تھا، میں نے کہا ماسٹر ہر انسان کی اولاد اور مال میں؟

ماسٹر نے انکار میں سر ہلایا نہیں جو ناجائز اولاد اور ناجائز مال ہوگا، اسی انسانی ناجائز اولاد کو شیطان نے اپنے جیسا شیطان بنا لیا جنہوں نے ہمیشہ آسمانی ریاست کے نمائندے کا انکار کیا اور اس سے دشمنی کی، جنات میں سے بھی اس نے بہت ساروں کو ساتھ ملا لیا، شیطان چونکہ بہت شاطر اور بہت سارے فنون کا ماہر بھی ہے، اس لیے اس نے اپنے ان انسانی اور جناتی شیطانوں کو بہت نوازا اور زمین پر اپنی حکومت بنانے اور آدم علیہ السلام

کی اولاد کو غلام بنانے اور گمراہ کرنے کے لیے ہر دور میں تیار کیا جو خفیہ طور پر معاشرے میں رہ کر کام کرتے تھے ۔

کچھ تو ایسے انسان تھے جو کھلے عام شیطان کی عبادت کرتے تھے جو مصر، بابل، افریقہ اور دوسرے ممالک میں رہتے تھے مگر یہ لوگ الگ سے اپنا معاشرہ بنا کر رہتے تھے ان میں تو کچھ طاقتور بادشاہ بھی گزرے کچھ فرعونوں میں سے تھے نمرود، شداد وغیرہ، کچھ کی باقیات جیسے یزیدی فرقہ ہے جو شیطان کو ملک الطاوس خدا کہتے ہیں ایک قوم کوہ قاف کے پاس آباد تھی، یہ بھی شیطان کی عبادت کرتے تھے بہت زبردست جنگجو تھے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے یاجوج ماجوج تھے یہ آگے ان کی اولاد تھے اور ترک النسل تھے اور ان کے لیے سکندر ذوالقرنین نے دربند کے مقام پر دیوار بنائی تھی جسکی باقیات آج بھی موجود ہیں، یہ لوگ جب کمزور ہوئے تو ان کے ایک طرف عیسائی حکومت تھی اور ایک طرف مسلمان جو انھیں تنگ کرتے تھے مارتے تھے اور مذہب چھوڑنے پر مجبور کرتے تھے، اس دور میں یہودی چونکہ تجارت کا کام کرتے تھے اور مسلمان اور عیسائی حکومتیں ان کی عزت کرتی تھیں، ان حکومتوں کے اندر یہودیوں کا کافی اثر نفوذ تھا، اس لیے یہ خضاری یا اشکنازی قوم سارے یہودی ہو گئے اور وہاں سے جرمنی، یورپ، روسی میں ہجرتوں کر گئے، لیکن یہ یہودی ہونے کے باوجود خود کو خضاریہ یا اشکنازی یہودی کہتے تھے اور یہ اتنے شاطر، عیار لوگ تھے کہ

بہت جلد اصل یہودیوں کو انھوں نے پیچھے چھوڑ دیا اور خود ہر چیز پر قابض ہو گئے چونکہ یہ اندر سے شیطانی اور شرارتی لوگ تھے، اس لیے انھوں نے خفیہ طور پر شیطان سے مدد لیکر دنیا پر حکومت کرنے کے لیے تنظیمیں بنائیں جو کہ فری میسن، الومناتی، کاہال ،جیوز وغیرہ ہیں اور ہٹلر جو ان کی تنظیم کا رکن تھا اس کے زریعے اصل یہودیوں کو مروایا، دنیا پر حکومت کرنے کے لیے بینکنگ کا نظام متعارف کروایا، دنیا میں عالمی جنگیں کروا کر حکومتوں کو کمزور کیا اپنا مقروض بنا لیا یہودیوں کے نام پر اسرائیل ملک بنا لیا، حالانکہ اصل یہودی آج تک ملک بنانے کے خلاف ہیں اور اسرائیل کی مخالفت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ نے ملک نہیں بنانا جب تک کہ آخری آسمانی رہنما نہیں آجاتا، مگر خیر ان کی یہ کب سنتے ہیں، اس کے بعد اقوام متحدہ جیسے عالمی ادارے بنا لیے گئے، دنیا کے کاروبار پر قبضہ کرنے کے لیے ملٹی نیشنل کمپنیاں بنا لیں سونے کے لین دین کے بجائے پیپرکرنسی کا نظام متعارف کروا کر سونے پر قبضہ کر لیا سود کا کاروبار عام کیا۔

شیطان نے نائٹ ٹیمپل کی ایک تنظیم بنا کر مسلمانوں اور عیسائیوں کو صلیبی جنگوں میں الجھائے رکھا پھر انہی نائٹ ٹیمپل کی مدد سے سکاٹ لینڈ پر برطانیہ کو آکھٹا کیا اور دنیا پر قبضہ شروع کر دیا، اس طرح سپینش کے زریعے امریکہ دریافت کیا اور وہاں پر قابض ہو گئے،ہر مذہب میں شیطان نے شدت پسند گروپ بنوائے جو اصل مذہب کے بالکل مخالف تعلیمات رکھتے تھے،

اور شدت پسندی اور مار دھاڑ پر یقین رکھتے ہیں، نائٹ ٹیمپل، انڈیا میں آر ایس ایس، بدھ مت جیسے امن پسند لوگوں میں شدت پسند تنظیمیں بنوا کر مسلمانوں کا قتل عام کرایا گیا ، اسی طرح مسلمانوں میں شدت پسند گروپ بنوائے گئے، تم خود سوچوں کے کیا موسیٰ علیہ السلام، عیسٰی علیہ السلام مہاتما بدھ، مہاراجہ کرشن جی اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات کیا یہ ،تھیں، انھوں نے تو ساری زندگی امن اور محبت کا درس دیا ہے

لیکن دنیا میں ہونے والے اس سارے ظلم کے پیچھے کون ہے یہی شیطانی خفیہ تنظیمیں جو دنیا کے امیر ترین لوگ ہیں اور خود کو برتر اور دوسروں کو زلیل اور غلام سمجھتے ہیں، بظاہر این جی اوز بنا کر چندہ اکٹھا کرتے ہیں مگر اس چیرٹی سے اپنے میسونک لاجز بناتے ہیں اور وہاں پر شیطان کی تبلیغ کرتے ہیں، پہلے ان کے خفیہ کوڈ ہوتے تھے جن سے یہ بات چیت کرتے تھے مثلاً پیرامڈ، ٹرائنگل، ڈیول ہونز،ایک آنکھ، 666،وغیرہ آج یہ دنیا کی سیاست، معیشت، خوراک، میڈیا چینلز، فلم انڈسٹری ہر چیز پر قابض ہیں اور دنیا میں رہن سہن، فیشن غذا تک اپنی مرضی سے ڈیزائن کر رہے ہیں اور لوگ اس پر عمل کرتے ہیں ان کے پاس میڈیا جیسی پاور ہے بڑے بڑے ادارے ہیں جس کے زریعے پوری دنیا میں یہ Hollywood پروپگنڈا کرتے ہیں کیا ہے؟

پہلے زمانے میں جادوگر کے پاس جادو کی چھڑی ہوتی تھی جس کو جادوگر مقدس چھڑی کہتے تھے اور جادوگر سارے کارنامے اس بھی مقدس لکڑی ہے Hollywood چھڑی کی مدد سے کرتا تھا یہ

جو اس جادوگر کی چھڑی کو شو کرتی ہے اور آج وہ سارے کام اس سے لے رہے ہیں، یہ لوگ اتنے دیدہ دلیر ہو گئے ہیں کہ سرعام شیطان کی عبادت کرنے کے لیے شیطانی چرچ بنا لیے ہیں اور سکولز میں باقاعدہ اپنے شیطانی سلیبس پڑھا رہے، اپنی شیطانی پارٹیوں میں شیطانی رسومات ادا کرتے ہیں، شیطان کی پوجا کرتے ہیں اس کے نام پر قربانی دیتے ہیں، جادوگری کرتے ہیں اور دنیا کے مشہور ترین سلیبریٹی ان کی پارٹیوں میں شامل ہوتے ہیں، یہ ہمیشہ اپنی تنظیموں میں معاشرے کے قابل ترین اور مشہور لوگوں کو شامل کرتے ہیں جن کا معاشرے میں اثر نفوذ ہو جن کی بات لوگ سنتے ہیں جن سے لوگ متاثر ہوتے ہیں مشہور سیاست دان، کھلاڑی، فلم انڈسٹری کے لوگ، آج دنیا میں جتنی تباہی بربادی، وبائیں ہیں انہی شیطانوں کی وجہ سے ہیں، آج یہ شیطان سے مدد لیکر روحانی طور پر مضبوط ہوچکے ہیں، سائنسی، معاشی ہر طرح سے مضبوط ہیں مگر لوگ انسانیت کو بچانے کے لیے شریفوں کی عزت کو بچانے کے لیے سپریم گرینڈ ماسٹر آسمانی نمائندے اور اپنے نجات دھندہ سے رابطہ نہیں کرتے نہ ان سے مدد لیتے ہیں،

اب تمھیں اندازہ ہوچکا ہو گا کہ سپریم گرینڈ ماسٹر کا مقابلہ کن لوگوں سے ہے جو زمین کے چپے چپے پر سمندروں کی گہرائیوں اور آسمان کی وسعتوں، انسانوں کے دماغوں تک کو کنٹرول کر رہے ہیں، اپنے دشمن کے بارے میں مکمل معلومات رکھتے ہیں مگر تم مجھے ان کی چند تنظیموں اور ان کے سربراہوں اور اسرائیل کے تین شہروں کے نام ہی بتا دو یہ ہے تم لوگوں کا حال پھر کہتے ہو

سپریم گرینڈ ماسٹر کیوں نہیں آتے وہ اس لیے نہیں آتے کہ کیوں کہ ان کی مدد کرنے والا نظام کمزور ہے اور وہ نظام ہم نے بنانا ہے ورنہ سپریم گرینڈ ماسٹر چاہیں تو ایک اشارے سے کائنات برباد کر دیں مگر یہ عدل کے خلاف ہے ۔

ماسٹر کی باتیں سُن کر میں حیرت زدہ رہ گیا اور سوچنے لگا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور کیا کر رہے ہیں،

اچانک مجھے خیال آیا کہ ماسٹر مجھے نین تارا نے ایک مسئلے کے بارے میں بتایا ہے کہ اسے عجیب و غریب ڈراؤنے خواب آ رہے ہیں، اس بارے میں آپ سے پوچھنا تھا۔

نین تارا کا میرے منہ سے نام سُن کر ماسٹر کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی مگر باوزائی کے منہ سے یکدم زور دار قہقہہ نکل گیا جو ماسٹر کے سامنے مجھے بہت برا لگا میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ اتنے زور سے مت ہنسو اندر کوئی چیز ٹوٹ جائے گی اپنی صحت کے مطابق ہنسا کرو، اس نے فوراً جواب دیا تمھیں اپنے ہاتھی جیسے وجود پر بہت ناز ہے ایک چھوٹی سی چیونٹی ہاتھی کی سونڈ میں چلی جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، میں نے غصیلے لہجے میں کہا تمھاری اس چھوٹی سی کھوپڑی میں باتوں کے کنستر بھرے ہوئے ہیں ہر بات کا جواب ہے تمھارے پاس اس نے فوراً کہا شکر ہے تمھاری اس بڑی کھوپڑی کی طرح اندر سے خالی تو نہیں ہے، ہماری نوک جھوک سے ماسٹر ہنس رہے تھے، میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ماسٹر میں جا رہا ہوں،

باوزائی نے فوراً جواب دیا ایک کمزور سی لڑکی سے ڈر کر بھاگ رہے ہو منا ، میں فوراً بیٹھ گیا اور کہا میں نہیں جا رہا، میرے انداز پر ماسٹر اور باوزائی کھل کر ہنسے، میں نے کہا ماسٹر دیکھیں یہ ہر وقت میرا مزاق بناتی ہے، ماسٹر نے کہا تمھاری بڑی بہن ہے، میں نے کہا ماسٹر بڑی بہنیں ایسی ہوتی ہیں، باوزائی نے مجھے پچکارا منا تمھاری تربیت اور اصلاح کے لیے ایسا کرتی ہوں، میں بے بسی سے اسے دیکھنے لگا، ماسٹر نے کہا بھائی تمھاری لڑائی دیکھ کر مجھے لگتا ہے میری فیملی مکمل ہو گئی ہے پہلے ایک بیٹی تھی اب ایک بیٹا مل گیا ہے، اچھا تم نین تارا کے خواب کے بارے میں بتا رہے تھے ۔

میں نے باوزائی کی طرف دیکھے بغیر کہا ماسٹر وہ بتا رہی تھی کہ اسے خواب میں ڈوگما نظر آتا ہے جو اسے اپنی طرف اٹریکٹ کرتا ہے اور اپنے پاس بلاتا ہے مگر اچانک کوئی سفید کپڑوں والے نورانی بزرگ آتے ہیں جن کے ہاتھ میں چھڑی ہوتی ہے، وہ آتے ہیں تو ڈوگما بھاگ جاتا ہے، اور جب سے وہ آئی ہے یہ خواب مسلسل دیکھ رہی، وہ اپنے باپ کو شرم کی وجہ سے نہیں بتا پائی اس لیے مجھے بتایا ہے کہ یہ کیا چکر ہے،

ماسٹر نے کہا وہ پلید ڈوگما اس کو ٹیلی پیتھی کی مدد سے خواب دیکھاتا ہے اور اس پر تنویمی عمل کرنا چاہتا ہے وہ اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے مگر کوئی روحانی بزرگ جو اسے بچاتے ہیں یہ کون ہیں مجھے لگتا ہے وہ درگاہ والے سید حیدر شاہ ہونگے پیر طریقت تو شیطان ہے پورا مگر شاید اس کی بیٹی کی معصومیت کی وجہ

سے وہ روحانی بزرگ اس کی مدد کر رہے ہوں گے اس کے بعد ماسٹر نے باوزائی کی طرف دیکھ کر کہا اب سے تم نین تارا کے دماغ کو وقتاً فوقتاً چیک کرتی رہا کرو خصوصاً جب رات کے وقت وہ سوئے تو، باوزائی نے شرارت سے میری طرف دیکھا اور کہا ضرور ماسٹر۔

میں نے کہا ماسٹر یہ ٹیلی پیتھی میسج تو ہوا لیکن یہ خواب کیسے دکھا لیتے ہیں، ماسٹر نے جواب دیا کہ شعور کے ایک پوائنٹ کی طرف مسلسل بہاؤ کو توجہ کہتے ہیں، اسی بہاؤ کے زریعے اگر کوئی ماہر کسی دماغ کو سٹرانگ میسج دے تو اس میں مناظر بھی دکھا سکتا ہے جیسے پروجیکٹر کے زریعے فلم کو ایک پردہ سکرین پر دکھاتے ہیں، اسی طرح اپنے دماغ میں مناظر کی ایک فلم سی تیار کر کے کسی کے دماغ کی سکرین پر دکھائی جاتی ہے، اسی طرح نیگیٹو پازیٹو روحانی کسی کے دماغ کو جب وہ سو رہا ہو کنٹرول کر کے مکاشفات دکھاتے ہیں، یہ بھی ایک طرح کا تنویمی عمل ہے ۔ماسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا ٹھیک ہے اب کافی وقت ہو گیا ہے تم لوگ اپنے اپنے کمروں میں جاکر آرام کرو اور صبح مجھ سے یہ پرنٹ کے ترجمے لے جانا اور کرنل کے زریعے ان بوسٹرز کو ٹریس کرو۔

.....جاری ہے

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 17

شیطان کے لیے بلیدان

پیر طریقت اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا، کچھ دیر بعد ڈوگما اندر داخل ہوا اور پیر طریقت کے سامنے ایک صوفہ پر بیٹھ گیا، بیٹھتے ہی اسے غور سے دیکھنے کے بعد کہنے لگا پیر طریقت آپ کے لیے ایک خوشخبری ہے ۔پیر طریقت نے کہا وہ کیا؟ڈوگما اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنے لگا سیکرٹ سوسائٹی کی ہائی کمان نے فیصلہ کیا ہے کہ تمھیں 33 ڈگری فریمیسن پر ترقی دی جائے لیکن؟ پیر طریقت خوش ہو کر کہنے لگا یہ تو بہت اچھی بات ہے، لیکن کیا؟ ڈوگما اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہنے لگا

تمھیں پتا ہے اس کے لیے شیطان کو بلیدان دینا پڑتا ہے ۔پیر طریقت کہنے لگا معلوم ہے، کیا بلیدان دینا پڑے گا؟ ڈوگما کہنے لگا میں نے شیطان کی بہت خدمت کی ہے، اور اس سے رابطہ کر کے کچھ مانگا ہے تو اس نے میری مراد پوری کر دی ہے، اس لیے تمھیں اب اپنی پیاری بیٹی مجھے دینی پڑے گی، پیر طریقت اچھل کر صوفے سے کھڑا ہو گیا اور غصے سے کہنے لگا کیا بکواس کر رہے ہو تمھاری جرات کیسے ہوئی میرے ساتھ ایسے بات کرنے کی، ڈوگما کہنے لگا زیادہ اچھلو نہیں اور آرام سے بیٹھو یہ شیطان کا فیصلہ ہے، اور تمھارے لیے نئی بات تو نہیں ہے تم پہلے بھی تو اپنی پیاری بیوی کا بلیدان دے چکے ہو، آج یہ تمھارے پاس جو مقام ہے، یہ جو تمھیں لوگ جھکتے ہیں یہ دولت، یہ طاقت سب شیطان کی وجہ سے ورنہ یاد کرو تم کیا تھے، اب تک جیل میں سڑ رہے ہوتے ، اگر تم نے میری بات نہ مانی تو ہم تمھیں واپس وہیں لے آئینگے، تم جیل کی ہوا کھا رہے ہو گے یا کسی چوک میں بیٹھ کر کٹورا لیکر بھیک مانگ رہے ہو گے، اور تمھاری بیٹی کو تو میں ویسے بھی لے لوں گا اور اسے استعمال کر کے کسی کوٹھے پر بیچ دونگا، جہاں ساری زندگی وہ ٹکوں میں بکتی رہے گی، تم ہماری طاقت اچھی طرح جانتے ہو، شیطان کو انکار تمھیں کتنا مہنگا پڑے گا، میری بات مان لینے سے تمھیں مزید ترقی ملے گی اور تمھاری بیٹی سے میں شادی کر لوں گا اور اس کا بھی تنظیم میں ایک مقام ہوگا، تم اچھی طرح سوچ لو اور فیصلہ کر لو تمھیں کیا کرنا ہے، اس کے بعد ڈوگما کمرے سے باہر نکل گیا۔

ڈوگما کی دھمکی سُن کر پیر طریقت کی ساری ہوا نکل گئی اور وہ پریشان ہو کر صوفہ پر ڈھ گیا، وہ سوچنے لگا کہ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ شیطانی لوگ کتنے طاقتور ہیں اور کیا کچھ کر سکتے ہیں، پریشانی میں سوچتے سوچتے اسے اپنا ماضی یاد آ گیا جب وہ صرف طیب تھا ایک یتیم بچہ جو رشتے داروں کے ٹکڑوں پر پل رہا تھا، ساری زندگی رشتہ داروں کے دھکے کھاتے ان کی خدمت کرتے وہ جوان ہوا تو اپنا شہر چھوڑ کر اس شہر میں آ گیا تھا اور ایک فیکٹری میں مزدوری کرنے لگا، ایک دن اپنے فیکٹری کے ساتھی کے ساتھ سید حیدر شاہ کی خانقاہ میں آیا، وہ اسے بہت پیار سے ملے اسے یہاں زندگی میں پہلی دفعہ بہت سکون ملا، اس کے بعد وہ مسلسل خانقاہ آنے لگا، سید حیدر شاہ کے سلوک نے اسے بہت متاثر کیا، انھوں نے اسے لنگر تقسیم کرنے کی ڈیوٹی پر لگا دیا، وہ پوری دلجمی سے یہ ڈیوٹی کرتا، اسے بہت اچھا لگتا، سید حیدر شاہ کی باتیں اور رویہ اسے بہت اچھا لگتا، وہ اپنے سارے مریدین سے بہت پیار کرتے تھے اور ان کی اصلاح کرتے رہتے تھے، انھوں نے اسے کہا کہ وہ اب خانقاہ میں رہائش رکھ لے، وہ چونکہ اکیلا تھا پردیسی تھا اس لیے اس نے خانقاہ کے ایک کمرے میں رہائش رکھ لی، اور فیکٹری میں ڈیوٹی کے بعد آکر خانقاہ کا ہر کام پوری محنت اور ایمانداری سے کرتا تھا، آہستہ آہستہ وہ سید حیدر شاہ کے بہت قریب ہو گیا اور وہ اسے اپنا ہر کام کہتے تھے، اور خانقاہ میں آنے والے مریدین بھی اس کی بہت عزت کرتے تھے، سید حیدر شاہ نے اپنے ایک مرید کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی، شادی کے بعد وہ خانقاہ کے قریب

ایک مکان کرائے پر لیکر اپنی بیوی کے ساتھ رہائش پزیر ہوگیا، اس کی بیوی ثمینہ ایک بہت اچھی، نیک اور سگھڑ خاتون تھی اور اس سے بہت محبت کرتی تھی، ثمینہ بھی سید حیدر شاہ کی مرید تھی، طیب کی زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی اور وہ اپنے سارے دکھ بھول گیا، پھر ان کے گھر میں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام سید حیدر شاہ نین تارا رکھا، نین تارا واقعی اس کی آنکھوں کی تارا تھی وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا، اور اس میں اس کی جیسے جان تھی، اس نے سوچا کہ جو محبت اور سکھ اسے نہیں ملا وہ نین تارا کو دے گا، مگر اس کی قسمت ایک دفعہ تب ڈگمگا گئی جب سید حیدر شاہ کا وصال ہو گیا، طیب اپنے مرشد کی اس طرح جدائی سے بہت پریشان رہنے لگا، مگر بیوی اور بیٹی کی محبت اسے بہت آسرا دیتی تھی، سید حیدر شاہ کی اولاد نہیں تھی، ان کے دور کے ایک رشتہ دار رفیق شاہ نے آکر گدی پر قبضہ کر لیا، اور مریدین کو لوٹنا شروع کر دیا، طیب انھیں سمجھاتا کے یہ طریقہ کار درست نہیں ہے اور سید حیدر شاہ کی طریقت کے بالکل خلاف ہے مگر وہ پروٹوکول اور پیسے کے لالچی اس کے خلاف ہو گئے، جب ان کے آپسی اختلاف بہت زیادہ ہو گئے تو انھوں نے ایک دن اسے مارپیٹ کر خانقاہ سے نکال دیا اور اس کا داخلہ خانقاہ میں بند کر دیا، کچھ پرانے مرید اس کے پاس آتے اور رفیق شاہ کے گلے کرتے تھے اور کہتے کہ تم ساتھ دو تو ہم ان کو وہاں سے نکالتے ہیں، اور سارے پرانے مرید تمھارے ساتھ ہیں وہ تمھاری بات مانتے ہیں، ہم اپنے مرشد کی خانقاہ رفیق شاہ سے آزاد کرواتے ہیں، طیب ان کی باتوں میں آگیا اور خانقاہ پر عرس والے

دن جاکر شور شرابہ کیا اسی دوران وہاں جھگڑا ہو گیا، اور خانقاہ میں آنے والے ایک بندے کو کسی نے خنجر مار کر قتل کر دیا، رفیق شاہ نے قتل کا الزام طیب پر لگا دیا کہ اس نے یہاں آکر جھگڑا کیا ہے اور ہمارے مرید کو قتل کر دیا، طیب کو پولیس نے گرفتار کر لیا یہ غریب تھا اس کا ساتھ کون دیتا، رفیق شاہ نے پولیس کو پیسے دے دلا کر مقدمہ مضبوط کر دیا، طیب کا سسر غریب آدمی تھا کہاں سے وکیلوں کی فیس دیتا یہی بہت تھا کہ اس کی بیٹی اور بیوی کو گھر لے گیا طیب کو قتل کے مقدمہ میں عمر قید ہوگی، وہ سنٹرل جیل چلا گیا جیل میں جاکر اس کو یہی لگا کہ وہ بالکل تنہا اور کمزور ہے ، اس کی پرانی سوچیں واپس آ گیں، اور وہ سوچنے لگا کہ یہ دینا صرف طاقتور کی ہے یہاں کوئی اچھائی نہیں ہے صرف طاقتوروں کا راج ہے، جیل میں اس کی ملاقات ایک شخص سرفراز سے ہوئی جس کی جیل احکام بھی بات مانتے تھے اور سارے قیدی بھی اس سے ڈرتے تھے، اور وہ جیل میں پورے ٹھاٹ سے رہتا تھا ایک طرح کی اس جیل پر اس کی حکومت تھی، وہ اس کے پاس جاکر بیٹھنے لگا،سرفراز اس کی ہر وقت برین واشنگ کرتا رہتا اور کہتا کہ کمزور کی اس ظالم دنیا میں کوئی جگہ نہیں ہے، ایک دن طیب نے اسے کہا کہ وہ بھی طاقتور بننا چاہتا ہے اور اس کی طرح دنیا پر راج کرنا چاہتا ہے، سرفراز اسے غور سے دیکھنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر تم ہم سے معاہدہ کرو تو جیل سے بھی چھوٹ جاؤ گے، خانقاہ بھی واپس مل جائے گی اور اپنے دشمنوں سے انتقام بھی لے سکو گے اور ایک مقام ملے گا مگر ہم سے معاہدے کے بعد واپسی کا کوئی راستہ نہیں جو ہم کہیں گے

وہی کرنا ہو گا، طیب پہلے ہی عمر قید کا قیدی تھا اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا، وہ اس پر راضی ہو گیا،اس نے اس کے سامنے ایک کاغذ رکھا، جس پر لکھا تھا کہ آج کے بعد میری زندگی کا مالک لوسیفر(شیطان) ہو گا، طیب نے معاہدے پر دستخط کر دیئے، کچھ دن بعد ہی اس کے مقدمہ کی اعلیٰ عدالت میں اپیل ہو گی عام شخص کی اپیل سالوں تک اعلیٰ عدالت میں نہیں نکلتی مگر ایک مہینے کے اندر ہی اس کی اپیل کا فیصلہ ہو گیا اور وہ باعزت بری ہو کر آزاد ہوگیا۔

جیل سے باہر اسے کچھ لوگ لینے آئے اور گاڑی میں بٹھا کر خانقاہ لائے، جہاں سے رفیق شاہ بھاگ چکا تھا اور خانقاہ اس کے حوالے کر دی گئی، طیب اپنی بیوی اور بچی کو ملنے کے لیے بہت بے چین تھا، وہ خانقاہ سے سے سیدھا سسرال پہنچا اور اپنی بیوی اور بیٹی سے ملا، جو اس کے جیل سے باہر نکل آنے پر بہت حیران تھے، طیب نے انھیں تسلی دی اور کہا کہ وہ بے گناہ تھا ایک بھلے انسان نے اس کی مدد کی، کچھ دنوں بعد شہر میں اس کو رہائش کے لیے ایک کوٹھی مل گئی اور ایک شخص آکر اس کی تربیت کرنے لگا جو اسے سکھاتا کے پیروں کی طرح کیسے بولنا ہے، کیسا لباس پہننا ہے کیسے لوگوں کو ڈیل کرنا ہے، طیب بہت ذہین تھا اس نے سید حیدر شاہ کے ساتھ رہ کر بھی بہت کچھ سیکھا تھا، کچھ عرصہ میں ہی وہ تیار ہو گیا، اب وہ ہر جمعرات کو خانقاہ میں محفل رکھتے تھے، طیب کی تصویروں کے ساتھ اشتہار چھپوا کر

ہر طرف لگوائے گئے، اس کی جھوٹی کرامات مشہور کی گئی، ہر جمعرات پر خانقاہ میں محفل سما رکھی گئی، مشہور قوالوں کو قوالی کے لیے خانقاہ آنے کی دعوت دی جاتی، آنے والے مریدین کو بہترین لنگر پیش کیا جاتا، بڑے بڑے لوگ اس کے ہاں حاضری دیتے تھے، پہلے خانقاہ میں تعمیرات کچی تھیں جنکو پختہ کیا گیا، سید حیدر شاہ کا بہت شاندار روضہ بنوا دیا گیا، اور ایک طرف خوبصورت مسجد بنوا کر ساتھ غریب بچوں کے پڑھنے کے لیے ایک درسگاہ بنوا دی گئی، ایک مراقبہ ہال بنوایا گیا جہاں طیب پہلے لیکچر دیتا تھا اور اس کے بعد مراقبہ کروایا جاتا،خانقاہ کے ارد گرد ایکڑوں تک زمین خرید لی گئی، طیب اب طیب سے پیر طریقت الحاج شیخ طیب مکی بن گیا، حالانکہ اس نے ایک حج بھی نہیں کیا تھا، اور طیب اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ ایک عالی شان بنگلے میں رہائش پزیر تھا۔

ایک دن اس کی تربیت کرنے والے شخص نے کہا کہ تم اپنے مقام پر مطمئن ہو یا اور زیادہ ترقی کرنا چاہتے ہو، پیر طریقت جو اب ایک لالچی انسان بن چکا تھا، اس نے کہا کہ کیوں نہیں میں مزید ترقی کرنا چاہتا ہوں اس شخص نے کہا شیطان کی نظر میں تمھارا اور درجہ بڑھ جائے گا مگر اس کے لیے تمھیں شیطان کے نام پر قربانی دینی ہوگی، پیر طریقت نے کہا کہ کیا قربانی ۔اس شخص نے جو کہا اسے سُن کر پیر طریقت کے ہوش اڑا گئے ، وہ شخص کہہ رہا تھا تمھیں شیطان کے لیے اپنی سب سے پیاری چیز یعنی بیوی کو

قتل کرنا ہو گا،اور اس کے بعد ساری زندگی دوبارہ شادی بھی نہیں کرنی، طیب پریشان ہو گیا اس شخص نے کہا کہ اگر تم نے انکار کیا تو شیطان ناراض ہو جائے گا اور ہوسکتا ہے تم سے سب کچھ چھین لے اور واپس جیل بھیج دے، پیر طریقت سب کچھ چھن جانے اور جیل میں جانے سے ڈر گیا، وہ بیوی کو قتل کرنے پر راضی ہو گیا،

اگلے دن رات کو اس نے بیوی کو غور سے دیکھا اس کی بیوی اس کو پہلے ہی بہت سمجھاتی تھی اور اس کی ترقی سے خائف تھی اس کی بیوی نے کہا کہ عجیب بات ہے پچھلی رات خواب میں، میں نے اپنے مرشد سرکار کو بہت پریشان دیکھا ہے میں ان کے پاس گئی اور پریشانی کی وجہ پوچھی تو بڑی حسرت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے، تب اچانک میری آنکھ کھل گئی اس کے بعد میں ساری رات سو نہیں سکی، پیر طریقت نے اسے تسلی دی اور بیڈ پر لٹا دیا، اس وقت پیر طریقت کی آنکھوں میں عجیب وحشت تھی اس نے پاس سے آہستگی سے سرہانہ اٹھایا اور بیوی کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا مجھے معاف کر دینا میں یہ سب چھوڑ نہیں سکتا، اس کی بیوی نے پریشان ہو کر اٹھنے کی کوشش کی مگر پیر طریقت نے اسے زبردستی لٹا کر اس کے منہ پر سرہانہ رکھ دیا اور تب تک دبائے رکھا جب تک اس کی جان نہ نکل گئی، صبح اس نے سب کو بتایا کہ اس کی بیوی بیمار تھی رات کو اچانک ہارٹ اٹیک آیا اور فوت ہوگئی، اس کی بات کو کس نے جھٹلانا تھا، کچھ دن بعد اس کو ایک جگہ بلایا گیا جہاں کچھ

لوگ ایک ہال میں جمع تھے جسکا فرش بلیک اینڈ وائٹ چیک نما تھا ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں شیطانی رسومات ادا کی گئی، جس میں اسکو کراس پہنایا گیا اور ایک لکڑی کے کمپاس نما ڈیسک پر 26 نمبر پر کھڑا کیا گیا اور کہا گیا کہ اب تم 26 درجے کے فریمیسن ہو، اور اس خوشی میں شیطان نے تمھاری تھرڈ آئی ایکٹو کر دینی ہے جس سے تم شیطانی روحانی دنیا میں داخل ہو جاؤ گے، اس کے بعد اس کو ایک لیب میں لے جایا گیا اور اسکو کہا گیا کہ تمھاری دائیں آنکھ سے ایک وائرس تمھارے ریپٹیلین مائنڈ میں داخل کیا جائے گا کچھ تکلیف دہ عمل ہے مگر تم برداشت کرنا، جب وائرس اس کی آنکھ داخل کیا گیا تو اس کو شدید تکلیف کا احساس ہوا اور اس کی آنکھ سرخ ہو کر سوج گئی، پھر لیب سے وہ واپس گھر پہنچا مگر آنکھ میں بہت درد تھا اس کو آنکھ میں ڈالنے کے لئے ایک ڈراپ دیا گیا جس سے وقفے وقفے سے اس نے آنکھ میں قطرے ڈالنے تھے، کچھ دن تک اس کی آنکھ سرخ رہی، سوجن ختم ہوئی تو آنکھ کے گرد ایسا سیاہ نشان بن گیا جیسے کسی نے اس کی آنکھ پر مکا مارا ہو، کچھ دنوں کے بعد اس کی آنکھ نارمل ہو گئی، مگر اس کی تھرڈ آئی ایکٹو ہو گئی اور وہ بہت سی شیطانی مخلوقات ڈیول وغیرہ دیکھ سکتا تھا، لوگوں کے خیالات پڑھ لیتا ان کے حالات بتا دیتا اور خیال خوانی کر سکتا تھا، اس کے بعد تو اس کی ترقی کی رفتار بڑھ گئی، خانقاہ کو اس نے قلعہ نما درگاہ بنا دیا، اور شیطانی کام جاری رکھے، اس کی بیٹی جوان ہوچکی تھی، اس سے وہ بہت محبت کرتا تھا، اس لیے اسکو اپنے کاموں سے دور رکھا، اور اسکو شہر میں ایک کوٹھی

لیکر ننھیال کے ساتھ رکھا اور پھر اسے پڑھنے کے لیے باہر بھیج دیا، اسی دوران ڈوگما اس کے پاس پہنچ گیا اور انھوں نے اپنے بوسٹرز تیار کر کے اردگرد پھیلا دیئے، اب یہ درگاہ اس ملک میں فریمیسن کا ہیڈکواٹر تھی ۔

آج پیر طریقت بہت پریشان تھا اس نے اپنی زندگی کے متعلق سوچا کہ اس نے کیا پایا اور کیا کھویا بیوی کو مارنے کے بعد اپنی معصوم سی بیٹی کو بھی اگر ڈوگما جیسے شیطان کے حوالے کر دیتا تو اس کے پاس کیا بچتا، آج وہ خود کو بہت تنہا اور کمزور محسوس کر رہا تھا، آج اس کو شدت سے اپنے مرشد کی یاد آئی، رات کافی بیت چکی تھی، وہ نجانے کس جزبہ کے تحت اٹھا اور چلتا ہوا اپنے مرشد کے روضہ پر پہنچ گیا ، جہاں وہ بہت عرصہ سے نہیں آیا تھا، روضہ کے اندر جانے کی اسے ہمت نہیں ہوئی ، باہر ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر پریشان حال بیٹھ گیا اور اسی عالم میں اس کی آنکھ لگ گئی، اس نے عالمِ خواب میں دیکھا کہ اس کے مرشد آ رہے ہیں اس نے اٹھ کر ان کے پاس جانے کی کوشش کی مگر انھوں نے اسے انتہائی عالمِ جلال میں اشارہ کر کے روک دیا اور فرمایا ہم سے اپنا منحوس وجود دور رکھو، تم نے تو ہمارے مصلے تک کو غلیظ کر دیا ہے، تمھاری شیطانی بدبو سے ہمارا دم گھٹتا ہے، اس نے عرض کی حضور معاف کر دیں آپ تو سید ہیں اولیاء اللہ میں سے ہیں بہت کریم ہیں، انھوں نے فرمایا تم معافی مانگ رہے ہو، جن لوگوں کو تم نے گمراہ کیا، کیا ان کو

واپس لا سکتے ہو؟ اپنی نیک بیوی اور کتنے لوگوں کے قتل کو معاف کرواؤ گے، آج اپنی بیٹی پر بن گئی تو بھاگے چلے آئے جتنے لوگوں کی عزتیں تمھاری وجہ سے پامال ہو گئیں ان کا کیا حساب دوگے، اس نے کہا حضور میں گنہگار ہوں ہر سزا کے لیے تیار ہوں مگر میری بیٹی معصوم ہے اس کا میرے کاموں سے کوئی تعلق نہیں، میری وجہ سے نہیں تو ثمینہ کی وجہ سے اس کی مدد کریں اس کو تو آپ نے بیٹی بنایا تھا، مرشد سرکار واپس مڑے یہ پیچھے سے آوازیں دینے لگا حضور حضور....

اتنے میں اس کے کندھے پر ہاتھ آیا تو اس کی آنکھ کھل گئی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اس نے مڑ کر دیکھا تو نین تارا تھی جو اسے بہت حسرت اور دکھ سے دیکھ رہی تھی اس نے بیٹی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی مگر اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا اور کہا بابا ہم آپ پر بہت فخر کرتے تھے مگر آپ نے ہماری امی کو قتل کیا ہم نے آپ کی اور ڈوگما کی ساری گفتگو سُن لی ہے آپ تو شیطان کے پیروکار ہیں، اس نے جلدی سے کہا بیٹی میں تو تم سے معافی بھی نہیں مانگ سکتا، لیکن ایک وعدہ کرتا ہوں چاہے میری جان چلی جائے تمھیں کچھ نہیں ہونے دونگا، وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا، کہا بیٹی میں بہت گنہگار ہوں مگر تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور تمھیں اپنے ہر کام سے دور رکھا، نین تارا نے کہا جتنے آپ نے شیطانی کام کیے اس کی یہی سزا ہے کہ ہم بھی شیطان کی بھینٹ چڑھ جائیں، پیر طریقت نے تڑپ کر بیٹی کے کندھوں کو پکڑ لیا اور کہا میں ایسا نہیں ہونے دوں گا چاہے کچھ بھی ہو

جائے، میں جانتا ہوں تم منصور کو پسند کرتی ہو اور وہ بھی تمھیں پسند کرتا ہے اور وہ بہت خاص نوجوان ہے تمھاری ضرور حفاظت کرے گا، تم اس کے پاس چلی جاؤ، وہ میرے پاس ایسے نہیں آیا، یہ شیطانی لوگ اس سے بہت خائف ہیں، اور بار بار کہتے ہیں اس کے پیچھے کوئی روحانی لوگ ہیں، میں منصور کی صلاحیتوں کو بہت پہلے سمجھ گیا تھا مگر جب اس نے تمھاری جان بچائی تو اس وقت میں یہ بھی سمجھ گیا تھا کہ تمھیں آغوا کرنے میں ان شیطانی لوگوں کا ہاتھ ہے، تمھاری جان بچانے پر میں نے اسے اپنے اور تمھارے قریب کر دیا کیونکہ ان شیطانی لوگوں کی نیت کا مجھے اندازہ ہو گیا تھا،میں اسے بلاتا ہوں، تم ابھی اس کے ساتھ چلی جانا یہاں تمھارے لیے بہت خطرہ ہے، اس کے بعد اس نے آنکھیں بند کر کے میرا تصور کیا اور میرے دماغ میں پہنچ گیا، میں کچھ دیر پہلے ہی ماسٹر شیانگ کے پاس سے اٹھ کر آیا تھا اور اس وقت اپنی رہائش پر تھا، مجھے اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کا احساس ہوا میرے دماغ میں پیر طریقت نے سوچ پیدا کی کہ مجھے فوراً درگاہ پہنچنا چاہیے نین تارا کو خطرہ ہے، میں پریشان سا ہو گیا لیکن بار بار یہی سوچ پیدا ہو رہی تھی میں اٹھ کر باہر آگیا اور موٹر سائیکل پر سوار ہو کر درگاہ کی طرف چل پڑا میں پوری سپیڈ سے موٹرسائیکل چلا رہا تھا، میں جب درگاہ کے دروازے پر پہنچا تو گارڈ نے مجھے روک دیا کہ ڈوگما نے یہ حکم دیا ہے کہ تمہیں اندر نہیں آنے دیا جائے، اتنی دیر میں، میں نے دیکھا کہ پیر طریقت نین تارا کے ساتھ گیٹ پر پہنچ گیا اور گارڈ کو ڈانٹا، گارڈ چپ چاپ پیچھے ہو گیا، پیر طریقت نے

کہا منصور تم نین تارا کو لے جاؤ میں نے اس کو سب سمجھا دیا ہے، نین تارا جیسے ہی میری طرف چلی گارڈ نے گن میری طرف کر لی اور کہا تم یہاں سے دفعہ ہو جاؤ نین تارا یہاں سے نہیں جا سکتی، مجھے لگا جیسے اس کے دماغ میں رہ کر کوئی اس کو کنٹرول کر رہا ہے، پیر طریقت نے گارڈ کو کہا تمھارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا، مگر گارڈ اس کی نہیں سُن رہا تھا، میں نے اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی مگر اس نے سانس روک لی، اس نے ہنستے ہوئے کہا کہ میرے دماغ میں کوئی نہیں آسکتا، اب تمھارا راز کھل گیا ہے اس لیے تمھاری موت ضروری ہے اور اس غداری پر اس جعلی پیر کو بھی ضرور سزا ملے گی، اس نے گن میری طرف کر کے ٹرائیگر دبا دیا مجھے اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 18

پیرِ طریقت اور بوسٹرز کا انجام

گارڈ کے دماغ میں لازمی طور پر ڈوگما قبضہ جمائے ہوئے تھا، اس نے جیسے ہی میری طرف گن کر کے ٹرائیگر دبایا میں نے دائیں طرف چھلانگ لگائی اور گولی میرے بائیں طرف سے گزر گئی، اسی دوران پیر طریقت نے گارڈ کی طرف چھلانگ لگائی، اور اسے پکڑتا ہوا نیچے گرا لیا، میں جلدی سے اٹھ گیا اور بھاگ کر ان کی طرف گیا، پیر طریقت نے اسے نیچے گرایا ہوا تھا اور وہ دونوں زور آزمائی کر رہے تھے میں نے گارڈ کے گن والے ہاتھ پر دائیں پاؤں سے ٹھوکر ماری جس سے گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی، اس کو پیر طریقت کے نیچے سے نکال کر اس کی گردن کو پکڑ کر زور دار جھٹکا دیا کٹاک سے اس کی گردن ٹوٹ گئی، پیر طریقت کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ گیا، اتنے میں دوسرے گارڈ بھاگتے ہوئے آئے، میں نے مردہ گارڈ کی گن اٹھا کر ان پر فائر کر دیا وہ دونوں گارڈ وہیں ڈھیر ہوگئے، پیر طریقت نے مجھے کہا کہ تم یہاں سے جلدی سے نکلو ایسا نہ ہو ڈوگما دوسرے گارڈز کو لیکر آجائے، میں نے نین تارا کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے موٹر سائیکل کی جانب چلا موٹرسائیکل

کو جلدی سے سٹارٹ کیا اور نین تارا کو پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کیا، نین تارا جلدی سے موٹر سائیکل پر میرے پیچھے بیٹھ گئی، میں نے گیر ڈال کر موٹر سائیکل کو آگے بڑھایا اور وہاں سے نکل گیا، راستے میں نین تارا نے مجھے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں لگ رہی کہ میں بار بار خود بخود سانس کیوں روک لیتی ہوں، مجھے سمجھ لگ گئی کہ کوئی اس کے دماغ میں آتا ہوگا، اس لیے سانس روک لیتی ہوگی کیونکہ باوزائی نے پچھلی رات اس پر تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا کہ کوئی اس کے دماغ پر عمل نہ کر سکے اور باوزائی کے اعلاوہ اس کے دماغ میں اب کوئی دوسرا آ نہیں سکتا تھا، ڈوگما اس کے دماغ میں آتا ہو گا، اس دروان میں نے اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تو میں نے کہا گیٹ آؤٹ اور سانس روک لی، ہم وہاں سے ماسٹر شیانگ کے پاس پہنچے اور ساری صورتحال بتائی، نین تارا نے بھی اپنے باپ اور ڈوگما کی ساری گفتگو بتائی، ماسٹر نے کہا چلو دیر سے ہی سہی پیر طریقت کی غیرت تو جاگی، نین تارا پوچھ رہی تھی کہ یہ سارا کیا معاملہ ہے میں نے کہا کہ یہ سب آپ کو باوزائی سمجھا دے گی آپ اس کے ساتھ اس کے کمرے میں جاؤ، وہ دونوں اٹھ کروہاں سے چلیں گئیں۔

میں نے کہا ماسٹر اب کیا کرنا ہے، ماسٹر نے کہا کہ تم کرنل سے رابطہ کرو سب سے پہلے تمام بوسٹرز کو گرفتار کر کے بے ہوش کر دو ان میں سے جو شیطان کو روح بیچ چکے ہیں میں نے ان کے نام کے آگے نشان لگا دیا تھا، ان کی تعداد تیس کے قریب ہے، یہ سارے

غیر ملکی ہیں اور یہاں مسلمانوں کے بھیس میں ہیں ان کو بیشک ختم کر دو اور باقی بیس کو گرفتار کر لو، اور صبح ہی درگاہ پر چھاپہ مار کر تلاشی لو اور ڈوگما اور پیر طریقت کو بھی گرفتار کرنے کی کوشش کرو، مجھے قوی امید ہے کہ ڈوگما بھاگ چکا ہو گا، اور پیر طریقت اس کے انتقام کا نشانہ بن چکا ہو گا، میں اسی وقت کرنل کے دماغ میں پہنچا اور اپنا نام بتایا تو اس نے مجھے اپنے دماغ میں آنے دیا، میں نے اسے موجودہ صورتحال کے متعلق بتایا اور اگلا پروگرام بھی بتایا، کرنل نے کہا فکر نہ کرو سارے بوسٹرز کو ٹریس کر کے ان پر میں نے نگرانی لگا دی ہے، ان میں کچھ مسجدوں کے پیش نماز، کچھ عاملوں اور کچھ عام لوگوں کے روپ دھار کر مختلف علاقوں میں رہ رہے ہیں، میں نے اسے کہا کہ بیس کو گرفتار کر لو اور باقیوں کو بیشک ختم کر دو اس نے کہا کہ میرے پاس بھی ان کی لسٹ موجود ہے، سید ظفر عباس نے مجھے ان کے متعلق آگاہ کر دیا ہے، میں ابھی کاروائی کرنے کے احکامات جاری کرتا ہوں، میں نے کہا کہ کرنل صبح جب درگاہ پر چھاپہ مارنا ہے تو ایسے افراد کو ساتھ لے لینا جو یوگا کے ماہر ہوں اور پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکتے ہوں ایسے نہ ہو، ڈوگما کوئی وار کرے، کرنل نے کہا بالکل ٹھیک ہے ۔اس کے بعد میں اس کے دماغ سے نکل آیا اور آنکھیں کھول کر ماسٹر کو دیکھا اور کرنل سے ہونے والی ساری گفتگو بتلائی ۔ماسٹر نے کہا اب تم کچھ دیر آرام کر لو صبح جلدی اٹھ کر درگاہ پر چھاپہ مارنا ہے تم نے، میں اجازت لیکر اپنے کمرے میں چلا گیا ۔

صبح پانچ بجے میں جاگا تو کرنل سے کاروائی کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ساری رات جاگتا رہا ہے اور کاروائی کامیاب رہی، تیس بوسٹرز کو مار دیا گیا ہے اور بیس بوسٹرز کو بے ہوش کر کے سید ظفر عباس کے پاس ایجنسی کے ایک سیف ہاؤس پر پہنچا دیا گیا ہے، تم جلدی سے میرے پاس پہنچو میں نے دس یوگا کے ماہر نوجوانوں کو تیار کر لیا ہے تم آؤ تو پھر درگاہ پر چھاپہ مارتے ہیں، میں جلدی سے تیار ہو کر کرنل کے پاس سیف ہاؤس پر پہنچا، وہاں ہم نے بلٹ پروف جیکٹ پہن کر اسلحہ لیا اور تین گاڑیوں میں بیٹھ کر درگاہ کے دروازے پر پہنچے،درگاہ کے گارڈز نے ہمیں روکنے کی کوشش کی مگر جب حکومتی ایجنسی کا تعارف کرایا تو وہ پیچھے ہٹ گئے ہم نے ان سب سے اسلحہ لے لیا اور ان کو ایک کمرے میں بند کر دیا، ہم نے ان سے ڈوگما کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ وہ رات کو ہی ایک گاڑی میں بیٹھ کر باہر چلا گیا تھا ، پیر طریقت اپنے کمرے میں ہے اور سخت بیمار ہے، درگاہ کے ہسپتال کے ڈاکٹر اس کے پاس ہیں اور اسے چیک کر رہے ہیں، ہم جلدی سے پیر طریقت کی رہائش پر پہنچے وہ اپنے کمرے میں تھا اور سخت تکلیف میں تھا تین ڈاکٹر اور نرسیں اس کے پاس تھیں، میں نے ایک ڈاکٹر سے پوچھا کہ اسے کیا ہوا ہے، ڈاکٹر نے بتایا کہ ڈوگما نے اسے کوئی انجیکشن دیا ہے، جس سے اس کے سارے جسم پر پھوڑے بن گئے ہیں، ہم نے اس کے مختلف ٹیسٹ کیے ہیں، اس کے سارے خلیے آہستہ آہستہ ٹوٹ رہے ہیں اور ہڈیاں بھی ٹوٹ رہی ہیں، اور اس کے دماغ کو شدید جھٹکے لگتے ہیں، یہ چیختا ہے ہم اسے بے ہوشی کا انجیکشن دیتے ہیں مگر یہ کچھ دیر بعد پھر

جاگ کر چیخنے لگتا ہے یہ بات نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے درد میں اپنی زبان بھی چبا لی ہے، میں سمجھ گیا کہ ڈوگما نے اسے کوئی شیطانی کیمیکل دیا ہے جس سے اس کی یہ حالت ہو گئی ہے اور ساتھ ٹیلی پیتھی سگنلز کے زریعے اس کے دماغ میں جھٹکے پیدا کرتا ہے، اور بات نہ کر سکے اس لیے اس کی زبان بھی چبوا دی، مجھے پیر طریقت کی حالت پر بہت ترس آیا مگر کیا کیا جاسکتا تھا، غلط کاموں کا یہی انجام ہوتا ہے اور وہ اپنی اس حالت کا خود زمہ دار تھا، ہم نے ڈاکٹروں کو ہدایت کی کے اس کا خیال رکھیں اور اس کے بعد درگاہ کے کمروں کی تلاشی شروع کی، ڈوگما کا کمرہ کھلا ہوا تھا اس کے کمرے کا سیف بھی خالی تھا، نیچے ریکارڈ روم میں جہاں یہ لوگوں کو بلیک میل کرنے کے لیے ویڈیوز بناتے تھے وہ بھی خالی تھا اور سارا ریکارڈ غائب تھا۔

ہم نے مقامی پولیس کو بلا کر درگاہ کو سیل کر دیا اور وہاں سے واپس آ گئے ۔

میں نے ماسٹر شیانگ کے پاس پہنچ کر ساری صورتحال بتائی، ماسٹر نے کہا اس سے پہلے کے ڈوگما ملک سے فرار ہو ہمیں اسے تلاش کرنا ہو گا، میں نے کہا کہ میں کرنل کو کہہ آیا ہوں اس نے ہر جگہ اپنے آدمی پھیلا دیئے ہیں کہ وہ ڈوگما کو تلاش کریں، کچھ دیر بعد باوزائی اور نین تارا کمرے میں داخل ہوئیں، میں نے نین تارا کو اس کے باپ کے متعلق بتایا وہ سُن کر رونا شروع ہو گئی،

ماسٹر نے اسے تسلی دی اور کہا یہ راستہ تمھارے باپ نے خود چُنا ہے، یہ شیطانی لوگ ایسے ہی کرتے ہیں شکر کرو کہ تم محفوظ ہو۔

باوزائی نے نین تارا کو اپنے ساتھ چمٹا لیا اور کہا کہ ہم ضرور ڈوگما سے سب مظالم کا انتقام لیں گے وہ بچے گا نہیں، نین تارا نے کہا ماسٹر رات کو ہمیں باوزائی نے اپنے متعلق اور اپنے مقصد کے متعلق سب بتایا ہے، میں نے عہد کیا ہے کہ میں بھی اس مقصد کے لیے کام کروں گی، ماسٹر نے کہا ضرور مگر اس کے لیے تمھیں تربیت لینی ہو گی۔نین تارا نے کہا کہ وہ تربیت لینے کے لیے تیار ہے، ماسٹر نے کہا اچھا تم لوگ باتیں کرو میں ایک ضروری کام نمٹا کر آتا ہوں ۔

نین تارا کہنے لگی میں نے آخری نجات دہندہ کے متعلق پڑھا ہے، ہمارے مذہب میں بھی مہدی ماعود علیہ السلام کا نظریہ بہت واضح ہے جب میں نے پہلی دفعہ ان کے متعلق سُنا تو مجھے بہت دلچسپی پیدا ہوئی میں نے اس پر ریسرچ کی اور اپنے مذہب کی ساری کتابیں پڑھیں جن میں ان کا ذکر موجود تھا، اس کے بعد میں نے سوچا کہ دوسرے مذاہب ان کے متعلق کیا کہتے ہیں، میری ریسرچ نے مجھے حیران کر دیا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں ان کے متعلق بتایا گیا ہے، موجودہ بڑے مذاہب میں تو واضح نظریہ موجود ہے، مگر مختلف علاقوں اور قوموں میں جو مزاہب ختم ہو چکے ہیں، ان کی لیجنڈ کہانیوں میں ان کا ذکر موجود ہے، کہ آخری زمانے میں ایک نجات دہندہ آئے گا جو ان کو پھر عروج بخشے گا۔

باوزائی بڑی دلچسپی سے نین تارا کی باتیں سُن رہی تھی اور ساتھ اس سے سوالات کر رہی تھی۔نین تارا بتانے لگی ہمارے مذہب میں ان کو مہدی ماعود علیہ السلام کہتے ہیں، یہودی انھیں ایلیا، ہندو کلکی اتار، زرتشت مذہب والے حاشر اور سوشیانت پکارتے ہیں، بدھسٹ ماتیریا، جاپانی کامی کہتے ہیں، عیسائی تو عیسٰی علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہیں، پرانے کنفیوشس چائنیز ینگ تی(حکمران اعلیٰ) کہتے ہیں اسی طرح دیگر بہت ساری زبانوں میں الگ نام ہیں، میں نے جب ان کے متعلق پڑھا تو مجھے ان سے بہت محبت اور عقیدت ہوگی میں اپنی نمازوں اور دعاؤں میں ان کے جلد آنے کی دعا کرتی تھی اور سوچتی تھی میرا بھی ان سے رابطہ ہو جائے، اور میں ان کے کسی کام آؤں، آج جب تم لوگوں سے سارا ان کے متعلق جانا تو مجھے لگا کہ میری دعائیں قبول ہو گئی ہیں اور مجھے قوی امید ہے کہ میں بھی ان کی فورس میں شامل ہو جاؤں گی اور ان کی زیارت بھی کروں گی، میں بڑے غور سے نین تارا کو دیکھ رہا تھا اور اس کی باتیں سُن کر سوچ رہا تھا کہ اوپر والا کیسے کھیل رچاتا ہے، پیر طریقت جیسے شیطان کے گھر اپنا حامی پیدا کر لیا ۔

اچانک باوزائی نے نین تارا سے میری طرف دیکھتے ہوئے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے سوال کیا کہ نین تارا چونکہ تم منصور کو پسند کرتی ہو اگر تمھیں آخری مسیحا علیہ السلام کی مدد کرنے اور منصور کے ساتھ شادی کر کے زندگی گزارنے میں کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو تم کیا انتخاب کرو گی؟ نین تارا نے شرماتے

ہوئے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ ہم مل کر اس ذات کے مقصد پر کام کریں۔باوزائی نے کہا پھر بھی اگر انتخاب کرنا پڑے تو کیا کرو گی؟ نین تارا نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا اف کورس میں آخری مسیحا علیہ السلام کے مقصد کو ترجیح دوں گی کیونکہ وہ ابدی حیات ہے اور پوری انسانیت کا اس میں فائدہ ہے اور آخری مسیحا علیہ السلام کی محبت ہر چیز سے افضل ہے، میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا مبارک ہو باوزائی تمھیں اپنی جیسی ایک اور روح مل گئی ہے،باوزائی نے کہا بیٹھو تو سہی میں نے تو ایک امکان بیان کیا ہے، میں نے کہا باوزائی میں تمھارا مقصد سمجھ گیا ہوں، تم نے ایسی بات نین تارا کے منہ سے کہلوا دی ہے جس کے آگے میرے کہنے کے لیے کچھ بھی نہیں بچا نہ میری جرأت ہے ۔نین تارا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا آپ کہیں جا رہے چلیں ہم آخری نجات دہندہ کے متعلق بات کر رہے ہیں ان کے ذکر میں بہت سکون ملتا ہے آپ ہو آئیں اگر کہیں جانا ہے تو اور وہ آپس میں باتیں کرنے لگ گئیں اور میں اداس سا اٹھ کر ماسٹر شیانگ کے کمرے کی طرف چل پڑا ۔

جب میں ماسٹر کے پاس ان کے کمرے میں پہنچا تو وہ میرا چہرہ دیکھ کر خلاف توقع کہنے لگے ادھر میرے پاس صوفہ پر بیٹھو، پھر میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگے منصور انسان تب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی عزیز ترین چیز کی قربانی نہ دے وہ عزیز ترین چیز مال متاع بھی ہوسکتا، بیوی

بچے بھی، شہرت بھی اور اپنی مرضی بھی، اس لیے ان سب چیزوں کو چھوڑ کر جو بلند سوچ اور نگاہ رکھتے ہیں وہی لوگ مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں، تم ایک بلند مقصد کے لیے چُنے گئے ہو اس لیے اپنی مرضی کو چھوڑ کر سپریم گرینڈ ماسٹر کی مرضی قبول کر لو وہ جو بھی تمھارے لیے پسند کریں گے بہتر پسند کریں گے اور ویسے بھی ہم اپنی مرضیاں اور جانیں سپریم گرینڈ ماسٹر پر قربان کرنے کا عہد کر چُکے ہیں۔اپنے نفس کی مرضی کی قربانی دینا آسان نہیں ہے مگر انسان ہمت کرے تو سب کچھ ممکن ہے ۔ میں نے کہا ماسٹر میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں انشاءاللہ بہتر ہو گا ۔ماسٹر نے کہا ابھی مجھے پتا چلا ہے کہ ڈوگما نے سیکرٹ سوسائٹی کے خطرناک ترین قاتلوں کی ایک ٹیم کو یہاں بلایا ہے، وہ بھاگنے کے چکر میں نہیں ہے کوئی بڑا پلان کر رہا، ان قاتلوں کی ٹیم کی سربراہ ایک عورت جولیا ہے جو بہت خطرناک عیار اور شاطر ہے، اور دنیا کے خطرناک ترین زہروں کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کی ماہر ہے، تم خود بھی ہوشیار رہنا اور کرنل کو بھی ہوشیار کر دو اور انھیں تلاش کرنے کی کوشش کرو ۔میں نے کہا ٹھیک ہو گیا ماسٹر اور کرنل کے دماغ میں پہنچ کر اسے ساری بات سمجھائی، کرنل نے مجھے کہا کہ ڈوگما جیسی شکل و صورت کے ایک شخص کی اطلاع ملی ہے کہ وہ ایک کوٹھی میں رہائش پذیر ہے جو شہر سے تھوڑا ہٹ کر ہے تم آجاو ریڈ کرتے ہیں، میں نے اسے کہا کہ میں آ رہا ہوں، اس کے دماغ سے نکل کر میں نے ماسٹر کو یہ بات بتائی، ماسٹر نے کہا تم ایسا کرو باوزائی کو بھی ساتھ لے جاؤ ایسا نہ ہو، ڈوگما کی ٹیم بھی پہنچ چُکی ہو وہ تمھاری

مدد کرے گی ۔میں باوزائی کو ساتھ لیکر نکلا اور نین تارا کو کہا کہ، وہ ہوشیار رہے

ہم جب نکلے تو اندھیرا پھیل چُکا تھا، ہم ایجنسی کے سیف ہاؤس پہنچے کرنل کی ٹیم تیار تھی ہم دو گاڑیوں میں بیٹھے اور شہر سے باہر اس پہاڑی علاقے کی طرف چلے جہاں ڈوگما رہائش پذیر تھا، ہم نے گاڑیاں تھوڑے پیچھے روکیں اور پیدل چلتے ہوئے اس مقام پر پہنچے وہاں ہمارا مخبر موجود تھا جس نے اس کوٹھی کی نشاندہی کی کوٹھی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی اور ایک آدھ کمرے کی لائٹ جل رہی تھی، ہم نے پھیل کر کوٹھی میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا، ایک جگہ پر میں نے باوزائی کو اٹھا کر کوٹھی کی دیوار پر سوار کیا، کہ وہ اندر کا جائزہ لے اس نے اندر دیکھنے کے بعد مجھے اوکے کا اشارہ کیا، میں جمپ مار کر دیوار پر چڑھ گیا، اندر مکمل خاموشی تھی، ہم آہستگی سے نیچے اترے اور کمانڈوز کی طرح جھکتے ہوئے آگے بڑھے اسلحہ ہمارے ہاتھوں میں تھا، دوسری طرف سے ایک جھنگیرے کی آواز سنائی دی میں سمجھ گیا کہ کرنل لوگ بھی اندر پہنچ گئے ہیں، میں نے بھی ویسی آواز نکالی، ہم بیٹھے بیٹھے ایک کمرے کی دیوار کے پاس پہنچ گئے اور کمرے کی دیوار کے ساتھ لگتے ہوئے ایک کھڑکی کے پاس پہنچے، کھڑکی تھوڑی سی کھلی ہوئی تھی میں نے اوپر ہو کر دیکھا تو ایک شخص صوفے پر ہماری طرف پیٹھ کر کے بیٹھا تھا اور سامنے ٹی وی چل رہا تھا، میں نے باوزائی کو کہا کے وہ کھڑکی کے راستے اندر داخل ہو، باوزائی میرے ہاتھ پر پاؤں رکھ کر

آہستگی سے کھڑکی کھول کر اندر داخل ہو گئی اور بھاگ کر اس شخص کی کنپٹی پر گن لگا دی، میں کھڑکی سے کود کر اندر داخل ہوا اور اس شخص کے سر پر پہنچ گیا، اس کا سر پکڑ کر ہلایا تو وہ مردہ ہو کر ایک طرف گر گیا، میں نے اس شخص کو دیکھا تو وہ ہمارا دوسرا مخبر تھا، جس کو میں نے کرنل کے ساتھ دیکھا تھا، جو اب مردہ پڑا ہوا تھا، اس کے اوپر ایک پرچہ پڑا تھا جس پر لکھا تھا ویلکم ۔

میں نے دروازہ کھول کر کرنل کو اندر بلا لیا کرنل اپنے ساتھی کو دیکھ کر غصہ سے کہنے لگا لگتا ہے وہ حرامی بھاگ گیا ہے اسے ہمارے آنے کی بھنک مل گئ تھی، کیونکہ کوٹھی ساری خالی ہے، اچانک میں نے اس مردہ شخص کے ابھرے ہوئے کوٹ کو دیکھا تو مجھے شک پڑا، میں نے جلدی سے اسے ہٹایا تو نیچے ٹائم بم لگا ہوا تھا، میں نے جلدی سے کہا بھاگو ہم بھاگتے ہوئے دروازے سے باہر ہی نکلے تھے تو زور دار آواز سے بلاسٹ ہوا ہم اڑتے ہوئے دور جا گرے، میرے کان سائیں سائیں کر رہے تھے، میں جلدی سے بھاگ کر باوزائی کے پاس پہنچا تو شکر تھا وہ ٹھیک تھی اور دھوئیں اور گرد کی وجہ سے کھانس رہی تھی، میں نے کرنل کو چیک کیا تو وہ ٹھیک تھا بس گرنے کی وجہ سے اس کے بازو پر ہلکی سی چوٹ آئی، ہمارے باقی ساتھی تو پہلے ہی کمرے سے باہر تھے، کرنل نے سب ساتھیوں کو آکھٹا کیا اور باہر چلنے کا کہا اور وائرلیس پر گاڑیاں ادھر لانے کو کہا، اچانک میرے دماغ میں ماسٹر کی آواز آئی .....منصور

اور سوچ کی لہریں ختم ہو گئیں میں جلدی سے ماسٹر کے دماغ میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ زخمی ہیں اور باہر فائرنگ ہو رہی تھی ماسٹر کی سوچ سے پتہ چلا کہ ہمارے جانے کے ایک گھنٹے بعد چائنیز کیمپ پر حملہ ہوا ہے میں نے جلدی سے باوزائی کو بتایا کہ وہ نین تارا کے پاس پہنچے اور کرنل کو کہا کہ گاڑیاں جلدی منگواو چائنیز کیمپ میں ماسٹر پر حملہ ہو گیا ہے وہ زخمی ہوگئے ہیں، ہم گاڑیوں میں سوار ہو کر آندھی طوفان کی طرح گاڑیاں بھگاتے کیمپ کی طرف دوڑے ۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 19

آہ ماسٹر شیانگ لی سے جدائی

ماسٹر شیانگ اور نین تارا نے آکھٹا کھانا کھایا کچھ دیر وہ آپس میں باتیں کرتے رہے،پھر نین تارا کو آرام کرنے کا کہہ کر ماسٹر باہر چلے گئے، کھانے کے بعد وہ کچھ دیگر تک واک کرتے تھے، واک ختم کر کے وہ واپس کمرے کی طرف آ ہی رہے تھے کہ انھیں ہلکی سی چیخ سنائی دی جسے کوئی زخمی ہو کر گرا ہو، ماسٹر جلدی سے برآمدے سے باہر نکلے اور تیزی سے چائنیز انجینئرز کی رہائش کی طرف دوڑے، یہ جنوری کا مہینہ تھا اور پہاڑی علاقے میں سرِ شام ہی سردی پڑ جاتی ہے اس لیے سارے چائنیز انجینئر اپنے اپنے کمروں میں دبکے ہوئے تھے اور ٹی وی وغیرہ دیکھ رہے تھے، کیمپ کے ارد گرد حفاظت کے لیے لوہے کی خاردار تار لگی ہوئی تھی اور سکیورٹی کے لیے مختلف مقامات پر پوسٹ بنیں ہوئی تھیں، جن میں گارڈ موجود رہتے تھے، مرکزی داخلی دروازے پر بھی سکیورٹی موجود رہتی تھی، مگر اس وقت وہاں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا، ماسٹر کو اچانک خطرہ محسوس ہوا، انہوں نے کچھ سایوں کو رہائشی بلڈنگ کی طرف بڑھتے دیکھا، ان میں سے دو

لمبے تڑنگے سیاہ پوش ایک دروازے کے سامنے پہنچے اور دروازے کو زور دار لات ماری دروازہ کھل گیا، اور وہ اندر داخل ہو کر فائرنگ کرنے لگے، ان کی گنوں پر شاید سیلنسر لگے ہوئے تھے کیونکہ فائرنگ کی آواز نہیں آئی مگر چائنیز کی آخری چیخوں کی آواز سنائی دی، اور بھی سیاہ پوش اندر آگے اور باری باری رہائشی کمروں میں داخل ہو کر فائرنگ کے چائنیز انجینئر کو مارتے رہے ، ماسٹر تیزی سے بھاگے اور اندھیرے میں چھپتے چھپاتے برآمدے کے کونے پر پہنچے اور وہاں جو سیاہ پوش باہر کھڑا تھا اس کو گردن سے پکڑ کر پیچھے کھینچا اور زور دار سائیڈ چاپ اسکی گردن پر ماری جس سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی، ماسٹر نے اس کی پسٹل پکڑ لی اور اندر کمرے میں گھسے ہوئے دہشت گرد کے سر کا نشانہ لیکر ٹرائیگر دبا دیا وہ وہیں ڈھیر ہو گیا، ماسٹر نے اندر داخل ہو کر دیکھا تو کمرے میں تین چائنیز کی لاشیں پڑی تھیں جنکو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا تھا، ماسٹر کو باہر باتیں سنائی دیں، انہوں نے باہر نکل کر برآمدے میں کھڑے دونوں دہشت گردوں پر بھی فائر کیا وہ دونوں وہیں ڈھیر ہوگئے لیکن تھوڑے دور کھڑے دہشت گرد ہوشیار ہو گئے اور انہوں نے ماسٹر کی طرف فائرنگ کی مگر ماسٹر جلدی سے ایک ستون کے پیچھے ہو گئے، ماسٹر نے پسٹل کی میگزین نکال کر چیک کی تو وہ خالی ہو چکی تھی، صرف پسٹل کے چیمبر میں ایک گولی تھی، ماسٹر نے ستون کے ایک سائیڈ سے دیکھا اور ایک دہشت گرد کی طرف فائر کیا اور سامنے اندھیرے کی طرف چھلانگ لگا دی، وہ دہشت گرد ہوشیار تھا پیچھے ہو گیا، اس نے دوسرے ساتھیوں کو ماسٹر کو گھیرنے

کیلئے آواز دی اس کی آواز سُن کر ماسٹر نے اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی مگر اس شخص نے سانس روک لی،

ماسٹر کو یقین ہو گیا کہ یہ سیکرٹ سوسائٹی اور ڈوگما کے لوگ ہیں اور یوگا کے ماہر ہیں۔

ماسٹر چھپتے چھپاتے اپنی رہائش کی طرف چل پڑے کیونکہ اب انھیں نین تارا کی فکر لاحق ہو پڑی،اچانک ماسٹر کی چھٹی حس کام کر گئی اور وہ نیچے ہو گئے ایک تیر سنسناتا ہوا ان کے بالکل سر سے اوپر گزر کر سامنے دیوار کے ساتھ ٹکرا کر نیچے گر گیا، ماسٹر نے جان لیا کہ کسی نے ایرو شوٹر سے ان پر تیر فائر کیا ہے اور اس شخص نے نائٹ گاگلز بھی لگا رکھی ہے، ماسٹر ایک ستون کے پیچھے ہو گئے،اب ان پر مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی تمام فائر ستون کے ارد گرد لگ رہے تھے جس سے ماسٹر نے سمجھ لیا کہ کم از کم چار لوگ ان پر فائرنگ کر رہے ہیں اور تمام کے تمام نے نائٹ گاگلز پہنے ہوئے ہیں۔

فائرنگ کی آواز سُن کر نین تارا نے ہلکا سا دروازہ کھول کر باہر چیک کیا، اسے ماسٹر ایک ستون کے ساتھ کھڑے نظر آئے، اس نے کمرے کی لائٹ آف کر رکھی تھی، ماسٹر نے اس کے کمرے کا لاکنگ ہینڈل کھلنے کی آواز سُن لی تھی، ماسٹر نے اسے کہا کہ دروازے سے ایک سائیڈ پر ہو کر کھڑی ہو ایسا نہ ہو فائر ہو اور وہ اس کی زد میں آجائے اور باہر مت نکلنا، ماسٹر کو اندازہ تھا کہ نین تارا کے کمرے کی پچھلی طرف کھڑکی ہے اگر وہ کمرے میں داخل ہو

جائیں تو نین تارا کو بچا کر پچھلی طرف سے نکل سکتے ہیں، انہوں نے پوری سپیڈ کے بھاگ کر جمپ لیا اور نین تارا کے کمرے کی طرف چھلانگ لگائی دروازہ چونکہ پہلے ہی کھلا ہوا تھا وہ دروازے کے ساتھ ٹکراتے ہوئے اندر گھس گئے ان کے پیچھے فائر آیا گولیاں دروازے کے ساتھ ٹکرائیں مگر ماسٹر محفوظ تھے، انہوں نے جلدی سے کمرے کی کھڑکی کی طرف بڑھے اور کھڑکی کا سلائڈنگ گلاس ایک طرف کر کے باہر دیکھا باہر اندھیرا تھا وہ پہلے خود باہر نکلے اور ساتھ ہی نین تارا کا بازو پکڑ کر باہر کھینچ لیا، اور اسی طرح بازو پکڑے تیزی سے جھک کر آگے بڑھنا شروع ہو گئے، ان کے پیچھے کمرے میں فائرنگ ہوئی، سامنے سکیورٹی چیک پوسٹ تھی لیکن وہاں دونوں گارڈ مردہ حالت میں پڑے تھے، انھوں نے نین تارا کو اندر کھڑا کیا اور ایک گن خود اٹھا لی اور دوسری لوڈ کر کے نین تارا کو دی کہ جیسے ہی کوئی سامنے آئے تم نے ٹرائیگر دبا دینا ہے، وہ اسے تسلی دے کر باہر نکلے، ماسٹر کی آنکھیں اب اندھیرے میں کافی مانوس ہوچکی تھیں وہ کرالنگ کرتے ہوئے آگے نکلے، ایک جگہ انھیں ایک شیشہ سا چمکتا نظر آیا انہوں نے نشانہ لیکر فائر کیا گولی ٹھیک نشانہ پر لگی وہ شیشہ ایک گاگلز کا تھا جو ایک شخص پہنے ہوئے تھا اور اب مردہ ہو چکا تھا، ماسٹر نے فائر کر کے جگہ چھوڑ دی، ماسٹر نے دوبارہ نشانہ لیکر فائر کیا مگر ٹرچ کی آواز سنائی دی شاید اس میں ایک ہی گولی تھی، ماسٹر کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھے نیچے زمین پر گھاس تھا جس میں وہ کافی حد تک کیموفلاج تھے، وہ دو شخص تھے جو جھک کر چھپتے چھپاتے ان کی طرف آ رہے تھے، اب وہ گاگلز

اتار چکے تھے جیسے ہی وہ قریب آئے ماسٹر نے شکاری شیر کی طرح دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے زور پر جمپ لیا اور دونوں ہاتھوں سے ایک کی گردن دبوچ لی اور دوسرے کے سر پر کک ماری وہ شخص نیچے گر گیا، ماسٹر نے اپنے دائیں پنجے سے ایک شخص کی سامنے سے گردن پکڑی اور دباؤ ڈالا ماسٹر کے ناخن اس کی گردن میں گھس گئے اور اس کو پورے زور سے کھینچ کر جھٹکے سے دوسری طرف پھینکا تو اس کی شہارگ اور گلے کی نالیاں ماسٹر کے ہاتھ میں آ گئیں دوسرا شخص یہ دیکھ کر خوف زدہ ہوا اس نے گن سیدھی کی مگر ماسٹر نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے رولنگ کرتے ہوئے اس شخص کے سامنے جا کر کک اس کے گن والے ہاتھ پر ماری گن اس کے ہاتھ سے دور گر گئی ماسٹر کھڑے ہو گئے اور اس کی گردن دبوچ لی مگر اچانک ایک سنسناتا ہوا تیر ماسٹر کی کمر میں پیوست ہو گیا، ماسٹر نے جلدی سے گھوم کر جس طرف سے تیر آیا تھا اس شخص کو اپنے آگے کر لیا، ماسٹر کے دماغ کو جھٹکا لگا وہ سمجھ گئے کہ تیر زہریلا ہے انہوں نے اسی وقت میرے دماغ میں آواز دے کر کہا منصور۔

میں نے باوزائی کو کہا کہ وہ نین تارا کے دماغ میں پہنچے وہ جب نین تارا کے دماغ میں پہنچی تو ایک شخص اس کو گن کے نشانے پر لیکر اس طرف آ رہا تھا جہاں ماسٹر زخمی کھڑے تھے، اچانک اس نے آواز دی کے لڑکی ہمارے قابو میں ہے تم رُک جاؤ سامنے سے ایک لمبی اور چوڑے کندھوں والی عورت کاندھے پر ایرو شوٹر

اٹھائے چلتے ہوئے ادھر آرہی تھی، اس نے سیاہ چست لباس پہنا ہوا تھا، ایک طرف سے ڈوگما ایک چھوٹی سی گن اٹھائے ماسٹر کے سامنے آیا، اس عورت نے کہا یہ چائنیز تو بہت خطرناک ہے اس نے ہمارے بہت سارے لوگوں کو مار دیا ہے، اس نے نین تارا کی طرف جاتے ہوئے ماسٹر سے کہا کہ وہ اس شخص کو چھوڑ دے ورنہ نین تارا کی خیر نہیں، ماسٹر نے اچانک اس شخص کی گردن کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور ڈوگما کی طرف پھینک دیا اور کہا یہ لے لو اس عورت نے اچانک ایرو شوٹر سیدھا کیا اور چلاتے ہوئے ایک تیر ماسٹر کی ٹانگ پر مار دیا اور دوسرے ہاتھ سے نین تارا کے بال پکڑ لیے اور انھیں ہاتھوں میں گھماتے ہوئے ماسٹر کی طرف جاکر ایرو شوٹر سیدھا کر کے ایک تیر ماسٹر کے پیٹ میں مار دیا اور کہا بدبخت تم نے میرا تقریباً سارا گروپ ختم کر دیا ہے، ماسٹر نیچے گر گئے اچانک نین تارا نے سر کی ایک ٹکر اس عورت کی ٹھوڑی پر نیچے سے ماری اور کہا کمینی عورت بچو گئ تم بھی نہیں اور بایاں گھٹنا پوری قوت سے اس عورت جولیا کے پیٹ میں مارا اس درد سے جولیا نیچے گر گئی اور نین تارا کے بال چھوڑ دئیے، مجھے اندازہ ہو گیا کہ باوزائی نین تارا کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کو لڑوا رہی ہے، اس عورت نے ایرو شوٹر ایک طرف پھینکتے ہوئے اٹھ کر کہا تمھیں تو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے ماروں گی اور اٹھ کر نین تارا کو دوپنچ مارنے کی کوشش کی مگر وہ پیچھے ہوگئی اچانک جولیا نے نین تارا کو نیچے سے کک ماری جو اس کے پیٹ میں لگی وہ درد سے دُھری ہو گئی، جولیا نے پوری قوت سے ایک لات اس کے کندھے پر ماری وہ اڑتی ہوئی ماسٹر کے ساتھ

جائکرائی اور اٹھ نہ سکی، جولیا اس کی طرف تیزی سے بڑھی کہ اچانک نین تارا نے پھرتی سے ماسٹر کے پیٹ سے تیر کھینچا اور نیچے ہوتی جولیا کے گلے میں پیوست کر دیا جو اس کے گلے کے آر پار ہو گیا، وہ تڑپ کر پیچھے گری، نین تارا نے کہا میں نے تمھیں کہا تھا بچو گی تم بھی نہیں اچانک پیچھے سے ڈوگما نے پسٹل کا زور دار وار اس کی کنپٹی پر کیا اور وہ وہیں گر گئی، پھر ڈوگما ماسٹر کی طرف دیکھ کر کہنے لگا تم کون ہو جس نے اتنا پریشان کیا، پھر ماسٹر کے چہرے پر ٹارچ سے لائٹ ماری اور ماسٹر شیانگ کو دیکھ کر جلدی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا اچھا ماسٹر شیانگ لی تو تم ہو اس سب اور منصور کے پیچھے، مجھے پہلے ہی شک تھا کہ ہمارے بڑے دشمنوں میں سے کوئی ہمارے پیچھے ہے واقعی تم نے ہمارا سارا سیٹ اپ برباد کر دیا، مگر اب تم کچھ دیر میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤ گے کیونکہ یہ تیر دنیا کے خطرناک ترین زہر میں جولیا نے بنائے تھے،ڈوگما بڑے غرور سے کہنے لگا کہ وہ تمھارا شاگرد منصور اور اس کے سب مددگاروں کو بھی میں تمھارے پیچھے جلدی بھیجوں گا، ماسٹر کے پورے جسم میں زہر پھیل چکا تھا ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کا اللہ کو پیارا ہو چکا ہوتا میں ان کے دماغ میں رہ کر ان کی سوچوں کے زریعے ان کو ہمت دے رہا تھا کہ اچانک ماسٹر نے اٹھ کر ڈوگما کو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ تیزی سے پیچھے ہو گیا اور ہاتھ سے پکڑے پستول کو سیدھا کر کے ماسٹر کی چھاتی میں گولی مار دی ماسٹر نیچے گر گئے، ڈوگما اپنے بچے ہوئے ساتھی کو کہنے لگا نین

تارا کو اٹھا لو اور یہاں سے نکلو ابھی منصور لوگ پہنچے والے ہونگے وہ نین تارا کو اٹھا کر وہاں سے نکل گئے ۔

ہم جب چائنیز کیمپ پہنچے تو گاڑیاں سیدھی اندر داخل کر لیں اور جہاں ماسٹر گرے ہوئے تھے وہاں سے تھوڑے پیچھے گاڑیاں روک لیں میں دروازہ کھول کر بھاگ کر ماسٹر کے پاس پہنچا، اور جاکر ماسٹر کا سر گود میں رکھ لیا میرے پیچھے باوزائی اور کرنل بھی پہنچ گئے، باوزائی بہت ہمت والی تھی وہ سخت پریشان اور دکھ میں تھی مگر روئی نہیں اس نے جاکر ماسٹر کی گردن پر ہاتھ رکھا اور کہا جلدی اٹھاؤ یہ زندہ ہیں ان کو ہسپتال لیکر جاتے ہیں، میں نے ماسٹر کو اٹھا کر گاڑی میں بٹھایا اور ان کو لگے تیر توڑ دیئے، اچانک ماسٹر کی آنکھ کھل گئی مجھے دیکھ کر کہنے لگے تم جاؤ نین تارا کو بچاؤ، میں نے کہا ماسٹر پہلے آپ کو ہسپتال پہچانا ہے ماسٹر کہنے لگے جو کہہ رہا سنو وہ رُک رُک کر بات کر رہے تھے مجھے باوزائی اور کرنل کے آدمی ہسپتال لے جائیں گے تم اور کرنل نین تارا کے پیچھے جاؤ اور چائنیز انجینئر کو بھی چیک کرو ان میں سے کوئی زندہ ہو تو ہسپتال پہنچاو میں تمھارا انتظار کروں گا تمھارے آنے تک مجھے کچھ نہیں ہوگا، ہم نے ماسٹر اور باوزائی کو کرنل کے آدمیوں کے ساتھ ہسپتال بھیجا اور باقی ساتھیوں کے ساتھ چائنیز انجینئرز کی رہائش پر پہنچے مگر وہاں بہت ہی ابتر حالت تھی کمروں میں خون پھیلا ہوا تھا تمام انجینئر مر چکے تھے کیمپ کے سارے گارڈ مار دیئے گئے تھے، کرنل ساتھ ساتھ اپنے

افسران بالا مقامی پولیس اور ایمبولینس کے لیے ہسپتال فون کر رہا تھا، اور اپنے لوگوں کو اس نے سختی سے ہدایت کی کہ ڈوگما کو تلاش کرو وہ ایک گاڑی میں نکلا ہے اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی ہے جو بے ہوش ہے ۔

مقامی پولیس اور ایجنسی کے لوگ اور ایمبولینسیں وہاں پہنچ گئی تھیں، کرنل نے ان کو سختی سے ہدایات دیں کے میڈیا کے لوگ اندر داخل نہ ہوں اور لاشوں کو سول ہسپتال کے بجائے ملڑی ہسپتال پہنچاو، کرنل کو وائرلیس پر ایک پیغام ملا کہ جس کوٹھی پر ہم نے چھاپہ مارا تھا اس سے تھوڑے دور ایک کوٹھی میں ڈوگما کو داخل ہوتے دیکھا گیا ہے کیونکہ اس کوٹھی میں کل ہی غیر ملکی لوگ شفٹ ہوئے تھے جو کسی این جی اوز کی طرف سے یہاں ریسرچ کرنے آئے تھے اور ان کی سربراہ ایک عورت جولیا تھی، میں نے کہا کرنل صاحب یہ وہی ہے جولیا اور اس کے ساتھی تو مر چکے ہیں مگر رہائش ڈوگما استعمال کرے گا کیونکہ فلحال وہ کہیں جا نہیں سکتا کرنل نے کہا جلدی کرو، جب ہم کوٹھی کے پاس پہنچے تو کرنل مجھے روکتا رہا مگر میں جمپ مار کر دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف پہنچ گیا اس وقت میں شدید غم اور غصے کی حالت میں تھا میرے دماغ میں طوفان چل رہے تھے، جیسے ہی میں اندر پہنچا مجھے جھکنا پڑا کسی نے میرے اوپر فائر کیا تھا، میں رولنگ کرتا ہوں ایک درخت کے پیچھے ہو گیا، اندھیرا کافی تھا اس شخص نے جیسے ہی دوبارہ فائر کیا میں نے

اس کو دیکھ کر گولی مار دی، میں کوٹھی کے اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا کہ اچانک مجھے پیچھے فائر کی آواز سنائی دی دھڑام سے ایک شخص ایک ستون کے پیچھے سے گرا پیچھے سے مجھے کرنل کی آواز سنائی دی منصور دھیان سے ہم نے ایک دوسرے کو کور دیتے ہوئے پوری کوٹھی کو چھانا مگر نیچے والا حصہ خالی تھا ہم چھت پر پہنچے تو ایک کمرہ لاک تھا اس کی کھڑکیوں پر بھی نے دباؤ ڈالا مگر وہ بھی لاک تھیں، میں نے شیشے سے جھانکا تو مجھے بہت دھندلا سا کوئی کرسی پر بیٹھا نظر آیا وہ لباس سے کوئی لڑکی کا ہیولا لگتا تھا، میں نے کرنل کو بتایا کہ کوئی اندر ہے، کرنل نے لکڑی کا دروازہ توڑنے کے لئے جیسے ہی دروازہ پر لات مارنے کی کوشش کی میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ ڈوگما بہت چال باز حرامی ہے، اگر یہ نین تارا ہوئی تو وہ اسے ایسے نہیں چھوڑ جائے گا میں وہیں دھیان میں بیٹھ گیا اور آسٹرل پروجیکشن کرتے ہوئے اپنے سیلانی کو باڈی سے آؤٹ کیا، سیلانی کے لیے دریا، پہاڑ، دیواریں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتیں میرا سیلانی اندر داخل ہوا اور دیکھا کہ نین تارا ایک کرسی پر بے ہوش بندھی ہوئی ہے اور اس پر ایک بم لگا ہوا ہے مگر بم سے نکل کر تاریں دروازے کے ہینڈل اور کھڑکی کے ساتھ لگی ہوئی تھیں کہ جیسے ہی کوئی کھڑکی یا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو تو تار کے کھنچنے سے بم کے کیل نکلیں اور نین تارا کے ساتھ آنے والے بھی مرجائیں۔میں واپس باڈی میں آیا اور آنکھیں کھول کر کرنل کو ساری سچویشن بتائی، میں نے کہا ایک طریقہ ہے کہ اگر ہم دروازے کو درمیان سے کاٹ دیں تو اندر داخل ہو سکتے ہیں مگر یہاں آرا یا

کٹر اس وقت آئے گا کہاں سے۔اچانک میرے دماغ میں ایک خیال آیا اور کرنل سے اس کی گن پکڑ لی اور دروازے کی اتنی جگہ پر نشان لگایا کہ اتنا دروازے کا تختہ ٹوٹ جائے تو اندر داخل ہوا جا سکتا ہے میں نے کرنل کو کہا کہ وہ ہینڈل کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ کر رکھے کے اچانک کہیں کھل نہ جائے، اور میں نے دروازے پر لگے ہوئے نشان پر فائر کے ساتھ ساتھ فائر کرنا شروع کر دیا، کرنل نے پوچھا نین تارا سائیڈ پر ہے میں نے ہاں میں سر ہلایا، اس طرح فائر کرتے کرتے دروازے پر چوکور نشان بن گیا،میں نے دروازے کی اس جگہ پر سیدھے ہاتھ کی چوب ماری اس جگہ سے تختہ ٹوٹ کر اندر گر گیا پہلے میں اور پھر کرنل اندر داخل ہوئے فائرنگ کی آواز سُن کر نین تارا ہوش میں آ گئی تھی میں نے اسے آواز دے کر تسلی دی کہ میں ہوں جب ہم اندر پہنچے تو وہ ہم کی وجہ سے سخت گھبرائی ہوئی تھی اور کانپ رہی تھی، اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے میں نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر تسلی دی کہ پریشان نہ ہو میں ہوں ناں تمھیں کچھ نہیں ہو گا، کرنل نے بم چیک کیا اور تاریں باہر نکال دیں، پھر بم کو ڈیفیوز کیا، اور بم کے سٹریپ کھول کر نین تارا سے دور ہٹا لیا، میں نے نین تارا کو اٹھایا اور کندھے سے پکڑ کر حوصلہ دیا، اور باہر لاکر ایک ٹوٹی سے پانی پلا کر اس کے منہ پر پانی کے دو چھٹے مارے، وہ کافی سنبھل گئی، کرنل نے کہا لگتا ہے ڈوگما ایک دفعہ پھر فرار ہو گیا ہے پر شکر ہے ہم نے نین تارا کو بچا لیا، میں نے کہا کرنل فوری ماسٹر کی طرف نکلنا ہے کرنل نے وائرلیس پر اپنے ساتھیوں کو کوٹھی پہنچے کی تاکید کی اور اپنے دو ساتھیوں کو وہیں

چھوڑ دیا کہ کوٹھی کی تلاشی لو اور ہمیں گاڑی میں بٹھا کر ہسپتال کی طرف چل پڑا ۔

جب ہم ملڑی ہسپتال پہنچے تو کرنل کی وجہ سے ماسٹر کے کمرے تک پہنچتے ہوئے ہمیں چند منٹ لگے، ماسٹر کو ایمرجنسی میں رکھا گیا تھا اور ڈاکٹرز نے انھیں ڈرپز لگا رکھی تھیں اور انجیکشن پر انجیکشن لگا رہے تھے، ماسٹر کا پورا جسم نیلا ہو چکا تھا جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ سارے جسم میں زہر پھیل گیا ہے، باوزائی ہمیں دیکھ کر اٹھی نین تارا نے اسے بھاگ کر گلے لگا لیا اور تسلی دینے لگ گئی، باوزائی بہت پریشان لگ رہی تھی میں نے پاس جاکر اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھا اور کہا باوزائی تم تو روحانی ہو بتاؤ نہ مجھے کہ ماسٹر کو کچھ نہیں ہوگا، مجھے اپنے پیچھے ماسٹر کے کراہنے کی آواز سنائی دی میں تیزی سے مڑا ماسٹر آنکھیں کھول کر مجھے پاس بلا رہے تھے میں ان کے پاس بیٹھ گیا ان کے منہ سے نکلا منصور، باوزائی، نین تارا میری وصیت یاد رکھو کبھی مقصدِ عظیم کو مت بھولنا، آخری سانس تک مقصدِ عظیم کے لیے کام کرنا تاکہ آسمانی سلطنت کا قیام ہو اور سپریم گرینڈ ماسٹر میتریا علیہ السلام اس زمین پر حکومت کریں، یہ میری زندگی کا خاتمہ نہیں ہے میں ہمیشہ روحانی طور پر تمھارے ساتھ ہوں، اس کے بعد وہ اپنے دائیں طرف دیکھنے لگے جیسے کسی کو دیکھ رہے پھر ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ باکمال مسکراہٹ جیسے ان کے چہرے

پر ثبت ہو گئی ہو جیسے پوری فضا میں سکوت طاری ہو گیا ہو اس سکوت کو باوزائی کی چیخ نے توڑا اس نے زور سے کہا بابا اور ماسٹر کی لاش سے لپٹ گئی ۔

.....جاری ہے

عباس ہمدانی 59

92-92-92-92

دی لائف سٹوری آف منصور

راوی :سید منصور حیدر

تحریر :سید عباس ہمدانی

قسط نمبر 20

ڈوگما کا انجام

ماسٹر شیانگ لی سے اس طرح جدا ہونے نے میرے ہوش بھلا دیئے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کیا جائے، کرنل رضا علی نے

مجھے ماسٹر کی لاش سے اٹھایا اور گلے لگا کر تعزیت کی اور صبر کی تاکید کی مگر ماسٹر شیانگ لی جیسی ذات کے اس طرح بچھڑنے پر صبر کیسے ہو سکتا تھا، میں نے باوزائی کو پکڑا وہ بڑی دُکھی نظروں سے دیکھ کر مجھے کہنے لگی بھائی ہمارے ماسٹر چلے گئے ہیں، اور تڑپ کر مجھے گلے لگا کر رونے لگی، میں نے نے اسے حوصلہ دیا کہ تم تو ہماری بڑی ہو اور زمہ داری تمھارے سر پر ہے صبر سے کام لو، باوزائی نے مجھے کہا منصور میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میرے بابا چلے گئے ہیں، بلکہ اس لیے رو رہی ہوں کہ سپریم گرینڈ ماسٹر کے ایک عظیم کمانڈر چلے گئے ہیں، انھوں نے مجھے بیٹی سے زیادہ سپریم گرینڈ ماسٹر کے مقصد کی کارکن ہونے کی وجہ سے محبت، عزت اور تربیت دی، بہت ہی کم کبھی بچپن میں انھوں نے مجھے بیٹی کہہ کر پکارا ہو اور نہ انھوں نے کبھی خواہش کی میں انھیں بابا کہوں وہ ہمیشہ کہتے تھے کہ سب اہم رشتہ ہمارے درمیان سپریم گرینڈ ماسٹر کی محبت اور مقصد کا ہے۔

حکومت پاکستان نے چائنیز گورنمنٹ سے بہت زیادہ اظہار افسوس کیا اور قاتلوں کو ان کے منطقی انجام تک پہچانے کا وعدہ کیا، تمام لاشوں کو تابوتوں میں بند کر کے خصوصی طیارہ سے چائنا بھیجا گیا، اسی طیارہ میں باوزائی اور نین تارا بھی روانہ ہوگئیں، ماسٹر کی لاش کو شاولن ٹیمپل گرینڈ ماسٹر لی فنگ کی خانقاہ میں لے جایا جائے گا جہاں ان کی آخری رسومات ہونگی،میں نے

بہت کہا کہ میں نے بھی ساتھ جانا ہے لیکن مجھے باوزائی نے سختی سے منع کیا کہ تم ساتھ نہیں آؤ گے، تمھاری ابھی یہاں ضرورت ہے ، روحانی طور پر آخری رسومات میں شامل ہو جانا اور جاتے ہوئے آخری الفاظ کہے منصور اس ڈوگما کو زندہ مت چھوڑنا، میں نے کہا انشاء اللہ ۔طیارے کے پرواز کرنے تک میں اور کرنل وہاں کھڑے رہے جب تک طیارہ فضا میں نظر آتا رہا میں دیکھتا ہوں رہا، میری آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔اچانک مجھے اپنے کندھوں پر ہاتھ محسوس ہوا اوپر کرنل کی آواز سنائی دی چلو منصور اور ہم واپس چل پڑے ۔

پیر طریقت انتہائی سخت تکلیف میں تھا اسکو شہر کے بڑے ہسپتال میں شفٹ کیا گیا مگر اس کی حالت میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا، ایک دن پتہ نہیں کیسے وہ بیڈ سے ہمت کر کے اترا اور نیچے گر گیا وہ گھسیٹتا ہوا کھڑکی کے پاس پہنچا اور نیچے دیکھا وہ ہسپتال کی پانچویں منزل پر تھا، اس نے سوچا کہ اس تکلیف سے صرف ایک ہی چیز چھٹکارا دے سکتی ہے اور وہ گردن کے بل کھڑکی سے نیچے کود گیا، اس کی لاش کو ایک خیراتی تنظیم نے لاوارث کر کے دفن کر دیا۔اس کی درگاہ پر ایجنسی نے فلحال آپنے اعتماد کے لوگ بٹھا دیئے تاکہ درگاہ کنٹرول میں رہے۔

شاولن ٹیمپل میں گرینڈ ماسٹر لی فنگ کی خانقاہ سب سے بڑی تھی جہاں یوگا اور کانگ فو کی تعلیم دی جاتی تھی، اس وقت

پورے شاولن ٹیمپل کے تمام کلبوں، خانقاہوں کے ماسٹرز وہاں موجود تھے خود ماسٹر شیانگ لی کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں تھی،خانقاہ کا پورا گراؤنڈ بھرا ہوا تھا، سامنے سٹیج پر گرینڈ ماسٹر لی فنگ کے ساتھ مختلف ملکوں کے بڑے بڑے کانگ فو گرینڈ ماسٹرز کھڑے تھے، جن میں ایک لمبے قد کے بہت خوبصورت شکل و صورت کے انسان نے گرینڈ ماسٹر لی فنگ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ان کو سہارا دیا ہوا تھا، سامنے ایک شیشے کے تابوت میں ماسٹر شیانگ لی کی باڈی رکھی تھی۔میں آسٹرل پروجیکشن کے زریعے سیلانی آؤٹ کر کے وہاں سٹیج کے قریب ہی موجود تھا باوزائی اور نین تارا بھی سٹیج کے ایک طرف موجود تھیں، گرینڈ ماسٹر لی فنگ ڈائس پر آئے جہاں مائک لگے ہوئے تھے، انھوں نے بات ان الفاظ سے شروع کی شیانگ لی بہت چھوٹا تھا جب میرے پاس تربیت کے لئے اس کا والد لایا تھا، اس نے زندگی پھر کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا، وہ انتہائی بآدب، مخلص اور محنتی انسان تھا، مقصد عظیم کی ساری زندگی خدمت کی، اگر شیانگ لی کوئی درخت ہوتا تو بہت بڑا درخت جس کی چھاؤں میں لوگ بیٹھتے اور اس درخت کے پھل کھاتے، اگر وہ کوئی سمندر ہوتا تو وہاں سے لوگوں کو ہمیشہ موتی ملتے، سپریم گرینڈ ماسٹر ہماری یہ ادنیٰ سی قربانی قبول فرمائیں ۔شیانگ لی اپنے لائق شاگردوں کی صورت میں زندہ ہے، وہ روحانی طور پر ہمیشہ ان کے ساتھ ہے اس کے شاگردوں کو اب چاہیے کہ وہ ثابت کریں کہ وہ شیانگ لی کی سچی روحانی اولاد ہیں، نفس پرستی اور دنیا کی غلاظت سے خود کو بچائیں اور ایسا نہ شیانگ لی اور اس کے مقصدِ عظیم کے

نام پر لوٹ مار شروع کر دیں، اگر وہ ایسا کریں گے تو کل شیانگ لی سے کیسے آنکھ ملا سکیں گے اور شیانگ لی سپریم گرینڈ ماسٹر کے دشمنوں کے ساتھ ساتھ کل ان سے بھی انتقام لے گا۔

شاولن ٹیمپل کا موسم ویسے ہی ابر آلود تھا آسمان پر کالے بادل چھائے ہوئے تھے، ماسٹر شیانگ لی کی آخری رسومات کے ساتھ ہی ان کو وہاں سٹیج کے ساتھ ایک جگہ دفن کرنا تھا جیسے ہی ان کے تابوت کو قبر میں اتارا جانے لگا آسمان پر زور سے بادل گرجنے لگے بجلی چمکنےلگی شاید بادل گرج کر ماسٹر شیانگ کو سلامی دے رہے ہیں تھے، جب ماسٹر کا تابوت قبر میں اتر گیا تو اچانک بارش شروع ہو گئی جیسے آسمان بھی ماسٹر شیانگ لی کی جوان مردی پر رو رہا ہو، ماسٹر شیانگ کی تدفین کے بعد گرینڈ ماسٹر لی فنگ نے سب کو جانے کی اجازت دے دی، اس دن اتنی بارش ہو رہی تھی جیسے شاولن ٹیمپل میں سیلاب آجائے گا ۔

ہم ڈوگما کو ہر جگہ تلاش کر رہے تھے مگر اس کا کوئی وجود نہیں مل رہا تھا ایک دن اچانک ایک شخص نے بازار میں آکر فائرنگ کر دی، اس شخص کو گرفتار کیا گیا مگر وہ کچھ نہیں بتا رہا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا اسی طرح کا واقعہ دو مذہبی مقامات پر بھی ہوا اور ایک لاری اڈے پر ایک پولیس والے نے گن کا فائر لوگوں پر کھول دیا تمام جگہوں پر کافی ہلاکتیں ہوئیں مگر کرنے والوں کو گرفتار کیا تو وہ خود حیران تھے کہ کیوں کیا، مجھے کرنل نے کہا کہ یہ سب ٹیلی پیتھی کا چکر لگ رہا ہے میں نے کہا کہ بالکل

ایسا ہے اور اس سب کے پیچھے وہی ڈوگما ہی ہے آپ حکومتی سطح پر احتیاط برتنے کے لیے لوگوں اور فورس کو کہو، ایجنسی کے ہمارے سیف ہاؤس پر ایک گاڑی سے خود کش حملہ کیا گیا اور پورا سیف ہاؤس برباد ہو گیا اس وقت وہاں پر ہمارے پانچ جوان تھے جو شہید ہو گئے،

کچھ دنوں کے بعد مجھ پر ایک قیامت اور تب ٹوٹ پڑی جب میرے والد صاحب والدہ کو لیکر ساتھ گاؤں سے رشتہ داروں کے گھر سے واپس آ رہے تھے جب کسی نے ان دونوں کو خنجر سے زبح کر دیا ہے، میرے دماغ میں طوفان چل رہے تھے ماسٹر کے بعد والدین کا اس طرح چلے جانا میرے لیے قیامت سے کم نہیں تھا، میں نے بھائی کو اطلاع دی کہ والدین کو میرے آنے تک دفن مت کرنا یا تو ان کے قاتل کو کیفرکردار تک پہنچاؤں گا، ورنہ میری بھی ساتھ قبر کھدوا دینا۔

میں نے ڈوگما کے دماغ پہنچ کر اسے آواز دی مگر اس نے سانس روک لی میں جب دوبارہ اس کے دماغ میں پہنچا اور نام بتایا تو اس نے مجھے دماغ میں جگہ دی وہ ایک کمرے میں گھومنے والی کرسی پر بیٹھا تھا اور اس نے ہنستے ہوئے کہا تمھارے ماسٹر کے بعد تمھارے والدین بھی گئے ابھی تو تمھارے بہن بھائی ہیں اور کرنل بھی جائے گا، باوزائی اور نین تارا کو تم نے شاولن ٹیمپل بھیج دیا مگر وہ بھی ہم سے دور نہیں سب کے سب مرو گے تم نے غلط جگہ پنگا لیا اور اب میرے دماغ سے دفعہ ہو جاؤ اور اپنی موت کا انتظار کرو اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا۔میں

فوراً کرنل کے دماغ میں پہنچا، اس نے میرے ساتھ والدین کی تعزیت کی، میں نے اسے کہا کہ سب سے پہلے میرے بہن بھائیوں کی سکیورٹی کا بندوبست کرے اور دوسرا مجھے بتاؤ کہ اربن پلازہ کس شہر میں ہے، اس پلازہ کے ساتھ ایک اونچا پہاڑ ہے، یہ سب میں نے ڈوگما کے دماغ میں رہ کر دیکھا تھا پلازہ کے نام کا ٹیگ میز پر لگا ہوا تھا اور ڈوگما جب کرسی پر گھوما تو اس کے دفتر کے پیچھے کھڑکی سے مجھے پہاڑ نظر آیا تھا ۔کرنل نے کہا کہ میرے خیال میں تو یہ جگہ دارالحکومت میں ہے، اور اس کے بعد فون کر کے کنفرم کیا تو پلازہ کے متعلق کنفرم ہو گیا کہ وہ دارالحکومت میں ہے، میں نے کہا میرے خیال میں اس پلازہ میں سارے آفس ہیں اور میرے اندازے کے مطابق ڈوگما کا آفس کم از کم پانچویں منزل پر ہو گا آپ اپنے لوگوں کو ڈوگما کا حلیہ بتاؤ اور نگرانی پر لگا دو، اور فوری طور پر ایک ہیلی-کاپٹر کا بندوبست کریں تاکہ ہم دارالحکومت جلدی پہنچیں، کرنل نے کہا ٹھیک ہے اور فون پر کچھ لوگوں کو ہدایات دینے کے بعد مجھے کہا چلو آرمی ایویشن کلب وہاں ہیلی کاپٹر تیار ہے، جب ہم وہاں پہنچے تو ایک ہیلی-کاپٹر تیار تھا ہمارے سوار ہوتے ہی پائلٹ نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کیا اور پرواز بھری ہم زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں دار الحکومت پہنچ گئے ۔

جہاں ہیلی-کاپٹر نے لینڈنگ کی ایک کار ہمارے لیے تیار تھی، میں نے کرنل کو کہا کہ میں اور آپ صرف چلیں گے کیونکہ ہم سانس روک لیتے ہیں، کرنل ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور ہم کچھ دیر

بعد پلازہ کی پارکنگ میں پہنچے، وائرلیس سیٹ کے زریعے ایک شخص سے رابطہ کر کے ڈوگما کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ ایسا غیر ملکی چھٹی منزل پر میرین انٹرنیشنل آفس کے اندر ہے، میں اور کرنل تیزی سے اس آفس کی طرف بڑھے پلازہ میں لفٹ لگی تھی، لفٹ پر سوار ہو کر پانچویں منزل کا بٹن دبا دیا لفٹ رکی تو ہم تیزی سے اس آفس کی طرف بڑھے اندر ایک چھوٹے سے ہال میں چند ٹیبلز پر کچھ لوگ کام کر رہے تھے، ایک لیڈی سیکرٹری نے مجھے روکنے کی کوشش کی مگر کرنل نے اس کو پکڑ لیا میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا اندر ڈوگما مجھے دیکھ کر حیران رہ گیا میں نے ٹیبل کے اوپر سے ہی چھلانگ لگا کر اس کو دبوچ لیا اور نیچے گرا کر اس کے منہ پر مکوں کی بارش کر دی، اچانک اس نے پورے زور سے مجھے اپنے اوپر سے اچھال دیا، میں ایک طرف گر گیا میں تیزی سے اٹھا تو ڈوگما بھی کھڑا ہو چکا تھا اور کہنے لگا اچھا ہو گیا تم خود چل کر اپنی موت کے پاس پہنچ گئے، میں نے کہا موت تمھاری آنی ہے اور اس پر چھلانگ لگائی، ڈوگما ایک بہترین فائٹر تھا اس نے سٹیٹ کک مار کر دوبارہ مجھے پیچھے گر دیا میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور فائٹنگ سٹائل میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا، ڈوگما نے پاس رکھی کرسی میری طرف اچھالی مگر میں نیچے ہو گیا اور کرسی میرے اوپر سے گزر گئی، میں نے نزدیک جا کر کک اس کے منہ کی طرف اچھالی وہ پیچھے ہٹ گیا، میں اس کے نزدیک ہوا اور ہم ایک دوسرے پر ککوں اور پنجز سے پل پڑے، میرے اوپر جنون سوار تھا، جیسے ہی ڈوگما میرے قریب آیا میں نے زور دار ٹکڑ اس کے منہ پر ماری اور اس کو

پکڑ کر نیچے کھینچ لیا اور دائیں ایلبو کے وار اس کے سر اور کمر پر کیے اور کھینچ کر پوری قوت سے نی شاٹ اس کے منہ پر مارا، اس کے کم از کم چار دانت ٹوٹ گئے تھے، وہ خون تھوکنے لگا، میں جیسے ہی اس کے پاس آیا اس نے لیٹے لیٹے میرے پاؤں میں لات ماری، مجھے اس کی توقع نہیں تھی جسکی وجہ سے میں مار کھا گیا اس نے جلدی سے لپک کر کھڑکی سے باہر چھلانگ لگا دی ۔میں اس کے پیچھے لپکا مگر وہ نیچے ایک اے سی کے سٹینڈ پر لٹک رہا تھا، میں بھی کھڑکی سے باہر لٹک کر ساتھ والے کمرے کے اے سی سٹینڈ پر کودا اور اس کے ساتھ لٹک کر ڈوگما کو زور دار کک ماری وہ کراہ کر نیچے دیکھنے لگا اس کے نیچے والی منزل کے ایک کمرے کے باہر اے سی سٹینڈ لگا ہوا تھا اور بالکل اس کے ساتھ ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس نے جسم تولتے ہوئے اینگل پر چھلانگ لگائی اور اس کو پکڑ کر اوپر کھڑا ہو کر مجھے فاتحانہ انداز میں دیکھنے لگا اور کھلی ہوئی کھڑکی سے کمرے کے اندر کود گیا۔اس وقت مجھ پر عجیب جنون سوار تھا میں نے اپنی جگہ سے فوراً اس لوہے کے اینگل پر چھلانگ لگائی اور جیسے ہی میرا ہاتھوں نے اینگل کو پکڑا اسی رفتار سے میں نے جسم اوپر اٹھایا اور کھڑکی کے زریعے کمرے کے اندر پہنچ گیا، یہ کوئی آفس تھا ڈوگما دروازے سے نکل رہا تھا میں اس کے پیچھے لپکا دروازے سے نکل کر ہم ایک ہال میں پہنچ گئے یہ ہال کوئی مارشل آرٹ ٹریننگ کلب تھا جہاں مختلف سینڈ بیگز لٹکے ہوئے تھے اور دیواروں پر تصویریں لگی ہوئی تھیں اور دیگر سامان پڑا ہوا تھا۔ میں اور ڈوگما ایک بار پھر آمنے سامنے آ گئے، میں نے کہا ڈوگما آج

انتقام کا دن ہے میں تمھیں بھاگنے نہیں دونگا، دانت ٹوٹنے کی وجہ سے اس کا منہ سوج چکا تھا، میں نے اس کی گردن کو مواشی گیری کک سے نشانہ بنایا جیسے ہی وہ پیچھے ہوا میں نے اچھل کر وہیل کک ماری وہ چار قدم پیچھے ہوا میں نے اس پر فرنٹ کک کرتے ہوئے ساتھ ہی جمپ کے ساتھ بیک کک اس کی چھاتی میں ماری وہ اچھل کر پیچھے دیوار کے ساتھ ٹکرایا، میں نے ایک دیوار کے ساتھ دو تلواریں لگی ہوئی تھیں ان کو کھینچ کر لکڑی کے فریم سے باہر نکالا اور ایک تلوار ڈوگما کی طرف پھینکی کے چلو تمھارے دل میں کوئی حسرت نہ رہ جائے، اس نے تلوار اٹھائی اور کھڑا ہو گیا میں ماسٹر شیانگ کی طرح تلوار ایک ہاتھ سے پکڑ کر بائیں ہاتھ کی کہنی اٹھا کر اس پر تلوار کی نوک رکھ کر ڈوگما کے سامنے کھڑا ہو گیا اس نے سپیڈ سے تلوار کا وار میری طرف کیا ہر وار پر میں سپیڈ سے ایک طرف ہو جاتا یا تلوار پر وار روک لیتا تھا جب وہ بالکل ناک دم ہو گیا تو میں نے کہا ڈوگما سنبھالو خود کو اب میری باری ہے میرا ماسٹر کہتا تھا کہ اصل جنگجو وہ ہے جو ایک ہی وار میں جنگ کا پانسا پلٹ دے اور اتنی سپیڈ سے تلوار گھمائی کے ڈوگما کو سمجھ ہی نہیں لگی اور اس کی ملعون گردن دیوار کے ساتھ جا ٹکرائی اور اس کی گردن سے فوارے کی طرح خون جاری ہو گیا ۔

میں اپنے گھر پہنچا والدین کی تدفین کی اور گاؤں رہنے لگا مجھے والدین کی اس طرح میری وجہ سے موت کا شکار ہو جانے پر بہت

شرمندگی ہوتی تھی، میرے بہن بھائی بھی مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھتے مگر کچھ کہتے نہیں تھے، میں والدین کی قبر پر جا کر روتا رہتا تھا ایک دن قبر دعاء پڑھتے پڑھتے مجھ پر غنودگی چھا گئی اور میں نے دیکھا کہ میں اُسی خوبصورت باغ میں ہوں اور سامنے سے ماسٹر شیانگ آ رہے ہیں انہوں نے بہت خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا، میں نے اٹھ کر انھیں سلام کیا انھوں نے مجھے گلے لگا لیا اور کہا کہ سپریم گرینڈ ماسٹر کی آسمانی سلطنت دنیا پر قائم تو نہیں ہوئی کہ تم تھک کر گھر بیٹھ گئے ہو اور رونے دھونے میں وقت گزار رہے ہو، اور ایک طرف اشارہ کیا میں نے دیکھا تو میرے والدین چلے آ رہے تھے، وہ مجھے خوش ہو کر ملے اور کہا بیٹا ماسٹر شیانگ ہمارا بہت خیال رکھتے ہیں اور ہمیں سپریم گرینڈ ماسٹر کے پاس لیکر جاتے ہیں جو ہم سے بہت پیار کرتے ہیں کہ آپ کو دنیا میں ہماری وجہ سے تکلیف سہنی پڑی آپ کا بیٹا ہمارا بہت خاص ہے اب آپ کو کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی، اپنے بیٹے سے کہیے گا کہ اب کوشش اور تیز کر دے اور راہ ہموار کرے ہم جلد آئیں گے ۔

ماسٹر شیانگ نے میری طرف دیکھ کر کہا اب تم نے پھر پیغام سُن لیا شاباش تمھارے والدین یہاں بہت خوش ہیں اور میرے والدین نے مجھے گلے لگا لیا بہت پیار کیا میری آنکھ کھل گئی، میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ایک دن باوزائی نے میرے دماغ میں کہا کہ ایک شخص تمھارے پاس آئے گا تمھیں کچھ رقم دے گا جو تمھارے اور تمھاری فیملی کی ضرورت کے لیے ہے اور وہ شخص تمھارا پاسپورٹ بنوا دے گا اور چائنا کا ویزہ لگوا دے گا تم شاولن آنے کی تیاری کرو، اگلے دن ایک شخص گاڑی میں آیا اور مجھے کافی بڑی رقم دے گیا اور میری تصویر کھینچ کر میرا ڈیٹا لے گیا، والدین کے چالیسویں کے بعد والدین کی وصیت کے مطابق میں نے اپنی چھوٹی بہن کی شادی جس کا رشتہ طے تھا اور والدین کی فوتگی کی وجہ رُک گیا تھا سادگی سے نکاح اور رخصتی کر دی میں نے وہ ساری رقم جو باوزائی نے دی تھی اپنے بہن بھائیوں میں برابر تقسیم کر دی، تاکہ ان کی زندگی اچھے گزرے، میرا پاسپورٹ آ گیا تھا جس پر چائنا کا ویزہ لگا ہوا تھا اور ٹکٹ بھی مجھے مل گئے تھے میں گھر والوں سے الوداع کر کے آئیرپورٹ پہنچ گیا جہاں سے میری فلائٹ تھی، کرنل رضا علی مجھے الوداع کرنے آئیرپورٹ آیا اور سید روشن امام اور ان کے بیٹے کی طرف سے ماسٹر اور میرے والدین کی تعزیت کی میں نے اسے کہا کہ میری طرف ان کا شکریہ ادا کر دینا اور کہنا کہ زندگی رہی تو ملاقات کرنے ضرور آؤں گا، میں نے کرنل کو اپنی فیملی کی حفاظت کے بارے میں تاکید کی اور الوداع کہہ کر بورڈنگ کارڈ چیک کروا کر سامان چیک کرایا اور جہاز کی طرف چل دیا، یہ میری زندگی کا پہلا سفر تھا جہاز کے دروازے پر ایک آئر ہوسٹس نے خوش آمدید کہا اور ٹکٹ دیکھ میری سیٹ کی طرف راہنمائی کی، میں اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا مسافروں کی آمد کا سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ جہاز کے جانے کا وقت ہو گیا

سیڑھیاں اٹھا کر ڈور بند کر دیا گیا اور جہاز کا عملہ سیٹ بیلٹ اور ایمرجنسی ماسک کے متعلق ہدایت دینے لگا، میں نے سیٹ بیلٹ لگا لیا میرے ساتھ ایک بوڑھا چائنیز بیٹھا تھا، جہاز نے رن وے پر دوڑنا شروع کیا اور اڑان بھری کچھ دیر بعد جہاز کے کپتان نے سپیکر سے تمام مسافروں کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ ہم دو گھنٹوں میں اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے اب آپ بیلٹ کھول سکتے ہیں، میں باوزائی اور نین تارا سے ملنے کو بہت بے چین تھا نین تارا کے دماغ پر باوزائی نے ایسا تنویمی عمل کیا تھا کہ اب اس کے دماغ میں کوئی نہیں جاسکتا تھا، ایک دن باوزائی سے نین تارا کے بارے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ ٹریننگ میں مصروف ہے اور فالتو لوگوں کے لیے اس کے پاس فالتو کا وقت نہیں ہے، جب تم یہاں آؤ گے تو کچھ دیر کے لیے شاید ملاقات ہو جائے، میں انھی خیالات میں کھویا ہوا تھا کہ مجھے کچھ لوگ اٹھتے نظر آئے اور ایک شخص کاک پٹ میں گھس گیا اور باقیوں نے گنز نکال لیں، مسافر چیخنا شروع ہو گئے جہاز میں افراتفری شروع ہو گئی کہ سپیکر سے ایک آواز ابھری کے جہاز ہمارے قبضے میں ہے جہاز چائنا جانے کے بجائے نیپال جا رہا ہے اور ہماری منزل کھٹمنڈو ہے، میں نے اس کی آواز سن کر اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی مگر اس نے سانس روک لی۔

.....جاری ہے

نوٹ. پہلا سیزن ختم ہو گیا ہے اس ہوشربا داستان کے باقی واقعات پڑھنے کے لئے آپ کو اگلے سیزن کا انتظار کرنا پڑے گا

عباس ہمدانی 59